قَالَ اللّٰہُ تَعَالٰی

وَمَنْ لَّمْ يَحْكُمْ بِمَا أَنْزَلَ اللّٰهُ فَأُولٰٓئِكَ هُمُ الْكٰفِرُوْنَ

اور جو لوگ خدا کی نازل کی ہوئی کتاب (قرآن مجید) کے موافق فیصلہ نہیں کرتے تو درحقیقت وہی لوگ منکر حق پوش ہیں

المنۃ للہ کہ این رسالہ نافعہ با دلائل ساطعہ بجواب رسالہ مولوی احمد رضا صاحب بریلوی المسمی بہ

اَلْقَوْلُ الْعَجِيْبُ

فِىْ رَدِّ

حَامِدِ الْمُجِيْبُ



در مطبع شمسی پریس حیدرآباد دکن صانہا اللہ عن الشرور والفتن طبع شد

سنہ ۱۳۲ ھ

فہرست غلط نامہ رسالہ قول عجیب

صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح	صفحہ	سطر	غلط	صحیح
٨	٨	کڈھے	گدھے	٢٨	٢	تحلی	تجلی	٧٠	٢٤	سلامہ	سلا
١١	١١	المدنیۃ	المدنیۃ	٣٠	١٤	کندن	جان کندن	٧١	١٦	فان	قرآ
١٤	١٤	الدجالَ	الدجالُ	٣٦	٣	خرقیل	حزقیل	٧٥	١٣	اوجا	آحا
١٣	٤	حاضر	خاطر	٤١	١٧	رلھدے	رکھدے	٧٥	١٨	نقازیر	تقادیر
١٥	١٣	قربانی	قرآنی	٤٦	٦	اچیاے	احیاء	٧٦	٢	مین	کمین
١٠	١٣	ارے	اڑے	٤٩	٧	لی بی	بی بی	٧٦	٣	احباث	حیاث
١٤	١٦	العاس	العباس	٤٩	١٦	انہین	ہنین	٧٦	٧	العبدو	العبد
١٠	٥	ابی	×	٥١	٢	سبق	سیق	٧٨	٢٥	باروۃ	باردۃ
٢	١	قرش	فرش	٥١	٣	الذین	الدین	٨٩	١٣	مخرقین	مخرقوں
٢	١	کہتم	کہتم	٥٦	١٥	تدبیر	تدبیر	٨٩	١٨	میرے گرجان	گرجا
٢	٢	مکرماتِ	مکرمتِ	٥٨	٦	صر	×	٧٩	٢٣	احمق	حمق
١	٣	ساہ	راہ	٥٩	٢١	لوم لابت	لوم ثابت	٨٣	٣	ثبوت	ثبوت
	٨	رے	بارے	٦٠	٢١	الاعمال	الاہمال	٨٩	١١	مجیب	مجیبت
١	١٨	البدر	البدء	٦١	٩	متوالے	متوالے	٨٩	٢١	نرہا	رہا
١	٣٠	بجد	بجسد	٦٢	١٠	درستی	درسی	٩٠	١	تدبیر	تدبر
١	٣	اشارت	اشارۃ	٦٤	١٤	پالے گیا	پاسے گیا	٩٠	٢١	تمنہ	تمسخر
[illegible]	١	ادب	آب	٦٦	١٧	رکھنے	رکھتے ہیں	٩٠	٢٣	الصام	الصار
	٢٠	ایمانی	بے ایمانی	٦٧	١٠	کانا	کامرنا	٩٠	٢٣	منشاز	منشاد
	٢١	اکمنا	اپکنا	٦٨	٣	الغیب	الغیب	٩٢	١٩	کوکہا	کو
	١٨	یقینی	یقینیا	٧٠	٢٠	قانونی	قانون				

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبحانَكَ لا عِلمَ لَنا اِلّا ما عَلَّمتَنا اِنَّكَ اَنتَ العَلِيمُ الحَكِيمُ
رَبَّنا افتَح بَينَنا وَبَينَ قَومِنا بِالحَقِّ وَاَنتَ خَيرُ الفاتِحِين

شہر پٹنہ سے تحفہ حنفیہ نامی ایک ماہواری رسالہ شائع ہوا کرتا ہے جس مین اکثر اہل حدیث اور ندوۃ العلماء کی نکتہ چینیان ہوا کرتی ہین - اور اسی ماہواری رسالہ کے بانیون نے اپنے زعم مین اصلاح خلق کا بیڑا اٹھایا ہے مگر انہین یاد رہے کہ صرف لفظیون سے [illegible] جب تک روح القدس سے تائید نہ ملے اور الہام وکشف اسکے موید نہون - تو یہہ خیال ہمارے نزدیک ایک سطحی خیال سے زیادہ نہین - بجز اس کے کہ دبے ہوے خانگی جھگڑے پھر نئے سے زور پکڑین کرتی اور عمدہ نتیجہ نظر مین نہین آتا - یہہ کام ایک عظیم الشان امام کا ہے جو خدا کی طرف سے اس کام کے لئے مامور ہو کر آوے - اور وہ اس قلمی جہاد کے زمانہ مین سلطان القلم کا لقب پاکر قرآنی حربہ سے مخالفین اسلام پر حملہ کرنے کے لئے ہر طرح تیار ہو - ہم دیکھہ رہے ہین کہ اس رسالہ بانی کے ہاتھ مین کچھ نہین سوائے اس کے کہ دوسرے دین کے اقوال کا پورا انقال ہو کوئی ذاتی جوہر نہین ہے سب پر حملہ کرتے کرتے اندنون امام ربانی سیدنا مسیح موعود حضرت امام مرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے منہ آیا ہے اور آپ کی شان

بسم اللہ الرحمن الرحیم

سُبحانک لا علم لنا الا ما علمتنا انک انت العلیم الحکیم
ربنا افتح بیننا وبین قومنا بالحق وانت خیر الفاتحین

شہر پٹنہ سے تحفہ حنفیہ نامی ایک ماہواری رسالہ شائع ہوا کرتا ہے جس میں
اکثر اہل حدیث اور ندوۃ العلماء کی نکتہ چینیاں ہوا کرتی ہیں۔ اور اس ماہواری
رسالہ نے باہمی نزاع سے اپنے زعم میں اصلاح خلق کا بیڑا اٹھایا ہے مگر انہیں یاد رہے
کہ نرے لفاظیوں سے نتیجہ کچھ نہیں نکلتا۔ جب تک روح القدس سے تائید
نہ ملے اور الہام و کشف اسکے موید نہوں۔ تو یہہ خیال ہمارے نزدیک ایک
سطحی خیال سے بڑھکر نہیں۔ بجز اس کے کہ دبے ہوئے خانگی جھگڑے پھر نئے
سرے زور پکڑیں کرتی اور عمدہ نتیجہ نظر میں نہیں آتا۔ یہہ کام ایک عظیم الشان
امام کا ہے جو خدا کی طرف سے اس کام کے لئے مامور ہو کر آوے۔ اور وہ اس
قلمی جہاد کے زمانہ میں سلطان القلم کا لقب پاکر قرانی حربہ سے مخالفین اسلام
پر حملہ کرنے کے لئے ہر طرح تیار ہو۔ ہم دیکھ رہے ہیں کہ اس رسالہ بازی کے
[illegible] سوائے اس کے کہ دو مہینے لکھے اقوال کا پورا انتقال ہو کوئی ذاتی
جوہر نہیں جسے سب پر حملہ کرتے کہنے اندنوں امام ربانی سیدنا مسیح موعود
حضرت امام میرزا غلام احمد صاحب قادیانی کے منہ آیا ہے اور آئین شائین

بکواکر کے چاہا ہے کہ اپنے منہ کی ہوا سے اس نور اللہ کو بجھا دے مگر وَاللّٰهُ مُتِمُّ نُوْرِهٖ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ کے وعدہ کی رو سے اس کی ساری کوششیں بیکار ہوکر رہینگی۔ ہمین سخت رنج ہوا ہے کہ جب ہم دیکھتے ہین کہ اس ناخدا ترس حامد رضا بریلوی اور اس کے ہان ہین ہان ملانے والے قرآنی محاورات سے بے خبر چار پانچ کٹھ ملا افغانون نے ملکر ایک طالب کے سوال کے جواب مین صفحے کے صفحے کالے کرکے اصل غرض کو درپردہ کرنے مین کوشش کی ہے۔ اور ناحق کی زحمت اٹھاکر بھی سائل کو منزل مقصود تک نہین پہونچایا یا بےچارے کی طلب کی پیاس جیسی تھی اب بھی بحال خود باقی ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو ہم اس رسالہ کے آخر مین طالب حق سائل کا جواب چند سطرون مین دیکر حیات جاودانی کے آب شیرین کے پیالہ کو اس منہ سے لگادینگے جس سے کبھی وہ بار دیگر پیاسا نہوگا۔ ناخداترس مجیب کو چند لفظون کے سمجھنے مین سخت دھوکا لگا ہے اس لئے ہم چاہتے ہین کہ چند مقدمات مین اس کی تفہیم کردین تاکہ آیندہ مقاصد کے سمجھنے اور ناظرین منصفین کے فیصلہ کرنے مین کوئی دقت پیش نہ آوے۔

مُقَدِّمهٔ اُولٰی

ابن مریم کے بیان مین۔

ہمارے مخالفین بھائی اس بات پر بڑا ہی زور دیتے ہین کہ جہان کہین لفظ ابن مریم آجاوے اس سے مراد عیسیٰ نبی اللہ خاتم انبیائے بنی اسرائیل ہین لاغیر انہین یاد رکھنا چاہئے کہ یہہ دعوے محض بے دلیل اور سراسر تحکم ہے۔ کیا کسی عورت کا نام مریم نہین ہوتا۔ اگر اس کے بیٹے کو ابن مریم کہین تو کوئی امر ناجائز ہے عیسیٰ

موسیٰ - ابراہیم - محمد - ہزار ہا مسلمانون کے نام ہین کیا کسی کا ذہن اس طرف
منتقل ہو سکتا ہے کہ یہہ نام والے درحقیقت وہی پیغمبر ہین جن کو ہدایت کے لئے خدا تعالیٰ
نے مبعوث کیا تہا کیا تمہین بخاری کی وہ حدیث یاد نہین رہی کہ جسمین ابوسفیان اور
ہرقل بادشاہ روم کے سوال وجواب مندرج ہین ابوسفیان جب دربار شاہی
سے لوٹے تو اپنے ساتہیون سے کہا لَقَدْ اَمِرَ اَمْرُ ابْنِ اَبِی کَبْشَۃَ اِنَّہٗ
یَخَافُہٗ مَلِكُ بَنِیْ الاَصْفَرِ - یعنی ابن ابی کبشہ (جس سے مراد رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم ہین) کا کام غالب ہو گیا - بن گیا کہ اس سے پادشاہ بنی اصفر ڈرتا
ہے حالانکہ آنحضرت کے والد کا نام عبداللہ تہا اور آپ کے ابائے کرام مین بہی کسیکا
نام ابوکبشہ نہ تہا - کہتے ہین کہ یہہ شخص ملک عرب مین تمام کے خلاف پر توحید
پر قایم تہا - ادنیٰ مناسبت ومشابہت کی وجہ سے ابوسفیان جیسے قریشی فصیح
بلیغ عرب کے سردار نے محمد بن عبداللہ کو ابن ابی کبشہ قرار دیا - اور اسی
وجہ سے خدا تعالیٰ نے بہی مسافر کو ابن السبیل کے نام سے یاد کیا ہے اور
لغت عرب مین چاند کو ابن اللیل کہتے ہین - اور ابنائے روزگار کا لفظ اب تک
ہمارے بول چال مین آتا ہے - اور کبہی ان الفاظ سے معنے حقیقی مراد نہین
لی گئی - اور سورہ تحریم مین اللہ تعالیٰ نے عام مسلمانون کو مریم بنت عمران
اور آسیہ زوج فرعون سے تشبیہ دی ہے اور مسلمانون کو مریم بنت
عمران اور آسیہ ٹہرایا ہے اور عارف قرآن پر پوشیدہ نہین ہے کہ بروز کا
مسئلہ قرآن مین بکثرت پایا جاتا ہے - جیسے ایک شخص جب اس کے کسی
گذشتہ انسان کے خو و بو سیرت وصورت مین باہم کسیقدر مشابہت
ہوتی ہے تو کہتے ہین کہ یہہ فلان گذشتہ انسان کے قدم پر آیا ہے اسی
اصول پر یہہ مشہور قول ہے لکل فرعون موسیٰ ولکل دجال عیسیٰ -

اور اس ضرب المثل مقولہ سے وہ دعوے غلط نکلا کہ اسم علم مین تاویل کرنا جائز نہین اور اکثر اولیائے امت پر الہام وکشف سے یہہ امر ظاہر ہوگیا ہے کہ وہ فلان نبی کے قدم پر آئے ہین تو انہون نے علانیہ اسکا اظہار بھی کردیا ہے۔ حضرت بایزید بسطامی پکار کر کہتے ہین کہ مین ہی نوح اور مین ہی ابراہیم مین ہی موسی مین ہی عیسی مین ہی محمدؐ ہون دیکھو تذکرۃ الاولیا۔ شاہ نیاز احمدؒ بریلوی اپنے دیوان مین لکھتے ہین۔ ؎ احمد ہاشمی منم عیسی مریم من ام۔ من نہ منم نہ من من ام۔ حدیث کی کتاب پڑہنے والے خوب جانتے ہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ابوبکر و عمر و عثمان و علی وغیرہم صحابی کو ابراہیم و نوح جبریل و میکائیل وغیرہم ملائکہ سے مثال دی ہے دیکھو عسل مصفی کہ اس کے مصنف نے اس مماثلت کو بسط کے ساتہہ بیان کیا ہے۔ نظامی گنجوی ہی اپنے ضمیر کو مریم صفت قرار دیتے ہین ؎ ضمیرم نہ زن بلکہ آتش زن است۔ کہ مریم صفت بکر آبستن است۔ اگر کوئی بلید الذہن اتنے روشن دلائل پہ بھی لفظ ابن مریم یا لفظ عیسی مین تنکیر و تعمیم کو جائز نہ رکھے اور اسم مین تاویل کو ممتنع سمجھے تو ہم ایک روایۃ بخاری کو پیش کرکے سوال کرتے ہین کہ آیا یہان تعمیم ہے یا نہین اور اگر نہین ہے تو ہم آپ کے ایمان پر فاتحہ خیر پڑہ دیتے ہین وہ حدیث یہہ ہے کہ کوئی مولود شیطانی مس سے محفوظ نہین رہا مگر مریم اور اس کا بیٹا۔ اگر لفظ مریم اور ابن مریم مین تعمیم نہو اور یہہ تاویل نکیجائے کہ جو مسلمان متقی ان دو نان بیٹے کی صفت مین متصف ہو وہ وسوسہ شیطانی سے محفوظ رہتا ہے۔ تو ان عبادی لیس لک علیہم سلطان وغیرہ متعدد آیات کے صریح مخالفت کے باوجود ایک سخت مشکل درپیش ہوتی ہے کہ انبیائے کرام جن مین رسول اللہ سید المعصومین بھی داخل ہین انمین سے ایک بھی شیطانی مس اور اوس کے وسوسہ کی زد سے

ہین
محفوظ نہین رہا اعاذنا اللہ منہ ہمارا بدن کانپ اوٹھتا ہے کہ جب ہم کسی سے یہہ سنتے
کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مُطہر مقدس قلب مین شیطان کا تسلط ہوجایا کرتا تھا
پس ہمارا ایمان بالقرآن وبالرسول یہہ فتوی دیتا ہے کہ اگر اس حدیث مین تاویل
نکیجاے اور مریم و ابن مریم سے ایک مرد متقی مراد لیجائے تو ضرور بقول علامہ زمخشری یہہ
حدیث موضوع ہونے سے زیادہ رتبہ نہین رکھی گئی مگر ہم نہ اصح الکتب بخاری کی روایۃ
کو موضوعیت کی طرف منسوب کر سکتے ہین اور نہ ہمارے پاس اور نہ کسی ذی علم کے
پاس ہمال جائز ہے اس لیے تعارض قرانی وحدیثی کے ارتفاع کے لیے بجز اس کے
چارہ نہین کہ مریم و ابن مریم کے لفظ سے تام معنی لے لین یعنی جس مرد متقی مین مریم و ابن
مریم کے اوصاف حمیدہ پائے جائین وہ شیطانی وساوس سے محفوظ و مامون رہا کرتا
ہے۔ ہماری اس تاویل کی صحت بخاری کی دوسری روایت سے بخوبی ہوتی ہے
جسمین لکھا ہے کہ جو مرد اپنی بی بی سے جماع کرتے وقت اس دعا کو پڑھے بسم اللہ
اللھم جنبنا الشیطان وجنب الشیطان ما رزقتنا۔ اور خدا تعالے
اس کو لڑکا لڑکی عنایت کرے تو وہ لڑکا لڑکی شیطان کی ضرر دہی اور وسوسہ
اندازی سے بچ جاتی ہین قابل غور ہے کہ یکبار بحالت جماع جناب الٰہی مین دعا
کرنیوالا اور شیطان رجیم سے پناہ مانگنے والا جب وہ اور اوس کی اولاد ضرر
شیطانی سے محفوظ رہین تو جو لوگ اول درجہ کے متقی ہین اور شب و روز استغفار
پڑھا کرتے ہین کیونکر انپر شیطانی تسلط ہو سکتا ہے اور اصول فقہ کا مسلمہ
قاعدہ ہے کہ جہان معنی حقیقی متعذر ہو تو وہان معنی مجازی لینا چاہیے۔ جب متعدد
آیات قرآنی (جنکا ذکر ہم خاتمہ مین کرینگے) اور متعدد احادیث نبوی ابن مریم
علیہ السلام کے وفات کے بصراحت مقتضی ہین تو پھر نزول ابن مریم سے معنی حقیقی یقین
کرنا اور وفات یافتہ انسان کو آسمان سے اتارنا اور نزول پر وزن جسکی صحت صدہا

آیات کتاب مجید سے پائی جاتی ہے اس کا انکار کرنا خلاف اصول و سرا
جہالت و فضول ہے - کیا مردہ دوبارہ دنیا مین آسکتا ہے - ہمارے مخالفین بھائیون کی
عقل اس کے جواب مین جو پیش کرتی ہے وہ یہہ کہ کیا خدا اسے تعالی مین قدرت نہین
کہ مردہ کو دوبارہ زندہ کر سکے - اسکا مفصل جواب مجیب کے رد مین آیندہ لکھینگے مگر
سردست ان چند جملو نپر بس کرتے ہین کہ جب قدرت کے سامنے سارے محالات عقلیہ
و نقلیہ ممکن الوقوع ہین تو علمائے اصول سے سخت غلطی ہوئی کہ معنی حقیقی کے تعذر کے
وقت مجازی معنی کے اختیار کو ضروری سمجہا - مگر جب ہم قرآن پر ایک نظر ڈالتے ہین
تو آیات قرآنی اسی اصولی قاعدہ کو مستحکم کرتی اور علمائے اصول کے اس
رائے کو بڑی زور سے تائید دیتی ہین سارا قرآن استعارہ و مجاز سے بہرا پڑا ہے
اور حق تو یہہ ہے کہ فصاحت و بلاغت کے اسباب سے ایک سبب یہہ بہی ہے - عجیب
حیرت انگیز واقعہ ہے کہ جب حیات ابن مریم کے قائلین دلائل قاطعہ قویہ سے لاجواب
ہو جاتے ہین تو انکا آخری عذر یہہ ہوتا ہے کہ کیا خدا اسے بتر ہین مردہ کے زندہ
کرنے کی قدرت نہین - ہم کہتے ہین کہ یہہ صحیح ہے مگر اسکا کیا معنی کہ زید زمین پر
مرے اور زمین مین دفن کیا جائے اور زندہ ہو کر اٹھے تو آسمان سے آوے
ہذا شئی عجیب و امر غریب - ہمارے مخالف بھائیون نے اگر ابوتراب کی کنیت
پر غور کیا ہوتا تو انہین ابن مریم کی کنیت مین ایسی دقتین درپیش نہوتین
کیا علی مرتضی کرم اللہ وجہہ کے کسی لڑکے کا نام تراب تہا ہرگز نہین - رسول اللہ
صلی اللہ علیہ وسلم نے ادنی مناسبت کی وجہ سے کہ ان کے بدن پر مسجد نبوی
مین لیٹنے کے سبب سے دہول لگ گئی تہی تو ارشاد فرمایا قُم یا ابا تراب
پس اگر وہی فصیح بلیغ رسول عربی فداہ ابی و امی اپنی پیشگوئی مین مناسبت
و مشابہت نامہ پائے جانے کی وجہ سے کسی اپنے غلام کا نام ابن مریم رکہدے

تو اس سے کونسا استبعاد عقلی و نقلی لازم آتا ہے جسپر شور برپا کیا گیا ہے۔ ابو ہریرہ کے لفظ پر بھی غور کرو۔ اس آسمانی مرد غلام احمد کی مشابہت ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم سے اگر دیکھنی منظور ہو تو ایام الصلح اور ازالہ اوہام اور آئینہ کمالات اسلام وعسل مصفی کا مطالعہ فرمائے۔

مقدمہ ثانیہ

نزول کے بیان میں۔

ہمارے مخالفوں کو اس لفظ کے استعمال میں سخت دہوکا ہوا ہے مسیح موعود کی احادیث میں جہان جہان لفظ نزل ینزل آتا ہے تو یہہ لوگ بلا تامل اس سے نزول من السما مراد لیتے ہین اور اسی سبب سے جہان کہین قرآن وحدیث مین اسکے خلاف معنے مفہوم ہوتا ہے تو وہان تاویل کیا کرتے ہین اور بلا سبب نصوص کو ظاہر معنے سے پہیرتے ہین۔ سو جاننا چاہئے کہ اس لفظ نزول کا استعمال متعدد ومختلف معنی مین ہوا کرتا ہے کہین بمعنی پیدایش اور کہین بمعنی بعثت وخروج اور کہین بمعنی اُترنا اور ٹہرنا اور قیام کرنے کے آتا ہے مثلاً وحی اور بارانی اور ملائکہ اور کتاب سماوی مین اگر نزول و انزال کا لفظ آیا ہے تو وہان البتہ اترنے کا معنی ہی کرنا چاہئے قال اللہ تعالی۔ وَ اَنزَلنَا مِنَ السَّمَاءِ مَاءً وَ اَنزَلنَا التَّورٰت۔ اِنَّا اَنزَلنَاہُ فِی لَیلَۃِ القَدرِ۔ تَنَزَّلُ المَلٰئِکَۃُ وَ الرُّوحُ اور اگر معنی اشیا کی ساتہہ اس لفظ کو لاوین خواہ وہ انسان ہو یا حیوان یا جمادات تو لامحالہ وہان معنی پیدایش وبعثت وخروج وقیام کا معنی ہی مراد ہوا کرتا ہے جیسا فرمایا اللہ تعالی نے وَ اَنزَلنَا الحَدِیدَ الآیۃ پارہ ۲۷ رکوع ۱۹۔ یعنے ہمنے

لوہا پیدا کیا اگر یہان نزول من السماء مراد لین تو مشاہدہ کے صریح خلاف ہے
کیا کسی نے دیکھا ہے کہ لوہا آسمان سے اوتر آکرتا ہے کانون سے نہین نکلتا
قال اللہ تعالی یا بنی ادم قد انزلنا علیکم لباسا یواری سواتکم
وریشا۔ پارہ ۸ رکوع ۱۰۔ کیا کپڑون کے تہان یا کرتہ یا پائجامہ بنے بنائے
آسمان سے اترتے ہین یا یہین زمین مین پیدا ہوتے اور بنتے ہین۔ قال اللہ تعالی
وانزل لکم من الانعام ثمانیۃ ازواج۔ پارہ ۲۳ رکوع (۱۵)
یعنی اللہ تعالی نے تمہارے لئے جانورون کے آٹھ جوڑے پیدا کئے۔ اگر یہان
نزول سے نزول من السماء مراد لیتے ہو تو اونٹ گھوڑے گدہے خچر گائے بیل بکری
وغیرہ جانورونکا آسمان سے اترنے کا ثبوت تمہارے ذمہ ہوگا وھو غیر ممکن و
محال قطعا۔ اور نیز نزیل اس شخص کو کہتے ہین کہ جو سفر کرتا ہوا کسی مقام پر ٹھہر جاوے
اور جہان پر ٹھیرتا ہے اس کو منزل کہتے ہین۔ ہرگز یہان نزول من السماء مراد
نہین ہوا کرتی پس جہان کہین مسیح موعود کے لئے نزول کا لفظ مستعمل ہوا ہے
وہان قطعاً بعثت و ارسال کا معنی مراد ہے اگر ہمارا بھائی اتنے دلائل پر بھی اپنے
عناد کو نہ چھوڑے اور نزول من السماء پر مصر رہے تو ہم اور چند قرآنی و حدیثی
نظائر پیش کرکے انکا مطلب حسب اصرار خود اس کے منہ سے سننا چاہتے ہین۔
فرمایا اللہ تعالی نے قد انزل اللہ ذکرا رسولا یتلو علیکم ایات اللہ
یعنی اللہ تعالی نے ایک یاد دلانے والے رسول (محمد صلعم) کو تمہارے لئے حضرت
نازل کیا کہ وہ تمکو اللہ کے آیات پڑھکر سناتا ہے۔ فرمائیے حضرت اگر یہان
نزول سے مراد نزول من السماء ہے تو اسکا اثبات آپ پر واجب ہوگا کہ
رسول اللہ صلعم کسی وقت آسمان پر تشریف لے گئے ہوئے تھے اور ایک زمانہ
دراز کے قیام اور تعلیم و ہدایتہ کے اہتمام کے بعد خدا تعالی نے انہین آسمان سے

رسول بنا کر اتارا کیا کسی مخالف و موافق نے بچشم خود دیکھا ہے کہ رسول خدا
علیہ التحیۃ و الثنا چالیسوین سال آسمان سے نزول فرما رہے ہین۔ پس بجز اس کے
کہ یہان ارسال و بعثت کا معنی لین کوئی صورت بن نہین پڑتی۔ اور اگر ہم کتب
احادیث و سیر وادب سے عبارات نقل کرین تو یہہ مقدمہ طویل الذیل بن جائیگا
اس لئے صرف ایک دو حدیث پر اکتفا کرتے ہین امام بخاری باب التناوب فی العلم مین عمرؓ
سے روایت کرتے ہین قَالَ کُنْتُ اَنَا وَجَارٌ لِّیْ مِنَ الْاَنْصَارِ فِیْ بَنِیْ اُمَیَّۃَ بْنِ
زَیْدٍ وَّھِیَ مِنْ عَوَالِی الْمَدِیْنَۃِ وَکُنَّا نَتَنَاوَبُ النُّزُوْلَ عَلٰی رَسُوْلِ اللّٰہِ
صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَنْزِلُ یَوْمًا وَّاَنْزِلُ یَوْمًا فَاِذَا نَزَلْتُ
جِئْتُہٗ بِخَبَرِ ذٰلِکَ الْیَوْمِ مِنَ الْوَحْیِ وَغَیْرِہٖ وَاِذَا نَزَلَ فَعَلَ مِثْلَ ذٰلِکَ
فَنَزَلَ صَاحِبِیَ الْاَنْصَارِیُّ یَوْمَ نَوْبَتِہٖ فَضَرَبَ بَابِیْ ضَرْبًا شَدِیْدًا الحدیث
کیا حضرت عمر اور انکا پڑوسی انصاری دونو کی آمد و رفت بار بار آسمان پر ہوا کرتی
تھی اور بار بار اپنی اپنی باری پر آسمان سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس
نازل ہوا کرتے تھے۔ عن ابن عباس رضی اللہ عنہ قال لیس التحصیب بشیئ
اِنَّمَا ھُوَ مَنْزِلٌ نَزَلَہٗ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللّٰہ علیہ وسلم رواہ البخاری
فتح الباری جلد (۳) صفحہ (۱۸۴) اس کا معنی کیا یہہ ہو سکتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم مقام تحصیب پر آسمان سے نزول فرماتے تھے کان اِذَا نَزَلَ مَنْزِلًا
لَمْ یَرْتَحِلْ حَتّٰی یُصَلِّیَ الظُّھْرَ رواہ احمد و النسائی عن انس یعنی آنحضرت
صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت شریف یہہ تھی کہ جب سفر کرتے ہوئے کسی منزل مین
اتر جاتے تھے تو جب تک ظہر کی نماز نہ پڑھ لین کوچ نہین کرتے تھے اسکا ترجمہ
حسب اصرار مخالف یون کرنا پڑے گا کہ جب منزل پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

آپ آسمان سے نزول فرماتے تو کوتوح نہین کرتے تھے جب تک کہ ظہر کی نماز سے
فارغ نہو لین - اے میرے بھائی کیا اس ترجمہ سے آپکا قلب مطمئن ہو سکتا ہے
اور یہہ ترجمہ مشاہدہ و بداہتہ کے خلاف نہین ہے - ضرور ہے اکثر ہمارے مخالف
بھائی یہہ سوال پیش کرتے ہین کہ امام بخاری نے اپنی کتاب مین باب نزول عیسی بن
مریم باندہا ہے - ہم کہتے ہین کہ آپ کو کہان سے معلوم ہوا کہ امام بخاری کا منشاء
اس سے نزول من السماء ہے لاغیر - اور حق یہہ ہے کہ چونکہ حدیث مذکور کا
ذیل مین نزل ابن مریم کا جملہ تہا اس لئے امام نے باب نزول عیسی ابن مریم
سے ایک عنوان قایم کیا - ورنہ انکا مسلک تو اس کے خلاف ہے کیونکہ انہونکے
کتاب التفسیر مین بروایۃ ابن عباس وارشاد نبوی وفات عیسی کا ثبوت دیا ہے
پہر نزول من السماء کا عقیدہ کیسا جسطرح اسی امام جلیل الشان نے باب نزول
عیسی ابن مریم باندہا ہے اسیطرح باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ عنوان
قایم کرکے یہہ ثابت کردیا ہے کہ نزول ابن مریم مثل نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم
ہے - اس سے نزول من السماء سمجھنا سراسر حمق واہلی ہے - بعض حضرات مشکوٰۃ
کی یہہ روایت (ینزل عیسی بن مریم الی الارض) پیش کرکے اعتراض کرتے ہین
کہ الی الارض چاہتا ہے کہ ینزل کے بعد من السماء محذوف مانا جائے تو ان کے
اسکات کے لئے صحیح بخاری باب نزول النبی صلی اللہ علیہ وسلم الخ کافی ہے - اور
اگر کہا جائے کہ یہان نزول کا صلہ الی آیا ہے تو اسکا جواب یہہ ہے کہ اس سے
کوئی قباحت پیش نہین آتی - اور ہمارا مدعا ہر طرح حاصل ہے کہ عیسی سفر کرتے
ہوئے کسی خاص زمین یا ملک مین فروکش ہوگا "تاریخ الخلفاء صفحہ (۱۵۸) مین
لکہا ہے قال محمد بن فضالہ مر عبداللہ بن عمر بن عبدالعزیز براہب فی الجزیرۃ

فَنَزَلَ اِلَیہِ الرَّاھِبُ وَلَمْ یَنْزِلْ لِاَحَدٍ قَبْلَہٗ وَقَالَ اَتَدْرِیْ لِمَ نَزَلْتُ اِلَیْکَ اس عبارت میں دو مقام پر نزول کے ساتھ حرف الی کا استعمال ہوا ہے کیا کسی ذی علم ادیب کا ذہن اس طرف منتقل ہو سکتا ہے کہ وہ راہب آسمان سے اتر کر عبداللہ بن عمر عبدالعزیز سے ملاقات کی۔ اگر کوئی متعصب ملا اپنی مدعا کے فوت کے ڈر سے راہب مذکور کے لئے نزول من السماء جائز رکھے اور آسمان سے اترنے کا ترجمہ کرے تو اس کو ضرورتاً عبداللہ کے لئے صعود الی السماء کا قائل ہونا پڑے گا غور کرو عبارت مذکورہ میں۔

طرفہ تر ماجرا یہ ہے کہ یہی لفظ نزول جس پر ہمارے مولوی صاحبان من السماء کا حاشیہ چڑھا کر اپنے دل کو خوش کرتے ہیں اور حضرت مسیح کو زندہ آسمان سے اتارتے ہیں مسیح دجال کے لئے بھی مستعمل ہوا ہے۔ امام احمد و امام مسلم و امام بخاری روایت کرتے ہیں یَاْتِی الْمَسِیْحُ مِنْ قِبَلِ الشَّامِ وَھِمَّتُہُ الْمَدِیْنَۃُ حَتّٰی یَنْزِلَ دُبُرَ اُحُدٍ الحدیث۔ یعنی مسیح دجال شام کی طرف سے آکر مدینہ کا قصد کریگا یہانتک کہ کوہ احد کے پیچھے اترے گا۔ اور طبرانی و احمد کی ایک روایت میں یَنْزِلُ الدَّجَّالُ بِھٰذِہِ السَّبْخَۃِ۔ آیا ہے یعنے دجال اس شور زمین میں اتریگا اور صحیحین میں لکھا ہے فَیَنْزِلُ بَعْضَ السِّبَاخِ الَّتِیْ تَلِی الْمَدِیْنَۃَ یعنی دجال بعض شورناک زمین میں اتریگا جو مدینہ کے نزدیک ہیں۔ جن صاحبوں کو زیادہ روایات اس باب میں دیکھنا منظور ہو تو وہ کنز العمال کا مطالعہ فرماویں کہاں ہیں نزول سے نزول من السماء مراد لینے والے علماء ذرا اس دجالی نزول کو بھی ملاحظہ فرماویں ہمیں ان کی ہٹ دھرمی اور حضرت اقدس مرزا صاحب مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ ذاتی عداوت و حسد سے یقین ہے

کہ یہہ حضرات دجال کو بھی آسمان سے اتار کر چھوڑینگے اور اس کے بغیر انہیں چارہ بھی کیا ہے کیونکہ بلا تفاوت دونو (مسیح ابن مریم و مسیح دجال) کے لئے لفظ نزول کا استعمال ہوا ہے۔ سراسر تحکم ہوگا کہ عیسیٰ کے نزول سے من السماء مراد ہو اور دجال کے نزول سے یہہ معنی ذہن میں نہ آوے۔ یاد رہے کہ مسیح موعود کے لئے لفظ خروج کا بھی حدیثوں میں مستعمل ہوا ہے اور کہیں لفظ بعثت بھی آیا ہے اور خروج کا لفظ تو صاف ہے اور ہم دیکھتے ہیں کہ ہر مامور من اللہ کی بعثت زمین ہی میں سے ہوا کرتی ہے تو پس باہمی توفیق و تطبیق کے لئے سوائے اس کے کیا علاج ہے کہ نزول کا معنی بعثت و خروج کے ہو جس سے تمام اعتراضات قرآنی و حدیثی بھی مندفع ہو جاتے ہیں ایک امر یہہ بھی یاد رکھو کہ اگر حضرت مسیح ناصری علیہ الصلوٰۃ والسلام کا رفع بجسدہ العنصری آسمان پر ہوا ہوتا تو ضرور محاورہ عرب کی روسے ان کے لئے رجوع یا عود کا لفظ استعمال کیا گیا ہوتا۔ نہ نزول کا دیکھو یہ روح انسانی چونکہ اپنے رب کی طرف سے زمین پر آئی تھی اس لئے اس کو واپس کرنے کے وقت ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیہ ارشاد ہوا۔

مُقدّمہ ثالثہ

رفع کے بیان میں۔

عدم تدبر کے سبب ہمارے مخالف بھائیوں کو جس قسم کا دہوکا لفظ نزول میں لگا ہوا ہے لفظ رفع بھی ان کے زلت اقدام کے لئے کم رتبہ نہیں ہے وَمَا قَتَلُوْهُ يَقِيْنًا بَلْ رَّفَعَهُ اللّٰهُ اِلَيْهِ میں زور دیکر یہہ کہتے ہیں کہ یہاں رفع سے مراد رفع جسم

الی السماء ہے یعنی عیسیٰ علیہ السلام اپنے خاکی جسم کو جو کھانے پینے پیشاب پاخانے کا محتاج اور تغیر تبدل کا محل ہے تمام مخلوق ارضی کے خلاف از آدم تا این دم کے خلاف تجارب صحیحہ کے خلاف سارے انبیا کے خلاف مات الناس حتی الانبیا نحوی ضرب المثل کے خلاف سید الاولین والآخرین خاتم الانبیا افضل الرسل کے رفعت شان کے خلاف اور کلام الٰہی۔ وَلَكُمْ فِي الْأَرْضِ مُسْتَقَرٌّ وَمَتَاعٌ إِلَىٰ حِينٍ کے منشاء اور وعدہ کے خلاف وَمَا جَعَلْنَاهُمْ جَسَدًا لَا يَأْكُلُونَ الطَّعَامَ کی آیۃ کے بے بدل قاعدہ کے خلاف وَمَنْ نُعَمِّرْهُ نُنَكِّسْهُ فِي الْخَلْقِ أَفَلَا يَعْقِلُونَ کے خلاف وَمِنْكُمْ مَنْ يُرَدُّ إِلَىٰ أَرْذَلِ الْعُمُرِ لِكَيْلَا يَعْلَمَ بَعْدَ عِلْمٍ شَيْئًا کے غیر مبدل اصول کے خلاف أَوْ تَرْقَىٰ فِي السَّمَاءِ الی ان قُلْ سُبْحَانَ رَبِّي هَلْ كُنْتُ إِلَّا بَشَرًا رَسُولًا کے خلاف اور أَعُوذُ بِكَ من ارذل العمر ارشاد نبوی کے خلاف اور آیۃ وَكُلٌّ فِي فَلَكٍ يَسْبَحُونَ کے رمز اور آسمان کے الطف الطائف و جسم خاکی بشری کے غیر محل ہونے کے خلاف آسمان پر لیجا کر دو ہزار برس کے قریب الان کما کان لایزول ولایحول کی خصوصیت کے ساتھ تشریف فرما ہیں۔ کیا ممکن ہے اور کیا کوئی سلیم الفطرت انسان کہہ سکتا ہے کہ خدا تعالیٰ ایک انسان ہاں صرف ایک انسان کو فوق سماء دنیا لیجائے اور اپنے اس قدر اقوال و افعال و وعدوں کے شکستہ ریخت کی پروا نکرے اور اپنی پاک کتاب کو غیر اقوام کے اعتراض کا تختہ مشق بنادے اور خود فرماوے و لو کان من عند غیر اللہ لوجدوا فیہ اختلافا کثیرا اور خود ہی تمام اختلافات کا جامع ہو اور اجتماع ضدین کو جائز رکھے تعالیٰ عن ذلک کتابہ الکریم وصاحبہ العظیم۔ خدا کے لئے سچ بتلاؤ کیا یہ رفع عیسیٰ بجسد العنصری اور قیام بلا اکل و شرب اور ہوش و حواس و عمر کے عدم تغیر وغیرہ کے لئے یہہ آیات بینات مانع اور سخت مانع ہیں یا نہیں۔ اور وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا

رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ ﴿ وَمُبَشِّرًا بِرَسُولٍ يَّاتِي مِنْ بَعْدِي اسْمُهٗ اَحْمَدُ ﴿ مَا كَانَ مُحَمَّدٌ اَبَا اَحَدٍ مِّنْ رِّجَالِكُمْ وَلٰكِنْ رَّسُولَ اللّٰهِ وَخَاتَمَ النَّبِيّٖنَ ﴿ وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ الْخُلْدَ ﴿ کیا اس رفع جسمانی ونزول من السماء کے مخالف ومنافی نہیں ہیں ضرور ہیں پس بحضور خاطر یاد رکھو کہ تخالف وتناقض سے اس وقت مخلصی مل سکتی ہے کہ رفع سے رفع روحانی مراد لی جائے جو بعد موت کے ہر راست باز انسان کے لئے لازم حال پڑا ہوا ہے۔ جس سے مراد رفع درجات ہے اور بس۔ قبل اس کے کہ ہم اپنے دعوے پر دلائل پیش کریں بطور لطیفہ یہ التماس رکھتے ہیں کہ اگر ہمارے بھائی صاحبان سعدی علیہ الرحمہ کے گلستان کو بغور ملاحظہ کیا ہوتا تو رفع کے معنے سمجھنے میں انہیں چندان دقت درپیش نہوتی شیخ سعدی لکھتے ہیں کسے پیش نوشیروان مژدہ آورد وگفت کہ فلاں دشمن نرا خدای تعالی بر داشت گفت ہیچ شنیدی کہ مرا خواہد گذاشت۔ دیکھو رفع اللہ کا ترجمہ فارسی میں خدای تعالی برداشتہ ہے دونو عبارت میں ماضی مطلق اور فاعل خدا ہے۔ پھر کیا وجہ ہے کہ ایک جگہہ موت کا معنی لیا جائے اور دوسری جگہہ آسمان پر چلے جانیکا فرق ہیں بتلاؤ و اَیْنَ لَکُمْ۔

استدلال قرآنی

فرمایا اللہ تعالی نے اِلَيْهِ يَصْعَدُ الْكَلِمُ الطَّيِّبُ وَالْعَمَلُ الصَّالِحُ يَرْفَعُهٗ پارہ ۲۵ رکوع ۲ سورۂ فاطر یعنی اللہ ہی کی طرف پاک کلمے چڑھتے ہیں اور عمل صالح انسان کو بلند کرتا ہے اعنی مقرب الہی بنا دیتا ہے۔ صاحبو کہیں کسی وقت آپنے دیکھا ہے کہ نیک عمل کرنے کے سبب مرد مسلم آسمان پر بمعہ جسم لیکر چڑھ جاتا ہے۔ اگر یہہ دستور قدیم الایام سے چلا آتا ہے تو حضرت مسیح کی اس میں

کیا خصوصیت ہے۔ اس رفع مین اور مسیح کی رفع مین کیا فرق ہے۔ انصاف کرو۔ اور حق پوش نہ بنو۔ قال اللہ تعالی۔ وَاذْكُرْ فِي الْكِتَابِ إِدْرِيسَ إِنَّهُ كَانَ صِدِّيقًا نَبِيًّا وَرَفَعْنَاهُ مَكَانًا عَلِيًّا سورہ مریم رکوع ۴۔ یعنی کتاب مین ادریس کو یاد کر اس لئے کہ وہ ایک سچا نبی تھا اور ہم نے اس کو ایک بلند مکان مین اوٹھایا تھا یعنی اس کو جگہہ دی تھی یہان رفع درجات مراد ہے اگر رفع الی السماء مراد لین تو ضرور ہے ان کے لئے بھی نزول من السما تسلیم کیا جائے اور یہہ قائلین حیات مسیح کے خلاف مقصود ہے وہ کسیکو سوائے عیسٰی بن مریم علیہ السلام آسمان سے اتارنا نہین چاہتے۔ اکثر مفسرین کی رائے ہے کہ حضرت ادریس زندہ آسمان پر نہین گئے بلکہ بعد مرگ ان کی روح آسمان پر صعود فرمائی ہے اور اگر کوئی ان کو بھی فوق السموت زندہ تسلیم کرے تو وجود دلائل قرانیہ وحدیثہ وعقلیہ وفات مسیح کو ثابت کرتے ہین انہین سے اس باطل عقیدہ کا استیصال بھی ممکن ہے خضر والیاس واصحاب کہف وزریت برثملا وصی عیسٰی وسرمن دابہ کے مختفی امام صاحب الزمان وغیرہم کو اب تک زندہ بجسدہم العنصری اعتقاد کرنے والے ان قرآنی وحدیثی سے برہان کے آب دار تلوار سے دور ہی دور رہنا ورنہ انکا مقابلہ درحقیقت آسان نہین ہے۔ ان کاری حربون کا ایک ہی وار مرغ بسمل بنانے کے لئے بس ہے۔ کل من علیھا فان نعرہ مارکر ان کا ایک ہی حملہ رگ جان کے کاٹنے مین بار ہا تجربہ نکلا ہے قال اللہ تعالی وَلَوْ شِئْنَا لَرَفَعْنَاهُ بِهَا وَلَٰكِنَّهُ أَخْلَدَ إِلَى الْأَرْضِ وَاتَّبَعَ هَوَاهُ ۚ پارہ (۹) رکوع ۲۲ یعنی اگر ہم چاہتے تو بلعم باعور کو ان نشانات کی وجہ سے اس کے مدارج بلند کرتے مگر وہ تو پستی کی طرف جھکتا گیا اور اپنی نفسانی خواہشون کی پیروی کی۔ کہان ہین انصاف پسند علماء ہمین آگرا تنا سمجہا دین کہ اس آیتہ سے بلعم کا آسمان پر اپنی جسم کو لیکر جانا ثابت ہے اگر وہ

اخلد الی الارض نہو جاتا توضرور وہ بھی کسی آسمان مین جائے گزین ہوتا - دیکھو رفع الله
یہان بھی ہے اور وہان بھی پہر ایک سے رفع درجات مراد لینا اور دوسرے سے
رفع الی السماء کا مطلب سمجھنا کہانتک ہوا پرستی و نفس پرستی پر اصرار ہے
قال الله تعالی فِی بُیُوتٍ اَذِنَ اللّٰهُ اَنْ تُرْفَعَ - پارہ (۱۸) ع (۵)
سورہ نور - یعنی اِن گہرون مین جن کی اجازت اللہ نے دی ہے کہ بلند کئے جائین
اے حضرت عیسی کے مرفوع الی السماء اعتقاد رکہنے والے خدا کے لئے ان گہرون کے
مرفوع الی السماء ہونے پر بھی غور کرو - ان گہرون کو بھی مرفوع الی السماء مان
لیجئے تاکہ مسیح ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کے بود و باش کے لئے کوئی دقت
اٹھانی نہ پڑے - کدہر ہین بات بات پر قدرت آلہی کو پیش کرنے والے اجی حضرت
جس ذات کامل القدرت مین جسم خاکی بشری کو بزعم شما آسمان پر لیجانا قدرتاً و اعتقاداً
جائز ہے کیا وہ قادر مطلق ان گہرون کو آسمان پر لیجانے سے عاجز ہو سکتا ہے
ہرگز نہین - یہہ الزام صرف اخبار آلہی و احکام آلہی کی تکذیب کا ثمرہ ہے -
فاعتبروا یا اولی الابصار ۃ قال اللہ تعالی - فِی صُحُفٍ مُّكَرَّمَةٍ مَّرْ
فُوْعَةٍ ؕ سورہ عبس پارہ ۳۰ کیا آپ کا یہہ بھی اعتقاد ہے کہ جو صحیفے نازل
ہوئے تھے پہر وہ کسی وقت آسمان پر اُٹہا لئے گئے - مین بہولا با عتقاد شما یہہ
ممکن ہے اور آپ کہہ سکتے ہین کہ حضرت عیسی علیہ السلام کے تلاوت کے
لئے خدا ای تعالی نے صحف الہیہ کو آسمان پر لیگیا مگر آن کر مشکل یہہ پڑے گی کہ جب
سب کے سب آسمان پر اوٹہا لئے گئے تو یہہ صحیفے جواب دنیا مین نظر آتے
ہین یہہ کیا ہین - اس کا جواب آپ کی طرف سے یہہ ہو سکتا ہے کہ جو
صحیفے آسمان پر مرفوع ہوئے ہین وہ تو اصل ہین اور یہہ اس کی نقل ہے -

استدلال حدیثی

اِنَّ مِنْ وَرَائِکُمْ اَیَّامًا یَنْزِلُ الْجَھْلُ وَیُرْفَعُ الْعِلْمُ۔ الحدیث رواہ الترمذی وابن ماجہ یعنی تمہارے بعد ایسے دن بھی آنے والے ہیں کہ نادانی نازل ہوگی اور علم اُٹھایا جائیگا رفع علم سے کیا مراد ہے۔ کیا یہی کہ کتب احادیث وفقہ وقرآن وتفسیر وغیرہ کسی زمانہ آیندہ میں آسمان پر مرفوع ہونے والی ہیں اور جہل بھی مثل حضرت مسیح آج نہیں تو کل ضرور حسب اعتقاد شما آسمان سے اترنے والا ہے اور یہہ بھی ضرور ہے کہ نزول جہل من السماء پہلے ہو اور نزول مسیح ابن مریم بعد ہیں۔ اور اس کا بھی یقین رکھنا آپ پر لازم ہوگا کہ نزول جہل کے وقت جو علم مرفوع الی السماء ہوا ہوگا حضرت مسیح تشریف لاتے وقت اس کو واپس لیتے آئینگے۔ بحمداکارساز مخبر صادق کی یہہ پیشگوئی بوضاحت تمام پوری ہوتی نظر آتی ہے کیونکہ اندنوں اس قدر دلائل عقلی ونقلی کے دیکھنے پر بھی یہہ دابۃ الارض (علمائے کور باطن مسیح بن مریم علیہ السلام کے حیات جسمانی وصعود الی السماء بجسدہ العنصری ونزول من السماء بجسدہ پر اَڑے ہوئے ہیں تو علم ونور فراست کے مرفوع ہونے کے سبب انہیں جہالت کا شیوع بکثرت ہوگیا ہے۔

جَاءَ رَسُوْلُ اللّٰہِ صلی اللہ علیہ وسلم اِلَی الْعَبَّاسِ یَعُوْدُہٗ فَدَخَلَ عَلَیْہِ فَالعباس عَلٰی سَرِیْرٍ لَہٗ فَاَخَذَ بِیَدِ النبی صلی اللہ علیہ وسلم فَاَقْعَدَہٗ فِیْ مَکَانِہٖ قَالَ لَہُ النبی صلی اللہ علیہ وسلم رَفَعَکَ اللّٰہُ یَا عَمِّ۔ کنز العمال جلد (۷) صفحہ ۶۵ اگر اس حدیث میں رفع سے مراد رفع روحانی نہیں ہے بلکہ رفع عباس رضی اللہ عنہ الی السماء ہے تو معاذ اللہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی دعائے مبارک غیر مقبول نکلی اس لئے کہ مشاہدہ سے ثابت ہو چکا ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ

آسمان پر نہین گئے بلکہ بعد مرگ اسی زمین مین دفن ہوئے - مَنْ تواضع لِلّٰہِ رَفَعَہُ
اللہ - اذا تواضع العبد رَفَعَہُ اللّٰہ الی السماء السابعہ - کنز العمال جلد ۲
صہ ۲۵ یعنی جو شخص اللہ تعالی کے لئے تواضع کرتا ہے تو اللہ اس کو بلند کرتا ہے
اور جسوقت بندہ عاجزی انکساری کرتا ہے تو اللہ تعالی اس کو اٹھا کر ساتوین آسمان
پر لیجاتا ہے - لیجیے حضرت حدیث دوم سے صاف ظاہر ہے کہ ہر متواضع کا
مقام قیام فلک ہفتم ہے جو حضرت عیسی علیہ السلام کے مقام سے نہایت
ارفع ہے - اب بھی کوئی خصوصیت حضرت مسیح کے مرفوع الی السماء ہونے
مین باقی ہے - اس امت مرحومہ بلکہ ادیان سابقہ مین بے شمار مسلمان متواضع اور
فروتنی کو اپنا شعار بنائے ہوئے گذرے ہین اور اس حدیث شریف کی رو
بزعم شما ساتوین آسمان تک مرفوع بھی ہوئے مگر حیرت ہے کہ کسی نے آجتک نہ دیکھا
اور نہ سنا کہ انمین سے ایک کا بھی نزول الی الارض ہوا پس حضرت مسیح کے
نزول من السماء الی الارض کی امید کس دلیل سے کی جاتی ہے - اگر آپ کہین کہ
قرآن شریف مین حضرت مسیح کے لئے رفع آیا ہے اور حدیث شریف مین
ان کیلئے نزول اور یہہ ہماری امید کی دلیل ہے - مین کہتا ہون کہ جب آپ
پر ان دو مقدمون سے رفع و نزول کی اصل حقیقت معلوم ہوگئی تو بار بار
انہین کو پیش کرنا سراسر ہٹ دھرمی اور اعراض عن الحق ہے - و نیز جب ہر
نیک مرد جن مین انبیاء اولیا سب داخل ہین آیت قرآنی مذکورہ بالا کی روسے
مرفوع ہوا کرتا ہے - اور قرآن و حدیث مذکور الصدر مین رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وسلم وغیرہ کے لئے نزول کا لفظ مستعمل ہوا ہے تو آپ پر واجب ہوگا کہ سب قاعدہ
مقررہ خود رسول اکرم صلعم و دیگر حضرات کے لئے نزول من السماء کی امید
رکھین - فتفکروا و انصفوا اس حدیث مین رفع کے ساتھہ الی السماء کے لفظ کے ہونے

پس بھی جب طرفین کے نزدیک قطعاً رفع روحانی و رفع درجات مراد ہے تو جہاں صرف رفع کا لفظ آیا ہے من السماء نہ آیا ہو تو وہاں کے رفع سے رفع جسمانی و رفع الی السماء لینا و اللہ ثم باللہ یقیناً سراسر تعصب و انصاف کا خون کرنا ہے۔ اتقوا اللہ ایہا المومنون بخاری شریف کی ایک روایت میں یہ دعا مذکور ہے اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَذُلُّنِیْ وَلَا تُضَیِّعْنِیْ اور جلسہ بین السجدتین میں اس دعا کا پڑھنا معمول ہے اللّٰھم ارْحَمْنِیْ وَاھْدِنِیْ وَاَدْرِکْنِیْ وَارْفَعْنِیْ وَاجْبُرْنِیْ کیا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی اس دعا کی تعلیم سے یہ مقصود تھا کہ اس کو پڑھکر آپ کے اُمتی آسمان پر چلے جایا کریں۔ اور کیا داعی کی اس دعا سے یہ نیت ہوا کرتی ہے کہ میں آسمان پر مرفوع ہو جاؤں۔ بخدا اس دعا کی تعلیم سے اگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی غرض رفع الی السماء ہوتی تو ممکن نہ تھا کہ اس چودہ سو برس کے اندر کم سے کم دس ہزار خدا کے مقبول بندے مرفوع الی السماء نہ ہوئے ہوتے۔ بلکہ خود ہی معلم صلی اللہ علیہ وسلم جو تمام راستبازوں کا سرتاج ہے اور اس کے خاص خاص شاگرد جیسے خلفائے راشدین وغیرہ آسمان پر جاکر ہمارے لئے ضرور نمونہ بنے ہوتے جس سے اس دعا کے پڑھنے کی ہمیں زیادہ رغبت ہوتی جب رفع جسمانی الی السماء محال ٹھہرا اور قرآن و حدیث کے نصوص محکم اس کے مانع ہوئے تو بجز اس کے کہ معنی رفع کا رفع روحانی لیا جائے اور کیا چارہ ہے۔ فتدبر۔

اِسْتِدلال لغوی

لِسان العرب میں لکھا ہے اَلرَّفْعُ ضِدُّ الْوَضْعِ وَفِیْ اَسْمَاءِ اللہِ الرَّافِعُ هُوَ الَّذِیْ یَرْفَعُ الْمُؤْمِنِیْنَ بِالْاِسْعَادِ وَاَوْلِیَاءَهٗ بِالتَّقَرُّبِ۔ قَالَ النّجابہ وَلِلْمِیْ کَمَا اِنَّمَا تَخْفِیْضُ اَهْلِ الْمَعَاصِیْ وَتَرْفَعُ اَهْلَ الطَّاعَةِ وَالرَّفْعُ تَقْرِیْبٌ

الشیٔ بالشیٔ وَفِي التَّنزِيلِ وَفُرُشٍ مَّرْفُوعَةٍ اى مقربة لهم ومن ذلك دفعته الى السلطان ويقال نساء مرفوعات اى مكرمات

اور صراح میں لکھا ہے رفع نزدیک گردانیدن کسے را بکسے صلته بالی ومن ذلك قولهم دفعته الى السلطان۔ صحاح جوہری اور قاموس اور تاج العروس اور منتہی الادب اور اقرب الموارد وغیرہ کتب لغت اس باب میں متفق الکلمہ ہیں۔ پس استقراء کلی سے واضح ہوتا ہے کہ جب لفظ رفع کا صلہ حرف الی آتا ہے تو سوائے معنی تقرب اور رفع درجات کے دوسرا کوئی معنی ہرگز نہیں ہوتا اور اسی وجہ سے خدائے علیم وخبیر نے اپنی پاک کتاب میں اس لفظ کے ساتھ درجات کا لفظ بڑھا کر اشارہ فرمادیا ہے کہ جہاں کہیں لفظ رفع آوے تو اس سے رفع روحانی اور بلندی مراتب سمجھا کرو اور بس جیسا کہ فرمایا نَرْفَعُ دَرَجَاتٍ مَّن نَّشَاءُ۔ سورہ یوسف رکوع ۹ يَرْفَعِ اللَّهُ الَّذِينَ آمَنُوا مِنكُمْ وَالَّذِينَ أُوتُوا الْعِلْمَ دَرَجَاتٍ۔ پارہ ۲۸ رکوع ۲ اور نیز یہ اصولی جملہ کہ القرآن یفسر بعضه بعضاً اس بات کا مقتضی ہے کہ جہاں کہیں لفظ رفع مطلق آوے تو وہاں کے لئے ان دو آیتوں کو مفسر سمجھا جائے۔

مقدمہ ثلاثہ کی تمہید کے بعد اب ہم سائل کے سوال کو بعینہٖ نقل کرکے مجیب کے جواب کا رد برنگ قولہ واقول ہدیہ ناظرین کرتے ہیں۔ وباللہ التوفیق۔

استفتا مسئلہ۔ از سرساوہ ضلع سہارنپور مرسلہ یعقوب علیخان کلارک پولیس ۱۵ رمضان المبارک ۱۳۱۵ھ قبلہ وکعبہ ام مدظلہ۔ بعد ادائے فدویانہ کے معروض خدمت کہ اس قصبہ سرسا وہ میں ایک شخص جو اپنے آپ کو مسیح یعنی مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود کا خلیفہ بتلاتا ہے رہتا ہے۔ پرسوں اس نے ایک عبارت پیش کی کہ مضمون ذیل میں تحریر کرتا ہوں۔ ایک دوسرے صاحب نے وہی عبارت مولوی رشید

کنگوہی کو بھی ہے مگر میں خدمت والا میں پیش کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے کہ بہت جلد جواب
سے مشرف ہونگا اور در صورت تاخیر کے کئی مسلمانوں کا ایمان جاتا رہیگا
اور وہ یہی باد پرے آویگا زیادہ حد ادب سے تحریر یہ ہے کہ ایک مدت سے حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی وفات وحیات میں ہر جگہ گفتگو ہوئی ہے اور ہو رہی ہیں۔ دو گروہ ہیں
ایک وہ گروہ ہے جو مدعی حیات ہے اور ایک وہ گروہ ہے جو منکر حیات ہے
اور ان دونوں فریق کی طرف سے کتابیں شایع ہو چکی ہیں۔ اب میں آپ کی
خدمت میں التماس کرتا ہوں کہ ان دونوں فریق میں سے کون حق پر ہے بس
اس بارہ میں ایک آیت قطعیۃ الدلالت اور صریحۃ الدلالت یا کوئی حدیث مرفوع
متصل اس مضمون کی عنایت فرمائیں کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام بجسدہ
العنصری وبحیات جسمانی آسمان پر اٹھائے گئے ہیں اور کسی وقت میں بعد حضرت
خاتم النبیین محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان سے رجوع کرینگے
اور اس دوبارہ رجوع میں وہ نبی رہینگے اور نبوت بار رسالت سے خود مستعفی
ہونگے یا ان کو خدائے تعالیٰ اس عہدہ جلیلہ سے معزول کرکے امتی بنا دیگا۔
الغرض پہلے کوئی آیت تشریح متذکرہ بالا ہونی چاہئے اور بعد اسکے کوئی حدیث
لیکن ہم اس حالت تک مدد سے بچیں اور جو آیت ہو اس میں لفظ حیات ہو خواہ کسی
صیغہ سے ہو سوال کی ایک ایسے ہیں جو حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی وفات
کے گفتگو کرتے ہیں اور متوفیک و فلما توفیتنی دو آیت پیش کرتے ہیں
اور ان دو آیتوں کا ترجمہ حضرت رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم وابن عباس سے
پیش کرتے ہیں اور سند میں صحیح بخاری اور اجتہاد بخاری موجود کرتے ہیں لہذا آپ بھی
ان آیتوں کے ترجمے جو کسی صحابی یا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہوں اور
بخاری میں موجود ہوں عنایت فرمائیے۔ اور دونوں طرف روایتیں ہر قسم کی

موجود ہین۔ ہمکو صرف قران شریف سے ثبوت چاہیے۔ جسکے تواتر کے برابر کوئی تواتر
نہین ہے اور دوسرا سوال یہہ ہے کہ حضرت امام مہدی اور دجال کا ہونا قران
شریف مین ہے یا نہین۔ اگر ہے تو اس کے آیۃ اور نہین ہے تو وجہ فقط
بینوا توجروا۔

ناظرین باتمکین پر سائل کے سوال سے یہہ امر منقح ہوگیا ہوگا کہ وہ ما بہ بحث مین
صرف یہہ چاہتا ہے کہ حضرت عیسی علیہ السلام کا اس جسد عنصری کولیکر آسمان پر جانا اور
پہر کسی وقت خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا کے بعد زمین کی طرف رجوع کرنا قران مجید
کی صریح آیت جسمین حیات کا لفظ ہو بتلائین یا بخاری شریف کی حدیث مرفوع
متصل سے مضمون بالا کو ثابت کرین اور بس۔

مجیب مولوی حامد رضا صاحب بریلوی نے جب دیکہا کہ یہہ بڑی کہیر ہے حسب
درخواست سائل قرآن شریف وحدیث سے اس مسئلہ کا حل عقدہ مالاینحل ہے
اسلئے امرحق کے دریردہ کرنے اور سائل کو ادہر ادہر کی باتون مین ٹال دینے کی
غرض سے بے سود پانچ مقدمہ اور پانچ تمہیدات لکہکر ۵ صفحہ کے سفید اوراق کو کالا
کرکے پیچہا چہوڑا یا مگر خدائے تعالی کی شان ہے کہ مجیب کے زبان وقلم سے جو جملہ پہلے نکلا
وہ اس قابل ہے کہ ہم اسکے کاتب اور قائل کی زبان وقلم کو چوم لین اور جزاک اللہ
کہین اور جناب الہی مین سجدہ شکر بجا لائین۔ عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ خمیر مایہ
دکان شیشہ گر سنگ است۔ اور وہ یہ ہے کہ قولہ الحمد للہ الذی خلق عبدہ
وابن امتہ عیسی بن مریم رسول اللہ بکلمۃ منہ وجعلہ فی البلد مبشرا
برسول یاتی من بعدہ اسمہ احمد الخ

اقول وباللہ التوفیق۔ جب حسب اقرار مجیب خود ہی حضرت عیسی علیہ السلام
نے یہ بشارت دی ہے کہ میرے بعد ایک رسول آئیگا جسکا نام احمد ہوگا۔ اور

مجیب کے قول کی تصدیق قرآن مجید کی اس آیت سے ہوتی ہے اِذْ قَالَ عِیْسَی ابْنُ
مَرْیَمَ یٰبَنِیْٓ اِسْرَآءِیْلَ اِنِّیْ رَسُوْلُ اللّٰهِ اِلَیْکُمْ مُّصَدِّقًا لِّمَا بَیْنَ یَدَیَّ مِنَ التَّوْرٰىةِ
وَمُبَشِّرًاۢ بِرَسُوْلٍ یَّاْتِیْ مِنْۢ بَعْدِی اسْمُهٗٓ اَحْمَدُ یاد کرو اس وقت کو کہ جب عیسیٰ
بن مریم نے کہا ای بنی اسرائیل مین خدا کا رسول ہوکر تمہارے پاس آیا ہون ۔
در آنحال کہ مین توریت کا مصدق اور ایک ایسے رسول کی بشارت دینے والا
ہون کہ میرے بعد انیوالا ہے جسکا نام احمد ہے ۔ تو مجیب کو وفات مسیح کے
قائل ہونیکے سوا اور کیا چارہ ہے ۔ اور اگر حضرت مسیح ابتک زندہ ہین تو نعوذ
باللہ محمد رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی نبوت و بعثت مین شبہہ پیدا ہوتا ہے ۔
اسلئے کہ یہ آیت احمد مجتبیٰ (علیہ الصلوٰۃ والسلام) کی رسالت کو مسیح علیہ السلام کی
فوت کے بعد ٹھہراتی ہے ۔ اور من بعدی کی لفظ سے من بعد رفعی الی السماء
مراد لینا قطعاً تحریف معنوی اور محاورہ قرآنی وحدیثی وادبی کے بالکل خلاف
ہے ۔ آیۃ وَقَفَّیْنَا مِنْۢ بَعْدِہٖ بِالرُّسُلِ اور حدیث لَوْ کَانَ نَبِیًّا بَعْدِیْ لَکَانَ
عُمَرُ بْنُ الْخَطَّابِ وحدیث لَا نَبِیَّ بَعْدِیْ وحدیث فَقَالَ لَا تَدْرِیْ مَا اَحْدَثُوْا
بَعْدَکَ ۔ قَالَ رَسُوْلُ اللّٰهِ صلعم لَا بِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وَعُثْمَانَ هٰؤُلَاءِ الْخُلَفَاءُ مِنْ
بَعْدِیْ وَعَلَیْکُمْ بِسُنَّتِیْ وَسُنَّةِ الْخُلَفَاءِ الرَّاشِدِیْنَ الْمَهْدِیِّیْنَ مِنْ بَعْدِیْ
وَاقْتَدُوْا بِالَّذِیْنَ مِنْ بَعْدِیْ اَبِیْ بَکْرٍ وَعُمَرَ وغیرہ آیات کثیرہ واحادیث
متعددہ منصف طبع انسانون کو اس اقرار پر مجبور کرتی ہین کہ ان بعدیات اور
مسیح ابن مریم کے بعدی مین کچھ فرق نہین ہے تمام بعدیات سے بعد الموت
مراد ہے ورنہ حضرت موسیٰ وحضرت محمد مصطفےٰ علیہما الصلوٰۃ والسلام کیلئے بھی رفع
الی السماء بجسدہما العنصری تسلیم کرنا ضرور پڑیگا اَللَّازِمُ بَاطِلٌ فَالْمَلْزُوْمُ
الحمد للہ علی ذلک ۔ قولہ ص ۱۱ سے ص ۱۴ تک مین یہ بیان ہے کہ قرآن مجید کی

آیتہ اگر مجمل ہو تو حدیث مین اس کی تشریح طلب کرو ورنہ ائمہ کے کلام پر تمسک کرو
اقول اس مسئلہ وفات مسیح مین جب قرآنی آیات مجمل نہین اور صراحتہ و کنایۃ
واشارت وفات مسیح کے مثبت ہین تو رجوع الی الحدیث کی ضرورت باقی نہین
رہی اسی لفظ توفی کو دیکھو کہ کتاب مجید نے پچیس مقام مین بمعنی موت ذکر کرکے اپنا
محاورہ بتلا دیا ہے کہ اس کتاب مجید مین توفی کا معنی بجز موت و قبض روح کے تمام
ہو یا ناقص دوسرا کوئی اور معنی ہرگز نہین ہے۔ علاوہ ازین کتاب اللہ کے بعد جو کتاب
صحیح تر مانی گئی ہے یعنی صحیح بخاری یعنی ترجمان قرآن حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ
اور حضرت رسالت پناہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے توفی کا معنی موت ہی کر دیے
پس قرآن شریف اور بخاری شریف کے فیصلہ سے ناراضی ظاہر کرنا ضلالت کے جنگل میدان
مین بے ادب و نادان تڑپ تڑپ کر نقد جان و نقد ایمان کو برباد دینا نہین ہے تو پھر اور
کیا ہے۔ اگر خدا نے چاہا تو اس بحث کو خاتمہ مین سائل کے جواب مین مفصل لکھینگے ۔
قولہ کسی نبی کا انتقال دوبارہ دنیا مین اسکی تشریف آوری کو محال نہین کر سکتا
اقول جاننا چاہیے کہ خدا تعالی و تقدس کی قدیم سنت ہے کہ جسکی روح کو قبض کرتا اور لیتا
ہے تو پھر اسکو دوبارہ دنیا مین نہین لاتا جب سے دنیا قایم ہوئی ہے کبھی اس قانون الہی مین
رد و بدل نہین ہوا اور شمار و نیز مشاہدہ بھی اس پر شاہد ہے۔ اسکے ساتھ ہمارا
یہ عقیدہ ہے کہ جس قادر مطلق نے بروز قیامت مردونکو زندہ کرنیکی قدرت ہے اگر وہ
کسی مردے کو قبل قیامت زندہ کر دے تو اسکی شان ارفع سے کوئی عجیب دور کوئی
بعید نہین مگر جب خود ہی اسی نے اپنی قدیم کتاب مین مردہ کی دوبارہ مراجعت الی الدنیا
کو ممنوع فرما دیا تو اب ہم مجبور ہین کہ رجوع نزولی الی الدنیا کے اعتقاد کو دل مین جگہ نہ دین
کیونکہ اس مین اخبار الہی کی تکذیب لازم آتی ہے۔ اور وہ صریح ایمانی ہر دو ملتہ
بینات سے ہین۔ وَحَرَامٌ عَلَىٰ قَرْيَةٍ أَهْلَكْنَاهَا أَنَّهُمْ لَا يَرْجِعُونَ

پارہ ۱۷ رکوع ۷ یعنی جس قریہ کے لوگوں کو ہم ہلاک کر دیتے ہیں تو پھر انکا لوٹانا ہمنے اپنے اوپر حرام کر لیا ہے۔ (۲) اَلَمۡ يَرَوۡا كَمۡ اَهۡلَكۡنَا قَبۡلَهُمۡ مِّنَ الۡقُرُوۡنِ اَنَّهُمۡ اِلَيۡهِمۡ لَا يَرۡجِعُوۡنَ ؕ پارہ ۲۳ رکوع اول کیا ان لوگوں نے نہیں دیکھا کہ ہمنے ان سے پہلے کے بہت سے لوگوں کو مار ڈالا اور وہ لوگ ان کے پاس نہیں لوٹے یا نہیں لوٹیں گے۔ (۳) فَلَا يَسۡتَطِيۡعُوۡنَ تَوۡصِيَةً وَّلَاۤ اِلٰٓى اَهۡلِهِمۡ يَرۡجِعُوۡنَ پارہ ۲۳ رکوع ۲ یعنی جن کو ہم ہلاک کرتے ہیں تو وہ وصیت کی بھی توفیق نہیں پاتے وہ بعد مرگ اپنے اہل کے پاس واپس آ سکتے ہیں (۴) ثُمَّ اِنَّكُمۡ بَعۡدَ ذٰلِكَ لَمَيِّتُوۡنَ ؕ ثُمَّ اِنَّكُمۡ يَوۡمَ الۡقِيٰمَةِ تُبۡعَثُوۡنَ ؕ پارہ ۱۸ رکوع اول یعنی تم اس کے بعد مر جاؤگے اور پھر قیامت کے دن زندہ کئے جاؤگے یہ وعدہ الٰہی ہے اسمیں کبھی تخلف واقع نہوگا ان اللہ لایخلف المیعاد اور یہ ظاہر ہے کہ مرنے کے بعد بندہ آرام کے مقام میں رہتا ہے یا تکلیف کی جگہ میں جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے يٰۤاَيَّتُهَا النَّفۡسُ الۡمُطۡمَئِنَّةُ ارۡجِعِىۡۤ اِلٰى رَبِّكِ رَاضِيَةً مَّرۡضِيَّةً فَادۡخُلِىۡ فِىۡ عِبٰدِىۡ وَادۡخُلِىۡ جَنَّتِىۡ یعنی ای نفس آرام بحق یافتہ اپنے رب کی طرف خوشی بخوشی لوٹ اور میرے بندوں میں شامل ہو اور میری بہشت میں داخل ہو۔ قِيۡلَ ادۡخُلِ الۡجَـنَّةَ‌ ؕ قَالَ يٰلَيۡتَ قَوۡمِىۡ يَعۡلَمُوۡنَ بِمَا غَفَرَ لِىۡ رَبِّىۡ وَجَعَلَنِىۡ مِنَ الۡمُكۡرَمِيۡنَ یہ ایک بندہ نیک کا واقعہ ہے کہ بعد مرگ جب اسکو بہشت میں دخول کا حکم ہوا تو اس نے کہا کاش میری قوم کو معلوم ہو جاتا کہ میرے پروردگار نے کس طرح مجھے بخش دیا اور کسطرح مجھکو برگزیدہ کیا اور بعد دخول جنت پھر بندہ اس سے خارج نہیں ہوتا جیسا کہ فرمایا اللہ تعالیٰ نے (۵) لَا يَمَسُّهُمۡ فِيۡهَا نَصَبٌ وَّمَا هُمۡ مِّنۡهَا بِمُخۡرَجِيۡنَ‏ ؕ سورہ حجر رکوع ۴ یعنی بعد دخول جنت نہ جنتیوں کو کوئی تکلیف پہونچتی ہے اور نہ وہ کبھی اس سے نکلیں گے۔ جب حضرت مسیح

بعد مرگ جنت مین داخل ہو چکے تو اب وہ کسطرح اس سے نکالے نہین جا سکتے
غور کرو ان ہر سہ آیتہ مین (۶) یُرِیدُونَ اَنْ یَخْرُجُوا مِنَ النَّارِ وَمَا هُمْ
بِخَارِجِیْنَ مِنْهَا وَلَهُمْ عَذَابٌ مُّقِیْمٌ ۔ پارہ ۶ رکوع ۱۰ کفار ارادہ کرینگے کہ دوزخ
سے نکل جائین مگر وہ کبھی اس سے نکلنے والے نہین ہین اور ان کے لئے دائمی عذاب ہے
(۷) فَیُمْسِکُ الَّتِیْ قَضٰی عَلَیْهَا الْمَوْتَ وَیُرْسِلُ الْاُخْرٰی ۔ پارہ ۲۴ رکوع ۲
یعنی خدائے تعالی اس روح کو روک رکھتا ہے جس پر حقیقی موت کا حکم صادر فرمایا ہے اور
دوسرے روح جس پر مجازی موت (نیند) کا حکم صادر کیا ہے اس کو چھوڑ
دیتا ہے جب حضرت مسیح فَلَمَّا تَوَفَّیْتَنِیْ اور وَمَا جَعَلْنَا لِبَشَرٍ مِّنْ قَبْلِكَ
الْخُلْدَ وَمَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ وغیرہ نصوص قرآنی کی
رو سے حقیقی موت پا چکے ہین تو اب وہ کسطرح دنیا مین واپس ہو نہین سکتے ۔ یہہ
سات آیات کریمہ جو بطور نمونہ کے پیش ہوئے ہین مختلف پیرایہ اور مختلف
الفاظ مین بطور عبارت النص رجوع موتے الی الدنیا کے مانع ہین جن سے گریز کی
راہ ہر چہار طرف سے بند ہے ۔ مگر ہان ایک سوال یہہ پیش ہو سکتا ہے کہ قرآن مجید
مین چار جگہہ احیائے موتے فی الدنیا کا بھی ذکر آیا ہے ۔ تو جہت ترجیح بتلائی جاتے ۔
انما الجواب ۔ جاننا چاہئے کہ خدائے تبارک و تعالی نے موتے کے عدم رجوع
الی الدنیا کو مختلف جملون اور مختلف الفاظ مین بیان فرما کر اس کو موکد کیا ہے برخلاف
ان چار مقامون کے کہ ہر چہار مقام پر ایک ہی لفظ موت کا آیا ہے ۔ اور ظاہر ہے
کہ موت کا لفظ قرآن شریف مین متعدد معنی کے لئے آیا ہے اور مختلف معنی پیش کی
ہوا ہے ۔ کہین قوت نامیہ کے نقدان پر جیسا کہ فرمایا یحیی الارض بعد موتہا
یعنی اللہ تعالی زمین کو اسکی موت (افتادگی) کے بعد زندہ کرتا ہے ۔ اور کہین
بے ایمانی و کفر پر جیسا کہ فرمایا انک لا تسمع الموتی ۔ اے پیغمبر تم ان کافرون کو نہین

سنا سکو گے یعنی ان کی قساوت قلبی تمہاری ہدایت کو قبول نہین کریگی - اور موت کبھی نیند کے معنی مین بھی مستعمل ہوتا ہے جیسے الحمد للہ الذی احیانا بعد ما اماتنا - اور موت حزن خوف کا بھی معنی دیتی ہے جیسے یاتیہ الموت من کل مکان - اسے ہر جگہ سے ان کو خوف و رنج طاری ہوتا ہے اور جسکو اسکی تفصیل منظور ہو تو لسان العرب و مجمع البحار وغیرہ لغات عرب کا مطالعہ کرے اور اگر ان چار مقامون مین احیاے موتی حقیقی طور پر لیا جائے تو آیات مذکور الصدر جو مردون کے دوبارہ عدم رجوع کے لئے نصوص قطعی ہین ان کے ساتھ تعارض و اختلاف لازم آئیگا جواب دوم احادیث نبویہ بہ تمامہا آیات مذکورہ بالا کے موئد اور میت کے دوبارہ دنیا مین آنے کی سخت مخالف ہین - امام احمد و عبد بن حمید و ابو یعلی و شاشی و طبرانی وسعید بن منصور جابر بن عبد اللہ رض سے روایۃ کرتے ہین کہ فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے یا جابر اما علمت ان اللہ تعالی احیا اباک فقال لہ تمن علی ما احببت فقال ارد الی الدنیا فاقتل مرۃ اخری فقال انی قضیت انھم لا یرجعون

ترجمہ اسے جابر کیا تجھے معلوم نہین کہ خدائے تعالی نے تیرے باپ کو (بعد شہادت) زندہ کیا اور فرمایا کہ جو تیری آرزو و محبوب ہو اس کو پیش کر عرض کی یا رب مجھکو پھر دنیا مین بھیج تا کہ بار دیگر تیری راہ مین قتل کیا جاؤن فرمایا کہ یہ تو ہو نہین سکتا اس لئے کہ مین نے پہلے ہی سے قطعی فیصلہ کر دیا ہے کہ مردے دوبارہ دنیا مین نہین لوٹین گے - دیکھو کنز العمال جلد (۲) صفحہ ۲۵۱ امام ترمذی نے اپنے جامع صحیح مین روایتہ کی ہے عن جابر قال لقینی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فقال یا جابر مالی اراک منکسرا قلت استشھد ابی وترک عیالا ودینا قال افلا ابشرک بما لقی اللہ بہ اباک قلت بلی یا رسول اللہ قال ما کلم اللہ احدا

قط الا من وراء حجاب واحیی اباك فكلمه كفاحًا قال یا عبدی تمن علی اعطك قال تحیینی فاقتل ثانیة قال الرب تبارك و تعالی انه قد سبق القول منی انهم لا یرجعون۔ حضرت جابر سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مجھے ملے اور فرمایا کہ ای جابر کیا سبب ہے کہ مین تجھکو غمگین دیکھتا ہون مین نے عرض کی میرا باپ شہید ہو گیا اور زن و فرزند اور قرض چھوڑ گیا فرمایا مین کیا تجھے بشارت ندون جسطرح سے خدائے تعالی نے تیرے باپ سے ملاقات اور سلوک کیا مین نے عرض کی ہان رسول اللہ ضرورت بشارت دیجئے۔ فرمایا اللہ تعالی نے کبھی کسی بندہ سے بلا حجاب کلام نہین کیا مگر جب تیرے باپ کو زندہ کیا تو بالمشافہ کلام سے شرف بخشا اور ارشاد فرمایا ای میرے بندے اپنی خواہش مجھہ پر ظاہر کر تا کہ مین اسکو تجھے عنایت کرون تیرے باپ نے یہہ آرزو پیش کی کہ مجھے دنیا کی زندگی عطا کر کہ دوسری بار تیری راہ مین قتل کیا جاؤن تب اللہ جل شانہ نے ارشاد فرمایا کہ میرا فرمان پہلے سے جاری ہو چکا ہے کہ مردے دوبارہ دنیا مین لوٹائے نہین جائینگے۔ اس حدیث سے یہہ بھی معلوم ہوا کہ مرنے کے ساتھہ ہی ہر انسان کو زندہ کر کے رب العزت کی درگاہ مین سوال و جواب کے لئے پیش کیا کرتے ہین۔ من مات فقد قامت قیامته۔

جواب سوم۔ اگر علم آلہی مین ان چار مقامون مین حقیقی احیاء موتی مراد ہوتا تو خدائے علیم اموات کے ترکے کے تقسیم کے احکام تفصیلاً نازل نہ فرماتا اور عورتون ان کے شوہر کے مرنے پر عدت اور خانہ نشینی کی ہدایتہ ندیتا۔ بلکہ نکاح ثانی کا حکم نہ بھیجتا۔ بلکہ ان کے خلاف یون احکام صادر فرماتا کہ خبردار میت کے مال کی طرف ہاتھہ نہ بڑھانا ہم اس کو قریب مین واپس کرنے والے ہین اور عورتون کو تاکیدی ارشاد ہوتا کہ زنہار غیر سے نکاح نہ کر لینا عنقریب ہم تمہارے خاوندون کو تمہاری طرف لوٹانے والے ہین اور خاوندون کو یہہ تسلی دیجاتی کہ گھبراؤ مت ہم بہت جلد

تمہارے جوڑے کو تم سے ملانے والے ہیں اوس وقت اگر مرد اور عورت یہہ عذر پیش کرتے تو ہرگز بیجا نہو تا کہ اے ہمارے مالک جب تجھے ہمارے مردون اور ہماری بی بیون کو دوبارہ لوٹانا تہا تو پہر کس لیئے تو نے ہم سے ان کو جدا کیا۔ شیخ سعدی علیہ الرحمۃ نے اس مضمون کو کیا عمدہ پیرایہ مین ادا کیا ہے ٭ وہ کہ گر مردہ باز گردیدے۔ بمیان قبیلہ و پیوند۔ رد میراث سخت تر بودے۔ وارثان را زمرگ خویشاوند۔ پس اللہ تعالی کا ان احکام کا نازل کرنا اس بات کو تقاضا کرتا ہے کہ ان چار مقامون مین احیاء موتی کے اور معنی لیئے جائین تاکہ معترض مخالف اسلام کو اعتراض و نکتہ چینی کا موقعہ نملے اور عدم رجوع اموات کے نصوص قطعیہ یقینیہ جو قرآن و حدیث مین موجود ہین اور جن کا ذکر مختصراً ابھی گذرا ہے وہ بھی مخالفت کے لئے کھڑے نہو جائین۔

جواب چہارم قرآن کریم پر نظر غور ڈالنے سے معلوم ہوتا ہے کہ خدای تعالی نے بیسون مقام مین عدم رجوع موتے کو مختلف پیرایہ اور مختلف الفاظ مین بیان فرمایا ہے اگر بعض اموات کا ارجاع اسے مقصود ہوتا تو ضرور حرف استثنا لاکر اس کا تدارک کیا ہوتا۔ اور مہبط وحی رسول عربی صلی اللہ علیہ وسلم بھی ان آیتون کے تلاوت و تعلیم کے وقت باعلام الٰہی حضرت عیسیٰ جیسے اور لوگون کو مستثنے و منتخب نفرمایا۔ بلکہ جس قدر ارشاد فرمایا عدم رجوع موتی الی الدنیا کی تائید مین فرمایا دیکھو احادیث مذکورہ بالا اور عدت موت اور تقسیم ترکہ و نکاح ایامی وغیرہ کو بھی حدیثون کی کتابون مین۔ پس انصافاً فرمائے کہ ہم اور آپ کو کیا حق حاصل ہے کہ خلاف قرآن و حدیث و خلاف مرضی خدا و رسول بعد مرگ کسی کے زندہ ہو کر دنیا مین لوٹنے پر زور دین۔

جواب پنجم۔ قرآنی آیات سے معلوم ہوتا ہے کہ خدای تعالی ہر انسان کے لیے ایک ہی بار موت کو مقدر کیا ہے۔ جیسا کہ فرمایا لَا يَذُوقُونَ فِيهَا الْمَوْتَ إِلَّا

اَلْمَوْتَةَ الْاُوْلٰی الآیۃ سورۂ دخان۔ یعنی وہ لوگ وہاں پہلے موت کے سوا دوسری موت کا مزہ نہ چکھین گے۔ فرمایا اللہ تعالی نے اَفَمَا نَحْنُ بِمَیِّتِیْنَ اِلَّا مَوْتَتَنَا الْاُوْلٰی آیت سورۂ صافات یعنی پہلی موت کے سوا ہمارے لئے دوسری موت نہین ہے۔ انہین آیات پر استدلال کرکے حضرت ابوبکر صدیق نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے روز پیشانی مبارک پر بوسہ دیکر فرمایا لَا یَجْمَعُ اللّٰہُ عَلَیْکَ مَوْتَتَیْنِ اَمَّا الْمَوْتَۃُ الَّتِیْ کُتِبَتْ عَلَیْکَ فَقَدْ مُتَّھَا۔ اللہ تعالی آپ پر دو موتون کو جمع نکرے گا لیکن جو موت کہ آپ کے لئے مقدر تھی وہ تو ہو چکی دیکھو بخاری ابواب الجنائز۔ پس ہم پوچھتے ہین کہ یہہ حدیث اور یہہ آیتہ صریحتہ الدلالت کسکی تائید کرتی ہین کیا انسے کسی طرح مُردون کے دوبارہ آنے کا جواز نکل سکتا ہے جسکے لئے دو موت لازم پڑے ہوئے ہین یا اُن آیات و احادیث کے مظاہرۃ و تقویتہ کے لئے کربستہ ہین جن مین عدم ارجاع موتی کا ذکر بصراحت موجود ہے۔ حالانکہ نزع کی تکلیف ایسی بڑی بلا اور کٹھن ہے کہ العیاذ باللہ جس پر سید المعصومین خاتم المرسلین کے روز وفات کے واقعات کے اطلاع رکھنے والے علما اس کی شہادت دیسکتے ہین اور ایک روایتہ مین آیا ہے کہ ایک جان کندن ستر بار کے بار بار کے قتل کی تکلیف سے کہین بڑھکر ہے پس مسیح بن مریم رسول اللہ کا بعد مرگ دوبارہ دنیا مین تشریف لانا ہمارے عالم کے خلاف دو مرگ و دو بار کندن اس کے لئے لازم و ضروری ہے ہمین بتلاؤ کہ اس برگزیدہ معصوم نبی سے کونسی ایسی گستاخی جناب الٰہی مین سرزد ہوئی ہے کہ تمام مخلوق کے برعکس جنمین کفار و فساق بھی داخل ہین ان کے لئے دو دو موت اور دو دو بار سکرات موت بھی تجویز کی گئی۔ ہم پہلے ثابت کر آئے ہین کہ مرد متقی مرنے ہی جنت دار آرام کے مقامات مین داخل ہوجاتا ہے اور کبھی اس سے خارج نہین کیا جاتا۔ پس یہہ قطعی جنتی اس عام حکم سے کیون باہر سمجھا جاتا ہے کیا جنت اور

قربت آلہی کے مقام سے نکال کر تانیا اس دار المحن مین لانا اس کی لئے توہین نہین ہے
اے نادان ملاؤ خدا کے لئے دوستی کی آڑ مین مقربان آلہی کی اہانت کے روادار
مت بنو اور بلاوجہ ان کے دو موت کے اعتقاد سے جس کو دوبار جان کندن و
تکلیف مرگ لازم پڑی ہوئی ہے اور جس کو قرآنی آیتہ وحدیث رسول برحق ناجائز
ٹھراتی ہین۔ اپنے ایمان کو شیطان کے حوالہ مت کرو۔ کہان ہین بریلی کے مفتی حامد رضا صاحب
ذرا ان دلائل مصرحہ قویہ کے سامنے اپنے اس قول (کسی نبی کا انتقال دوبارہ
دنیا مین اس کی تشریف آوری کو محال نہین کرسکتا) کو رکھکر مقابلہ و موازنہ
کرین اور پھر فتوی دین اب اگر خوف خدا اور تعظیم لامر اللہ وعظمت انبیاء اللہ
ان کے دل مین ہے تو ضرور اپنی سابق رائے کو بدلکر یہہ لکھین گے کہ بلاشک
کسی نبی کا انتقال دوبارہ دنیا مین اس کی تشریف آوری کو ممتنع و محال قرار دیتا ہی
اور یہہ بھی یاد رہے کہ جس خدای تعالی مین مردون کو دوبارہ دنیا مین لانے کی قدرت
ہے اسیطرح مردونکا نہ لوٹانا بھی اس کی قدرت کاملہ کے احاطہ سے باہر نہین ہ۔
پس اب ہمین یہہ دیکھنا چاہئے کہ ان دو متضاد امر مین خداوند قدیر حکیم نے کس کو
پسند فرمایا اور کس کو مصلحتاً ناجائز ٹھرایا۔ اگر کوئی ادنی عقل کا انسان بھی ہماری
تحریر بالا پر ایک سرسری نظر ڈالے گا تو اس پر واضح ہو جائے گا کہ اس کی حکیمانہ
شان اس بات کی مقتضی ہے کہ مردے دوبارہ دنیا مین نہ لوٹا کرین اگر یہان عمیق نگاہ
سے دیکھا جائے تو ان لوگون کا قیاس بھی قیاس مع الفارق نظر آتا ہے اس لئے
کہ یہہ چار واقع جو قرآن مجید مین مذکور ہین زمینی ہین نہ آسمانی یعنی بزعم خصم چار
مردون کو خدا تعالی نے پھر اسی زمین سے پیدا کیا تو قیاس یہہ چاہتا ہے کہ حضرت
مسیح بھی بعد مرگ اسی زمین سے پیدا ہو جاوین حیرت کی بات ہے کہ زمین پر
مرکر اسی زمین مین دفن ہون اور جب زندہ ہو کر آوین تو آسمان سے ۔ کیا یہہ امر

ممکن الوقوع ہے کہ کئی ہزار برس تک یہہ جسم خاکی خاک مین مدفون رہے اور جب
روح کی نفخ کا وقت آوے تو اوپر اڑ جاوے اور کئی آسمانون کو چیرتا ہوا روح
اللہ کی روح سے جا ملے اور پھر دونو ملکر عیش دائمی اور مقام آسایش وجنت الخلد کو
چھوڑ کر دار المحن ودار الابتلا کی طرف رخ کرین جب آپکے نزدیک کسی نبی کا
انتقال دوبارہ دنیا مین اس کی تشریف آوری کو محال نہین کرسکتا تو ہم پوچھتے ہین کہ
انتقال کے ساتھہ ہی حضرت عیسی علیہ السلام کی روح مبارک آسمان پر گئی اور جسد
شریف کسی زمین مین دفن ہوا تو اب بتلاؤ کہ دوبارہ دنیا مین تشریف لاتے وقت
روح آسمانی وجسد زمینی کیونکر ملین گے اگر کہو کہ پہلے روح آسمان سے اتر کر حضرت
مسیح کی قبر شریف مین جسد سے ملاقی ہوگی تو یہہ بالبداہت غلط ہے اس لئے کہ
کہ روح کی حرکت بغیر جسم کے ہو نہین سکتی کما لایخفی اور اگر کہو کہ جسم شریف خاک
سے نکل کر آسمانون کو چیرتا ہوا روح سے جا ملیگا تو ہم پوچھتے ہین کہ یہہ جسم بغیر روح
کے کیونکر صعود کیا کیا اس کو دوسری روح دی جائیگی جس سے دونو ملکر آسمان پر چلے
جائین اگر اس کو تسلیم کرتے ہو تو تناسخ کے ناپاک اعتقاد کے ساتھہ آپ کو یہہ ماننا
پڑے گا کہ حضرت عیسی کے ایک جسد کو دو روح کی ضرورت ہے۔ پھر ہم پوچھتے
ہین کہ جب دوسری روح جسد عیسوی مین آچکی تھی تو پھر اس کے آسمان پر جاکر زمین
کی طرف مراجعت کی کیا ضرورت باقی رہی تھی کیا یہہ تحصیل حاصل نہین ہے اب
بالطبع یہہ سوال پیدا ہو سکتا ہے کہ جب عقلاً و نقلاً مردے کا دوبارہ دنیا مین آنا
ممتنع ٹھیرا تو وہ چار آیتین جن مین احیاء موتی کا ذکر ہے ان کے کیا معنے اور ان سے
کیا مراد ہے سو اس کے جواب مین ہمکو یہہ مناسب معلوم ہوتا ہے کہ یہان بعینہٖ کل
وہی عبارت نقل کردین جس سے ناظرین کو پوری تسلی و کامل تشفی حاصل ہو اور
انکو کوئی شک و شبہ باقی نہ رہے وہی ہذہ

اب ہم اس بنا پر آیات زیر بحث پر گفتگو کرتے ہین اور دکھلاتے ہین کہ یہان موت بمعنی
مرگ ثابت نہین ہوتی بلکہ ان کے اور معنے ثابت ہوتے ہین لہذا ہم ایک ایک آیت
پر الگ الگ بحث کرتے ہین آیت اول یہ ہے ۔ واذ قال ابراھیم رب ارنی کیف
تحی الموتے قال اولم تؤمن قال بلیٰ ولکن لیطمئن قلبی ۔ قال فخذ اربعۃ من
الطیر فصرھن الیک ثم اجعل علیٰ کل جبل منھن جزء ثم ادعھن یاتینک سعیا
واعلم ان اللہ عزیز حکیم ۃ ترجمہ اس کا یون ہے ۔ جب ابراہیم علیہ السلام نے
کہا کہ اے میرے رب مجھے دکھا کہ تو کس طرح مردون کو زندہ کریگا ۔ اللہ تعالے نے بجواب
کہا کہ کیا تو ایمان نہین رکھتا ۔ کہا ہان ایمان تو رکھتا ہون ۔ لیکن مین دلکا اطمینان چاہتا
ہون ۔ اس پر اللہ تعالی نے فرمایا کہ اچھا چار پرندے لو ۔ اور ان کو اپنے ساتھ ہلا لو
پھر جب ہل جاوین تو ہر ایک کو ان مین سے ایک ایک پہاڑ پر بیٹھا دو ۔ پھر تم ان کو بلاؤ
وہ تمہاری طرف دوڑتے ہوئے آوینگے ۔ اور پھر اس وقت جان لیجیو کہ اللہ عزیز ہے
یعنے سب پر اپنی ربوبیت عامہ کی وجہ سے غالب اور ممتاز ہے ۔ اور وہ حکمت والا
ہے ۔ اس آیت سے ظاہر ہے کہ حضرت ابراہیم جو ایک عظیم الشان نبی ہین وہ عالم
ارواح کے متعلق سوال کر کے اپنا اطمینان چاہتے ہین ۔ اور خود عالم کون وفساد مین ہین
اگر اس کے معنے یہہ لیے جاوین کہ مردون کو اپنی آنکھون سے زندہ ہوتا دیکھنا چاہتے
تھے تو یہہ امر تو قرین قیاس نہین کیونکہ نبی کی شان سے جو نہایت ہی باریک اور دور بین
عقل رکھتے تھے ایسا سوال کرنا بعید ہے ۔ ہان اللہ تعالی سے کسی صورت مین اپنی
تسلی چاہتے تھے ۔ اس لئے اللہ تعالی نے ان کو حکم دیا کہ اے ابراہیم تو چار پرندونکو
لیکر ان کو دانہ [illegible] اوپر ہلا ۔ جیسے لوگ پرندون کو ہلاتے ہین ۔ اور
جب وہ ہل جاوین تو ہر ایک کو الگ الگ بٹھا کر آواز دے وہ سب تیری طرف دوڑتے
ہوئے چلے آوینگے [illegible] مثال سے یہہ سمجھانا مراد تھا کہ دیکھ اے ابراہیم دانہ کا تو

خالق نہین - اور نہ پرندون کا خالق ہے - وہ تو چیزین میری ہی مخلوق ہین -
ر تو ان کو میری ہی چیزون سے کھلا کر ایسا احسان کا گرویدہ بنا لیا کہ جب تو چاہے
لے وہ تیری آواز سنکر تیری طرف دوڑے چلے آتے ہین - اور مین جو رب العالمین
ن اور ہر ایک کے ذرہ ذرہ کو مین نے پیدا کیا ہے اور ہر ایک چیز کے ذرہ ذرہ
میرا تصرف و احسان ہے تو پھر جب مین بلاؤنگا تو وہ کیونکر میرے پاس نہ آئینگے
جب تیرے عارضی احسان سے تیری نافرمانی نہین کرتے - تو میرے ابدی اور لازوال
سان سے کیونکر روگردانی کر سکتے ہین - اس مثال سے حشر اجساد کا ثبوت
ضرت ابراہیم کو دیا گیا -
وم اب ہم دوسری آیت کے معنے کرتے ہین - وہ آیت یہ ہے وَإِذْ قُلْتُمْ يَا مُوسَىٰ
نْ نُؤْمِنَ لَكَ حَتَّىٰ نَرَى اللَّهَ جَهْرَةً فَأَخَذَتْكُمُ الصَّاعِقَةُ وَأَنتُمْ
نظُرُونَ ثُمَّ بَعَثْنَاكُم مِّن بَعْدِ مَوْتِكُمْ لَعَلَّكُمْ تَشْكُرُونَ ۝ ترجمہ
ر جب تم نے کہا کہ اے موسیٰ ہم تم پر ایمان نہین لائینگے - جب تک کہ ہم اللہ
عالی کو برملا نہ دیکھہ لین - تو پھر تم پر بجلی پڑی اور تم دیکھتے کے دیکھتے رہگئے - پھر
نہین اللہ تعالی غشی سے ہوش مین لایا تو کہ تم شکر گذار بن جاؤ - اس آیت سے
یہہ ثابت ہوا کہ اللہ تعالی نے قوم موسیٰ پر بجلی نازل کی - اور بجلی کا خاصہ ہے
جس انسان پر پڑتی ہے - وہ بیہوش ہو جاتا ہے - اور مصروع کی سی حالت ہو جاتی
ہے - اور اگر اُن کی خبر گیری کی جائے تو بہت جلد ہوش مین آجاتے ہین - آجکل
ی تحقیقات سے بھی جو نہایت ہی پختہ اور قابل وثوق ہے - یہہ ثابت ہوا ہے
بجلی کا مارا ہوا دو گھنٹہ بعد اچھا ہو سکتا ہے - لہذا اس آیت مین حقیقی موت یعنی
بجز تحکم اور کچھہ متصور نہین - اور ساتھہ ہی وہ لوگ جو ایسے معنے کرتے ہین - وہ
رآن شریف کی اُن آیات کی مخالفت کرتے ہین جن مین احیاء موتی کی نفی ہے

اور گویا وہ قرآن شریف کو اختلافات کا مجموعہ ثابت کرتے ہین جو آیت وَلَوْ كَانَ مِنْ عِنْدِ غَيْرِ اللهِ لَوَجَدُوا فِيهِ اخْتِلَافًا كَثِيرًا ؕ کے خلاف ہے لہذا اس کے بھی تحقیقی معنے ہین کہ اُن پر تجلی کی وجہ سے غشی طاری ہوگئی تھی - جو ایک قسم کی موت ہے - اور لغت عرب مین بھی یہہ معنے ثابت ہین - تو پھر کیونکر اس سے روگردانی کی جاتی ہے -

سوم تیسری آیت جس مین احیاء موت حقیقی سمجھی جاتی ہے - وہ یہہ ہے أَوْ كَالَّذِي مَرَّ عَلَىٰ قَرْيَةٍ وَهِيَ خَاوِيَةٌ عَلَىٰ عُرُوشِهَا قَالَ أَنَّىٰ يُحْيِي هَٰذِهِ اللَّهُ بَعْدَ مَوْتِهَا ۖ فَأَمَاتَهُ اللَّهُ مِائَةَ عَامٍ ثُمَّ بَعَثَهُ ۖ قَالَ كَمْ لَبِثْتَ ۖ قَالَ لَبِثْتُ يَوْمًا أَوْ بَعْضَ يَوْمٍ ۖ قَالَ بَلْ لَبِثْتَ مِائَةَ عَامٍ فَانْظُرْ إِلَىٰ طَعَامِكَ وَشَرَابِكَ لَمْ يَتَسَنَّهْ ۖ وَانْظُرْ إِلَىٰ حِمَارِكَ وَلِنَجْعَلَكَ آيَةً لِلنَّاسِ ۖ وَانْظُرْ إِلَى الْعِظَامِ كَيْفَ نُنْشِزُهَا ثُمَّ نَكْسُوهَا لَحْمًا ۚ فَلَمَّا تَبَيَّنَ لَهُ قَالَ أَعْلَمُ أَنَّ اللَّهَ عَلَىٰ كُلِّ شَيْءٍ قَدِيرٌ ؕ سورۃ البقرۃ ۲۵۶ - ترجمہ مثل اس شخص کے جو اجڑے ہوئے گانوکے پاس سے گذرا اور حیرتے تھا کہ اس تباہ اور برباد شدہ گانو کو اللہ کب آباد کرے گا - اس پر اللہ تعالی نے سو برس کی نیند اُس پر طاری کی - پھر اس کو اٹھایا اور پوچھا کہ بتاؤ کب تک تم اُس حالت مین رہے - اُس نے جواب دیا کہ ایک دن یا دن کا کچھ حصہ ایسی حالت مین رہا - اللہ تعالی نے فرمایا تو تو سو سال تک اس حالت مین رہا - پھر فرمایا اپنے کھانے اور پینے کی طرف دیکھ اُس پر برس نہین گذرے - اور گدہے کو بھی دیکھہ - اور ہم تیرے لئے لوگون کی نظر مین ایک نشان قایم کرنا چاہتے ہین - اور ان ہڈیون کی طرف نگاہ کر کہ ہم کسطرح اُن کے اوپر گوشت چڑہاتے ہین - جب اللہ تعالی نے خواب ظاہر کرکے اس کو تبلا دیا تو اُس نے کہا اے اللہ مین جانتا ہون کہ تو ہر چیز پر قادر ہے - اکثر تفاسیر مین فاماتہ اللہ کے معنی یہی لکھے ہین فاناِمہ اللہ یعنے اللہ نے اس کو سلا دیا دیکھو معالم وغیرہ - اور

لغت عرب مین بھی موت کے معنے نوم کے ہین۔ تو پھر کیون اور معنے لئے جاتے ہین
حالانکہ آیت کا سباق سیاق ظاہر کرتا ہے کہ یہہ ایک خواب تھی جو اللہ تعالی نے
اپنے نبی کو دکھلائی۔ جس کی تائید توریت شریف مین کتاب حزقیل نبی سے ہوتی
ہے۔ چنانچہ کتاب حزقیل باب ۳۷ آئت ۱۔ مین لکھا ہے۔ خداوند کا ہاتھہ مجھپر تھا
اور اوس نے مجھے خداوند کی روح مین اُٹھالیا اور اس وادی مین جو ہڈیون سے
بھرپور تھی مجھے اُتار دیا ؎ اور باب ۱۱۔ آیت ۲۴۔ سے اس کی اور بھی وضاحت
ہوتی ہے چنانچہ لکھا ہے۔ انجام کار روح نے مجھے اٹھایا۔ اور خدا کی روح نے
رویا مین مجھے پھر سدیون کے ملک مین اسیرون پاس پہنچادیا۔ سو وہ رویا جو
مین نے دیکھی مجھسے اوپر اُٹھ گئی۔ پس جب یہہ خواب ثابت ہوئی تو اب
ان آیات کی حقیقت بیان کرتے ہین۔ خوب غور سے سنو۔ اصل حقیقت یہہ ہے
کہ اس آیت مین جس شخص کے گذرنے کا ذکر ہے۔ وہ حزقیل نبی تھے جو ایک
غیرآباد قریہ کے پاس گذرے۔ اور اُس کے آس پاس بہت سی ہڈیان پڑی ہوئی
دیکھین۔ تو ان کے دلمین خیال پیدا ہوا۔ کہ ان کو اللہ کیونکر زندہ کرسکتا ہے تب
اللہ تعالی نے اُن کی تسلی کے لئے اُن پر خواب طاری کی۔ اور خواب مین
اُن ہڈیون وغیرہ اور غیرآباد زمین کو سوسال کے اندر آباد ہوتے ہوا دیکھا یا
پھر جب وہ خواب سے بیدا ہوئے۔ تو اللہ تعالی نے اپنے نبی سے پوچھا کہ تم اس
حالت مین کتنی دیر تک رہے۔ انہون نے بظاہر عالم کون و فساد کا سوال سمجھکر
جواب دیا کہ ایک دن یا اُس کا کچھہ حصہ اُس حالت مین رہا۔ اللہ تعالی نے
کہا کہ تو تو سوسال تک اُس نظارہ کو دیکھتا رہا۔ اور یہہ بات عالم مثال سے
متعلق تھی۔ پھر جب حزقیل نبی کو تردد پیدا ہوا کہ کیا مین سوسال تک سوتا پایا
تب اللہ تعالی نے اُن کے رفع شک کے لئے فرمایا کہ وہ بات تو خواب کی

یعنے عالم مثال کے سو سال تھے اس دنیا کے سال نہین تھے کیونکہ تم اپنے کھانے
اور پینے کی چیز کو دیکھو۔ اس پر کوئی سال نہین گذرے اپنے گدہے کو دیکھو وہ صحیح
تندرست کھڑا ہے۔ وہ مرا نہین اور نہ دبلا ہوا۔ ہم نے تو تمہارے لئے لوگون مین
ایک نشان دکھانا چاہا ہے۔ وہ نشان یہ ہے۔ کہ تو ان ہڈیون کی طرف دیکھ ان
پر ہم کیسے گوشت پوست چڑہاتے ہین جب اللہ تعالے نے اس امر کو اپنے نبی کو خوب
ہی ذہن نشین کرا دیا تو بے اختیار بول اُٹھے۔ مین جانتا ہون کہ تو ہر ایک چیز پر قادر ہے
یعنے اب مجھ پر خوب واضح ہو گیا کہ اسطرح غیر آباد ملک کو آباد اور سرسبز کر دیتا ہے غرض
یہ اس نبی کی طرف سے ایک پیش گوئی کرائی گئی۔ کہ یروشلم ایک سو سال کے اندر آباد
ہو جائے گا چنانچہ اس کی پیش گوئی کرنے کی صداقت خرقیل کی کتاب باب ۳۷
ورس ۱۲۔ سے ہوتی ہے۔ جس مین لکھا ہے اس لئے تو نبوت کر یعنے پیش گوئی
سنا دے اور راون سے کہو کہ خداوند یہوواہ یون کہتا ہے کہ دیکھ اے میرے
لوگو مین تمہاری قبرون کو کھولونگا۔ اور تمہین تمہاری قبرون سے باہر نکالونگا
اور اسرائیل کی سرزمین مین لاؤنگا۔ اس پیش گوئی کا ظہور قبل مسیح ۵۳۶ء مین
کورس کیقباد جس کو قرآن شریف مین ذوالقرنین کے لقب سے ملقب فرمایا
گیا ہے دیکھو کتاب یرمیا نبی باب ۱۲۔ ورس ۲۵۔ اس کا مفصل حال تلخیص
التواریخ مصنفہ مولوی محمد حسن صاحب امروہی مین لکھا ہے۔ چنانچہ وہ لکھتے
ہین کہ بخت نصر نے یروشلم کو تباہ کر دیا تھا۔ اور قوم بنی اسرائیل جنگلون اور بیابانون
مین ماری ماری پھرتی رہی جس کی وجہ سے وہ بالکل تباہ ہو گئی تھی۔ اور
قرآن شریف مین ان کو ہڈیون سے نامزد کیا گیا ہے۔ یعنے ان کے گوشت
و پوست بالکل نہین رہے ہے۔ اور صرف ہڈیان رہ گئے تہین یعنے وہ شریعت
حقہ سے سراسر محروم اور تمدنی زندگی سے بالکل عاری تھے۔ آخر کیقباد بادشاہ

نے یروشلم کو از سر نو آباد کیا اور اون کو انسان بنایا چوتھی آیت یہ ہے۔

اَلَمْ تَرَ اِلَی الَّذِیْنَ خَرَجُوْا مِنْ دِیَارِھِمْ وَھُمْ اُلُوْفٌ حَذَرَ الْمَوْتِ فَقَالَ لَھُمُ اللّٰہُ مُوْتُوْا ثُمَّ اَحْیَاھُمْ اِنَّ اللّٰہَ لَذُوْ فَضْلٍ عَلَی النَّاسِ وَلٰکِنَّ اَکْثَرَ النَّاسِ لَا یَشْکُرُوْنَ

ترجمہ. کیا تو نے ان لوگون کو نہین دیکھا جو اپنے گھرون سے ہزارون ہزار موت کے خوف سے نکلے. تو اللہ تعالے نے ان کو کہدیا کہ جاؤ تم جہالت کی موت مرجاؤ۔ پھر ان کو زندہ کیا۔ یعنے ان کو شریعت سکھلائی اور وہ اس لئے کہ اللہ تعالی لوگون پر فضل ہی کرنے والا ہے۔ لیکن بہت لوگ ناشکری کرتے ہین۔ تم لغت عرب مین دیکھ چکے ہو کہ موت کے معنے جہالت کے بھی ہین۔ یہان اس آیت مین وہی معنے ہین۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ یہ آیت بنی اسرائیل کی نسبت ہے اور جن کو حضرت موسے علیہ السلام نے ایک قوم کے مقابل مین لڑائی کے لئے حکم دیا تھا۔ تو اونہون نے انکار کر دیا تھا۔ جس پر حضرت موسی علیہ السلام نے ان کے حق مین بد دعا کی تھی جس کی وجہ سے خداوند تعالے نے انکو جنگلون مین نکال دیا تھا اور وہ مدتون تک حیران اور سرگردان رہے۔ وہ ایک موت سے بھاگے تھے۔ مگر جہالت کی موت مین جا پڑے کیونکہ شریعت سے وہ ناواقف ہو گئے۔ جنگلون مین کہان علماء مکون ان کو سنانے والا تھا۔ اس کا مفصل حال سورہ مائدہ رکوع ایک ہے لہذا ہم اس رکوع کو یہان لکھتے ہین۔ تاکہ خوب واضح ہوجائے اللہ تعالے فرماتا ہے۔ وَاِذْ قَالَ مُوْسٰی لِقَوْمِہٖ یٰقَوْمِ اذْکُرُوْا نِعْمَةَ اللّٰہِ عَلَیْکُمْ اِذْ جَعَلَ فِیْکُمْ اَنْبِیَاءَ وَجَعَلَکُمْ مُّلُوْکًا وَّاٰتٰکُمْ مَّا لَمْ یُؤْتِ اَحَدًا مِّنَ الْعٰلَمِیْنَ ۝ یٰقَوْمِ ادْخُلُوا الْاَرْضَ الْمُقَدَّسَةَ الَّتِیْ کَتَبَ اللّٰہُ لَکُمْ وَلَا تَرْتَدُّوْا عَلٰٓی اَدْبَارِکُمْ فَتَنْقَلِبُوْا خٰسِرِیْنَ ۝ قَالُوْا یٰمُوْسٰٓی اِنَّ فِیْہَا قَوْمًا جَبَّارِیْنَ وَاِنَّا لَنْ نَّدْخُلَہَا حَتّٰی یَخْرُجُوْا مِنْہَا

فَاِنْ یَّخْرُجُوْا مِنْهَا فَاِنَّا دٰخِلُوْنَ ۝ قَالَ رَجُلٰنِ مِنَ الَّذِیْنَ یَخَافُوْنَ اَنْعَمَ اللّٰهُ عَلَیْهِمَا
ادْخُلُوْا عَلَیْهِمُ الْبَابَ فَاِذَا دَخَلْتُمُوْهُ فَاِنَّكُمْ غٰلِبُوْنَ ۝ وَعَلَى اللّٰهِ فَتَوَكَّلُوْۤا اِنْ كُنْتُمْ
مُّؤْمِنِیْنَ ۝ قَالُوْا یٰمُوْسٰۤى اِنَّا لَنْ نَّدْخُلَهَاۤ اَبَدًا مَّا دَامُوْا فِیْهَا فَاذْهَبْ اَنْتَ وَرَبُّكَ
فَقَاتِلَاۤ اِنَّا هٰهُنَا قٰعِدُوْنَ ۝ قَالَ رَبِّ اِنِّیْ لَاۤ اَمْلِكُ اِلَّا نَفْسِیْ وَاَخِیْ فَافْرُقْ
بَیْنَنَا وَبَیْنَ الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ۝ قَالَ فَاِنَّهَا مُحَرَّمَةٌ عَلَیْهِمْ اَرْبَعِیْنَ سَنَةً
یَتِیْهُوْنَ فِی الْاَرْضِ فَلَا تَاْسَ عَلَى الْقَوْمِ الْفٰسِقِیْنَ ۝ ترجمہ اور جب
موسی نے اپنی قوم کو کہا کہ اے میری قوم تم ان نعمتون کو یاد کرو جو اللہ تعالی
نے تمہارے حال پر کی ہین کہ یہ تھوڑی نعمت ہے کہ تم مین نبی بنائے گئے
اور تم مین بادشاہ کھڑے کئے گئے۔ اور تم کو وہ کچھ دیا گیا کہ آجتک جہان
مین کسی کو نہین دیا گیا۔ اے میری قوم اب تم ارض مقدسہ یعنی شام مین
چلو جس کے دینے کا اللہ تعالے نے تم سے وعدہ کیا ہے اور تم اس امر
کے بجالانے سے پیٹھ نہ دکھاؤ۔ ورنہ تم ٹوٹا پاؤگے۔ انہون نے جواب دیا کہ
اے موسی وہان تو ایک ظالم قوم رہتی ہے جب تک وہ وہان سے نکل
نہ جائین ہم نہین جائین گے۔ اگر وہ نکل جائین تو بے شک ہم داخل ہونگے
ان خائفین مین سے دو آدمیون نے جن پر اللہ تعالے کا انعام تھا۔ کہا کہ
اے لوگو تم دروازہ مین داخل ہو جاؤ اور جب تم داخل ہو جاؤگے تو تم ہی
غالب ہو جاؤگے اور جب تم ایماندار ہو تو اللہ تعالی پر توکل کرو۔ انہون نے
صاف صاف کہدیا کہ اے موسی کہ جب تک وہ لوگ اس مین ہین ہم تو کبھی بھی
نہین جائینگے۔ تو اور تیرا رب ہی جاوے۔ اور لڑائی کرتا پھرے ہم تو یہین
بیٹھے ہین تب موسے نے کہا کہ اے میرے رب مین اپنے اور اپنے
بھائی کے سوا کسی کا مالک نہین۔ اس فاسق قوم اور ہم مین جدائی ڈالدے

تب اللہ تعالیٰ نے کہا کہ اب اس قوم پر چالیس سال تک اس مقدس زمین کو حرام کر دیا گیا ہے یہہ مارے مارے پھرینگے۔ اور تو اس فاسق قوم سے ناامید مت ہو۔ ان آیات سے صاف واضح ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ کی نافرمانی اور اپنے پیغمبر کی نادل شکنی سے وہ مقہور ہوئے۔ اور اُن کو چالیس سال کے لئے جلاوطنی کی گئی۔ اور وہ مارے مارے جنگلوں اور بیابانوں میں پھرتے رہے ان میں نہ علم رہا اور نہ دینی معلومات رہیں ایک وحشیانہ اور جاہلانہ زندگی بسر کرتے رہے۔ اس زندگی کو جس میں وہ اس حالت میں رہے اللہ تعالیٰ نے لفظ موت سے تعبیر کیا ہے۔ چالیس برس کے بعد اللہ تعالیٰ نے ان پر رحم کیا اور یوشع بن نون کو انہیں رسول مقرر کر کے اُن کو اس گندی اور وحشیانہ زندگی سے نکالا اور شریعت کے احکام سکھلا کر ان کو زندہ کیا۔ دیکھو توریت کتاب یشوع نبی باب اول لغائت ۷۔ یہ کوئی انوکھی بات نہیں تمام انبیا حتی کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بھی مومنوں کو جو جہالت اور کفر کی ظلمت میں گرفتار تھے شریعت سے منور کر کے ایک نئی پاک اور مطہر زندگی عطا کرتے تھے۔ چنانچہ قرآن شریف میں اللہ تعالیٰ اس کی تصدیق فرماتا ہے یَا اَیُّهَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوا اسْتَجِیْبُوْا لِلّٰهِ وَ الرَّسُوْلِ اِذَا دَعَاكُمْ لِمَا یُحْیِیْكُمْ۔ یعنی اے ایماندارو اللہ اور اس کے رسول کی بات کو جب وہ تمہیں تمہارے زندہ کرنے کے لئے طلب کریں۔ مان لیا کرو۔ اب دیکھنا یہ ہے۔ کہ کیا وہ لوگ مرے ہوئے تھے جن کو بلا کر زندہ کیا جاتا تھا۔ نہیں نہیں اُن کا جسم تو نہیں مرا ہوا تھا۔ بلکہ اُن کی روح شریعت حقہ کی عدم موجودگی سے مرچکی ہوئی تھی۔ اور صرف شریعت کے احکام کو سننا اور ان پر عملدرآمد کرنا اُن کی روح کی زندگی کا موجب تھا۔ قرآن شریف کی آیت زیر بحث میں بھی اس قسم کی موت نا اسی قسم کی حیات کی طرف اشارہ ہے۔ کیونکہ وہ قوم خدا تعالیٰ کے قہر میں آگئی تھی

اور ان کو ایک بہت دور دراز عرصہ تک آبادی سے دور رکھا گیا تھا۔
اور وہ اخلاقی زندگی سے بالکل محروم ہو چکے اور بے نصیب تھے جس
ان کی روح پر موت واقع ہو گئی تھی۔ بالآخر یوشع بن نون کے ذریعہ ہدایت
پاکر از سر نو زندگی میں داخل ہوئے۔ انتہی۔

مجیب نے حزقیل نبی اور ابراہیم خلیل اللہ کے دو واقعہ کو احیاء موتی میں
پیش کیا ہے اسکا شافی جواب مع ترجمہ ہر چہار آیتہ ابھی گذر چکا ہے لیکن
ترجمہ آیتہ میں جن جن باتوں کو اپنی طرف سے بڑھایا ہے ان کو ہدیۂ ناظرین
کرتے ہیں۔

قولہ۔ اب دیکھ اپنے کھانے پینے کو جو دو روز میں بگڑ جانے کی چیز تھی وہ
ابتک نہ بگڑی۔

اقول۔ ہمارے ترجمہ کو اس سے مقابلہ کر کے دیکھو۔ اور انصاف کرو۔

قولہ۔ اور دیکھ اپنے گدھے کو جس کی ہڈیاں تک گل گئیں۔

اقول۔ آیتہ قرآنی میں صرف انظر الی حمارک ارشاد ہوا ہے آپ نے
کہاں سے ترجمہ میں یہہ جملہ (جس کی ہڈیاں تک گل گئیں) پیدا کیا اور نیز
انظر الی العظام سے عظام حمار سمجھنا غلطی ہے۔ غور کرو ترجمہ مذکورہ سابقہ

قولہ۔ حضرت ابراہیم کو حکم ہوا کہ چار پرندے اپنے [illegible]
کر کے متفرق پہاڑوں پر ان کے اجزا رکھدے۔ سید [illegible]
والتسلیم نے ایسا کیا ان کے پر اور خون اور گوشت قیمہ قیمہ کر کے
خلط ملط کئے اور مجموع مخلوط کے حصے کر کے متفرق پہاڑوں پر رکھکر حکم ہوا
اب انہیں بلا وہ تیرے پاس دوڑتے چلے آئینگے۔ سید [illegible]
والتسلیم نے بیچ میں کھڑے ہو کر آواز دی۔ ملاحظہ [illegible]

گوشت پوست پرون کا ریزہ ریزہ ہر پہاڑ سے اڑکر ہوا مین باہم ملتا اور پورا پرندبنکر
زندہ ہوکر ان کے پاس دوڑتا آرہا ہے ۔

اقول اے حضرت کیا غضب ہے قرآن مین صرف فَصُرْهُنَّ اِلَيْكَ وارد ہوا ہے
جس کا ترجمہ آپ نے بھی ہلا لینے کے ہی کیا ہے تو پھر آپ نے ذبح کرنا کہان سے
نکالا اور یہہ کس لفظ کا ترجمہ ہے ۔ اور بقیہ آیتہ یہہ ہے ثُمَّ اجْعَلْ عَلٰى كُلِّ جَبَلٍ مِّنْهُنَّ جُزْءًا
ثُمَّ ادْعُهُنَّ يَاْتِيْنَكَ سَعْيًا آیا ہے جسکا صاف یہہ ترجمہ ہے کہ بعد ہلا لینے کے ایک ایک
کو ایک ایک پہاڑ پر بٹھلا دے اور پھر ان کو بلاوہ اوڑتے ہوئے تیرے پاس آجائینگے
چار پرندون کو قیمہ قیمہ کرکے مخلوط کرنا کس لفظ کا ترجمہ ہے جب حکم حضرت باری
یہہ تہا کہ چار جانورون کو ہلا کے ہر ایک کو ایک ایک پہاڑ پر بٹھلا دو تو پھر کیا وجہ
تھی کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے خلاف مرضی آلہی ان کو قیمہ قیمہ یرزے یرزے
کئے ۔ نافرمانی کا الزام انبیائے کرام پر مت لگاؤ توبہ کرو اگر کہو کہ لفظ جزءًا اس پر
دلالت کرتا ہے مین کہتا ہون یہہ بالکل بے فہمی ہے کیا چار کا جزو ایک نہین ہوتا
خدائے حکیم کا مستمرہ قانون ہے کہ جبتک سارے اجزا مکمل و مرتب نہین لیتے تو نفخ
روح نہین فرماتا ۔ تم دیکھتے ہو کہ پیٹ مین بچہ جب تک اس کی خلقت پوری نہین
ہوتی جان نہین پڑتی اور اس کی حرکت غیر محسوس رہتی ہے اور ہم یہ بھی رات
دن دیکھتے ہین کہ جب قصاب جانورون کے اجزا جدا جدا کر دیتا ہے تو ان مین
کسی قسم کی حرکت باقی نہین رہتی اور نہ ایک جزو دوسرے جزو سے ملنے کے
لئے خواہش ظاہر کرتا ہے اس لئے کہ قوت حس و حرکت معدوم ہے پس ہم پوچھتے
ہین کہ وہ چار پرندون کے اجزا مین جو لاکھوں جزو سے کم نہون گے بغیر ترکیب
و ترتیب کے کیونکر نفخ روح ہوا اور بغیر نفخ روح کے کیونکر حرکت پرواز نہین پیدا
ہوئی اور ایک دوسرے اجزا سے ملنے کی ضرورت انہین کیونکر محسوس ہوئی

اگر کہو کہ خلاف قانون الٰہی ان بسیط اجزا مین روح کا نفخ ہو چکا تھا تو تبلاؤ دوسرے
اجزا سے ملنے کے انہین کیا حاجت باقی رہی تھی۔ اور جس جزو کی طرف اس جزو
روح افتادہ کی پرواز ہوئی اسمین جان آگئی تھی یا نہین اگر نہین آئی تو کونسی شئی
اس کے لئے مانع ہوئی اور کیونکر وہ پہاڑ سے اس روح افتادہ جزو سے ملنے کو
آگیا اگر اسمین بھی نفخ روح ہو چکا تھا تو دو جسم روح دار کیونکر ایک ہو سکے
اور یہہ بھی تبلاؤ کہ یہہ پروازی اجزاے مخلوط جو بدون نفخ روح کے محال ہے
لاکھون جسم اور لاکھون پرند کے ضرورۃ کو مقتضی ہے یا نہین۔ ضرور ہے
حالانکہ آیۃ قرآنی مذکورہ بالا صرف چار ہی پرند سلے ہوؤن کے اوڑ کر آنے کی
خبر دیتی ہے۔ اور بس اے نادان مولویو خدا کے اقوال و افعال مین تناقض و تخالف
کو اپنی کم فہمی سے کیون جائز رکھتے ہو اور کتاب مجید مین اپنی راے کو دخل دیکر اسلام
کی جگ ہنسائی کیون کیا کرتے ہو۔

قولہ مسئلہ اولے یہہ کہ نہ وہ (عیسیٰ علیہ السلام) قتل کئے گئے نہ سولی دئے گئے
بلکہ ان کے رب جل وعلا نے انہین کفر یہود عنود سے صاف سلامت بچا کر آسمان
پر اوٹھا لیا اور ان کی صورت دوسرے پر ڈال دی کہ یہود ملاعنہ نے ان کے دہوکے
مین اوسے سولی دیا یہہ ہم مسلمانون کا عقیدہ قطعیہ یقینیہ ضروریات دین سے ہے
جسکا منکر یقیناً کافر اس کی دلیل قطعی رب العزۃ جل جلالہ کا ارشاد ہے۔ الی آخر آیۃ
وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ۔

اقول ہم بھی کہتے ہین کہ عیسیٰ علیہ السلام نہ قتل ہوے اور نہ صلیب پر مرے بلکہ اللہ
تعالیٰ نے طبعی موت دیکر ان کے مدارج کو بلند کیا جیسا کہ اللہ تعالیٰ نے فرماتا ہے
یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی۔ اس آیۃ مین رفع درجات کا وعدہ ہے
اور آیۃ بل رفعہ اللہ الیہ مین اسکا ایفا جسطرح توفیک مین وعدہ ہے اور

فلما توفیتنی مین ایفائے وعدہ۔ دفعہ الیہ سے رفع الی السماء سمجھنا سراسر جہالت ہے مجیب کو چاہئیے کہ ہمارے مقدمہ ثالثہ باب رفع کو بغور ملاحظہ کرے۔ کیا خدا تعالی دوسرے یا چوتھے آسمان پر مستقر ہے جہان حضرت عیسی کا رفع ہوا ہے اس سے خدائے تعالی کے لئے جہت و مکان لازم آتا ہے۔ جس کو آپ بھی جائز نہین رکھتے ہین۔ ایک مقام پر خدائے تبارک وتعالی فرماتا ہے ارجعی الی ربك راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی۔ اے نفس مطمئنہ اپنے رب کی طرف لوٹ اور میرے بندون مین شامل ہو اور میری جنت مین جا داخل ہو۔ رفع الی اللہ و رجوع الی اللہ مترادف المعنی ہین دونون مین کوئی فرق نہین۔ پھر کیا وجہ ہے کہ رجوع الی اللہ سے قربت ومدارج کا معنی لیا جائے اور رفع الی اللہ سے آسمان پر چڑھنا۔ دیکھو اس آیۃ کریمہ کے آخر مین مین خدا تعالی کا فادخلی فی عبادی وادخلی جنتی فرمانا اسبات کی طرف اشارہ ہے کہ رجوع الی اللہ سے یہہ مراد نہین ہے کہ کوئی بندہ ہمارے عرش عزت کے نزدیک آجاتا ہے۔ نہین۔ بلکہ اس بندہ کو ہمارے مقرب بندون مین شرکت اور ہماری جنت مین دخول کی عزت نصیب ہوجاتی ہے۔ پس رفع الی اللہ جو رجوع الی اللہ کا ہم معنی ہے اس کے لئے بھی یہی تفہیم ہے۔ فتدبر اور اس آیۃ مین مقام رضا کی بھی تصریح کردی گئی کہ وہ اس کی خاص بندون مین شمولیت اور اس کی جنت مین دخول کا نام ہے فتذکر۔ عبرت کا مقام ہے کہ افضل الانبیا کو جب خدا تعالی نے دشمنون کے ہاتھہ سے بچایا تو اس طرح کہ پیادہ پا مکان سے نکال کر ایک تنگ تاریک غار (ثور) مین جگہہ دی اور ایک مفضول نبی کو دشمن یہود کے ہاتھہ سے بچایا تو اس طرح کہ انہین یکبار فرشتون کے کندھون پر سوار کرکے سیدھا فلک دوم یا فلک چہارم مین جا بٹھایا او

اور تمام حوائج بشری سے آزاد و بے تعلق کرکے الآن کما کان جو اسکی ذاتی صفت تھی اس مین بھی شریک کردیا فتعالی اللہ عن ذلك اے حامد رضا صاحب جب آپکے اعتقاد کی رو سے ایک عیسیٰ نبیؑ تو کیا تمام انبیائے کرام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اُمتی ہین۔ دیکھو تحریر مجیب صہ ۲۶ تو آپ کا ایمان کیونکر جائز و پسند کرتا ہے کہ برگزیدہ نبی خاتم الانبیا محمد مصطفیٰ تو ایسی تکلیف اٹھاکر دشمنون کے ہاتھہ سے نجات پائین اور عیسیٰ جیسے ایک امتی پر جب کفار حملہ کرین تو وہ بلا مزاحمت اعدے آسمان چہارم پر صعود کرکے عزت کے مسند پر جا بیٹھے۔ کیا آپ کے عقیدہ مین خدا کے پاس امتی کا رتبہ اس کے پیشوا ہادی سے بڑھکر ہے۔ خدا کے لئے سچ سچ کہو کہ اُسوقت کسکا رتبہ بڑھکر ہے کیا وہ شخص افضل نہوگا جو دو ہزار برس سے کھانے پینے پیشاب پیخانے اور دیگر تعلقات بشری سے بکلیہ منزہ ہوکر آسمان چہارم پر عزت کے مسند پر جلوہ فرما ہو یا وہ شخص ہوسکتا ہے کہ اپنے تمام علاتی بھائیون کے مانند کھاتا پیتا بھی تھا اور کبھی کوئی تعلق بشری اس سے منفک نہین ہوئے اور ساٹھ ترسٹھہ سالکی عمر پاکر رحلت پائی اور اسی زمین مین دفن ہوا۔

ثانیاً ہم سوال کرتے ہین کہ جب یہہ امر مسلم فریقین ہے کہ دنیا مین جتنے مامورمن اللہ آئے کوئی بھی ابتدائے قوم کی اذیت سے مامون نہین رہا اور آخر الامر خدا کی نصرت اسی زمین مین اپنی فرستادہ کے شامل حال رہی اور وہ منصور و فتحیاب ہوگیا تو کیا سبب ہے کہ تمام انبیائے مامورین کے برخلاف حضرت مسیح کے ساتھہ یہہ سلوک کیا گیا کیا اتنی بڑی وسیع زمین حضرت عیسیٰ کے بچانے کے لئے بس نہین تھی۔ کیا معاذ اللہ یہودیون کا ڈر خدائے قادر توانا پر ایسا غالب ہوگیا تہا کہ کسی زمینی غار اور ارضی حجاب مین ان کے پوشیدہ کرنے

غیر مناسب سمجھا اور رجع الی السمار کے سوا چارہ نہ پڑا۔ بھلا اوس وقت تو یہودیون کی کچھ چلتی بھی تھی اب اس زمانہ مین تو یہہ قوم ذلت ومسکنت کا نشانہ بن رہی ہے اب کس یہود عنود کا خوف خدا کو لگا ہے۔ طرفہ تر یہہ ہے کہ ایک شخص اس وقت ان کے وفات کا ثبوت دیکر آپ مسیح موعود بن بیٹھا ہی پس حسب اعتقاد شما جس خدائے ذو الجلال نے ان کو اتنی بڑی عزت دی رکھی ہے اور باعتقاد شما اپنے خدائے خاصہ جیسے خلق وشفا وغیب دانی و احیائے موتی وغیرہ وغیرہ مین ان کی شرکت کو جائز رکھا ہے۔ تو اس کی غیرت وجلال کو جوش آکر لازم تھا یہہ کرتا چاہئیے تھا کہ مدعی کو نیست ونابود و خاک مذلت مین پچھاڑ کر اپنے ساجھی کو بڑی تجمل وشان کے ساتھہ فرشتون کے کندھون پر ہاتھہ رکھوا کر آسمان سے نازل کرتا۔ ایک قرن سے ہم دیکھہ رہے ہین کہ نہ کوئی آتا نہ جاتا تو ہمارا اعتقاد اور ہمارا ایمان زیادہ پختہ ہوجاتا ہے کہ عیسی سے متعلق جتنے باتین مشہور کی گئی ہین انمین سے ایک بھی صحیح نہین سراسر غلط و پوچ ہین اور خدائے حکیم کی شان ان بیہودہ باتون سے بالکلیہ مبرا و منزہ ہے۔ اور اگر اپنی خواص ذاتیہ مین سے کسیکو کچھہ دینا اس کا ازلی و ابدی علم جائز رکھتا تو محمد مصطفی حبیب اللہ کے سوا کون زیادہ مقرب بندہ تھا کہ اس کے طرف ذہن عقل کا انتقال ہوسکے خلاصہ کلام یہہ ہے کہ مسیح ناصری نبی کے ساتھہ یہہ عقیدہ رکھنا کہ وہ خالق طیور تھا اور مردون کو زندگی حقیقی بخشتا تھا اور غیب کی خبر رکھتا تھا اور اندھے مادرزاد کو سوجھا کرتا تھا اور اب دوہزار برس سے آسمان پر زندہ بجسدہ العنصری موجود ہے۔ کھانے پینے پیشاب پاخانے وغیرہ جملہ تعلقات بشری سے آزاد و پاک ہے اور اس کے جسم اور قوی جسمانی اور عمر مین کوئی تغیر وتبدل عائد حال نہین ہے الآن کما کان

اسکی صفت ہے وغیرہ وغیرہ امور بخدائے لایزال صریح کفر اور قطعی شرک مجسم ہے ۔

ثالثاً ہم پوچھتے ہین کہ جب بقول شما حضرت عیسی آسمان پر چلے گئے اور یہود کے ظلم سے بچ گئے تو پھر اس کی کیا ضرورت پڑی تھی کہ خدا تعالی نے ان کی رنگ و روپ کو دوسرے ایک ناکردہ گناہ مین ڈالکر یہودیون کے ہاتھ سے اس کو سولی دلادی ۔ یہہ دو حال سے خالی نہین کہ معاذ اللہ استغفر اللہ خدائے قدیر کو یہود بے بہبود کی دل جوئی بھی منظور تھی ۔ یا خدائے جلیل و غالب کو یہہ خیال آیا کہ اگر بشکل عیسی ایک کو ٹھہرا نہ کردون تو یہہ ذہن کے کچے یہودی علما زمین کو وجود عیسی سے خالی پاکر آسمان کی خبر نہ لین اور ملا ء اعلی پر چڑھائی نہ کر بیٹھین ۔

تناسخ ارواح و حلول ارواح کا ناپاک مسئلہ غیر قوم سے سننے مین آیا تھا آہ صد آہ شومی طالع کے سبب آج اپنے گھر کے اندر حلول الوان و اشکال کا ناکارہ و ناپاک قصہ دیکھنے مین آیا ۔ اے مولوی صاحب آپ نے کس لفظ سے یہہ بہروپیہ نکل استنباط کیا ہے ۔ کیا ولکن شبہ لھم سے اس معنے کو نکالا ہے ۔ اے غافل شبہ کے ضمیر کا مرجع سوائے عیسی کے اور کون ہوسکتا ہے کیا ماقبل مین شبیہ عیسی کا لفظ مذکور ہے جسکی طرف یہہ ضمیر لوٹتی ہے اس آیتہ کا ترجمہ صاف یہہ ہے کہ یہودیون نے عیسی کو نہ قتل کیا اور نہ صلیبی موت سے مرا لیکن وہ بالضرور مشابہ بالمقتول و یا المصلوب ہوگیا تھا ۔ ہمین اچھی طرح یاد ہے کہ کلکتہ مین جب مولوی کریم بخش صاحب مدرس مدرسہ عالیہ کلکتہ سے اس باب مین بحث ہوئی تھی اور مولوی صاحب بھی چونکہ مولوی حامد رضا بریلوی کے ہم خیال ہین بار بار شبیہ عیسی پر زور دیتے تھے تب عاجز نے عرض کی کہ مولوی صاحب شبہ کی ضمیر کا مرجع [illegible]

کیا کوئی شبیہ عیسی سابق مین مذکور ہے تو گھبرا کر فرمانے لگے کہ نہین بھی لفظ لہم
اسکا مفعول مالم یسم فاعلہ ہے ناظرین غور فرماوین کہ اگر اس قدر کو مان بھی لیا
جائے تو پھلی قباحت سے بڑھکر قباحت لازم آتی ہے اس لئے کہ پھلی صورت
مین ایک شخص شبیہ عیسی قرار پاتا ہے اور اب اس صورتمین سارے یہود و
حضار مجلس شبیہ عیسی ٹھہر جاتے ہین۔ ہماری مولوی صاحب قطروسے بھاگ پرنالے
کے نیچے جا گھڑے ہوئے۔

۱۷ا بعا ہم پوچھتے ہین کہ جب ناکردہ گناہ شبیہ عیسی سولی پر لٹکنے لگا تو کیا
عقل سلیم کسیطرح باور کر سکتی ہے کہ ایک بے جرم شخص کو سزا دینے لگین اور وہ
چپکا رہے اور اس کے منہ سے اتنا بھی نہ نکلے کہ بھائی مین بے گناہ ہون عیسی
نہین ہون فلان شخص ہون میرا باپ فلان شخص ہے میرا مکان فلان محلہ
مین ہے۔ اور اس کے مان باپ اور رشتہ کے لوگ بھی کیا ہی سنگدل
نکلے کہ اپنے عزیز کو ناحق دیکھتے دیکھتے سولی دلوادی اور اُف تک نہ کیا اور
عدالت و پولیس مین یہودی مولویون کے نام پر نالش نہین کی چپکے ہو رہے
ہمارے سادہ لوح علما یہہ بھی کہتے ہین کہ وہ شبیہ حضرت مسیح کا خاص شاگرد
اور خاص حواری تھا کہتے ہین کہ حضرت عیسی علیہ السلام نے حواریون کو جمع
کرکے کہا کہ کون ہے کہ میرے بدلہ سولی پر چڑھے اور کل کے روز میرے
ساتھہ جنت مین میرا ہمنشین ہو۔ ایک حواری کھڑا ہوا اور کہا کہ
مین ہون حضرت مسیح نے کہا کہ بیٹھ جا پھر مسیح نے اپنے سابق کلام کو
دہرایا ایک دوسرا حواری کھڑا ہوا اور کہا کہ مین ہون۔ فرمایا بیٹھ جا
پھر تیسرے بار اپنے کلام کا اعادہ کیا اس وقت ایک حواری اٹھا اور
کہا کہ مین آپکے بدلے سولی پر لٹکونگا۔ حضرت مسیح نے فرمایا ہان تو ہی

اس کام کے لایق ہے وہ شخص عیسی نبی کی شکل مین آگیا اور حضرت عیسی ایک روزن کے راستے سے آسمان پر
چلے گئے انتہی کلامہ مین کہتا ہون کہ عذر گناہ بدتر از گناہ ۔ حضرت مسیح ناصری کی شان سے بالکل بعید
ہے کہ ایک بے گناہ بندے کو سولی پر لٹکا کر اوسکا خون اپنی گردن پر لین ۔ توریت شریف کا مشہور مسئلہ ہے
کہ جو لکڑی پر لٹکے وہ ملعون ہے اور جسکو صلیب دے دیا جائے وہ رحمت الہی سے دور اور شیطان سے نزدیک ہو جاتا ہے
پس حضرت مسیح توریت کے عالم ہوکر کیونکر ایک مومن مرد کو سولی پر لٹکنے کی ترغیب دے سکتے ہین ۔ اور جان
بوجھکر لعنتی موت کو گوارا کر سکتے ہین ۔ آپ تو لعنتی موت سے گھبرائے ہین اور رات بھر جناب الہی مین ایلی ایلی
لما سبقتانی کی دعا مانگتے رہین جسکا ترجمہ یہہ ہے کہ اے میرے رب کیون تو نے مجھکو چھوڑ دیا ۔ تو
کیونکر ہمارا ایمان اور کیونکر ہماری عقل سلیم تسلیم کر سکتی ہین کہ وہی نبی اپنی جان امتی کو لعنتی موت کے
اختیار کرنے پر خوش ہو گیا ۔ کوئی صلیب پر مر کر شیطان کا رفیق بن کر جنت مین رفیق مسیح بھی بن سکتا
ہے ع این خیالست و محالست و جنون ۔ اگر ان روایات کو موضوع قرار نہ دین تو یہ اعتراض
وارد ہوتا ہے کہ معاذ اللہ حضرت عیسی بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی جان بچانے کے لئے ایک بندہ خدا کو
دھوکا دیا ۔ اور ناحق اسے ملعون بنایا ۔ اس ناپاک بے بنیاد اعتقاد پر نازان ہوکر مجیب صاحب فرماتے ہین
کہ یہ ہم مسلمانون کا عقیدہ قطعیہ یقینیہ ضروریات دین سے ہے کہ جسکا منکر یقیناً کافر ہے ۔ اور اسکی دلیل قطعی
یقینی صرف و قولهم انا قتلنا المسيح بن مريم رسول الله سے آخر تک ہے جسمین نہ شبیہ کا ذکر اور نہ
صعود الی السماء کا بیان اور نہ نزول من السماء کا پتہ اور نہ لفظ حیات کا اشارہ قوله اور ہاور
قبل موته کے ضمیر حضرت مسیح کی طرف راجع کرکے یہہ ترجمہ کیا ہے ۔ اور نہین اہل کتاب سے کوئی مگر یہ
کہ ضرور ایمان لانے والا ہے عیسی پر اسکی موت سے پہلے اور قیامت کے دن عیسی ان پر گواہی دیگا ۔

اقول وعليه التوكل مجیب کے اس ترجمہ مین کئی اعتراض وارد ہوتے ہین ۔

اعتراض اول ۔ آیۃ کی تفسیر ملبدا وانسے کہہ رہی ہے کہ مسیح کے نزول کے وقت تمام اہل کتاب

سابقین جنکو مرکر کئی ہزار برس گذر چکے ہونگے مسیح پر ایمان لانیکے لئے قبرون سے اوٹھینگے
وھو قطعا محال ہے صدہا آیات قرانی اس عقیدہ کو مخالف ہین ان مین سے ایک آیۃ یہہ
ہے ثم انکم یوم القیمۃ تبعثون اور نیز وہ آیات بہی اسکی خلاف پر ہین جنمین دو موت کے
امتناع کا ذکر ہے۔ اور اگر بلا وجہ آیۃ کو مخصوص منہ البعض قرار دین تو اس صورت مین بھی یہہ
اعتراض دوم وارد ہوتا ہے اعتراض دوم تمام اہل کتاب یہود و نصاری کا حضرت مسیح کے
وقت مین ملۃ واحدہ پر ہوجانا اور باہمی مذہبی جھگڑے کا تصفیہ اور باہمی بغض کا ارتفاع ممتنع ہے
خدائی کی سچی کتاب سکے خلاف پر خبر دیتی ہے فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی
یوم القیمۃ والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ ہمنے یہود و نصاری
کے درمیان عداوت و بغض کو قیامت کے دن تک ڈال دیا ہے۔ اعتراض سوم وجاعل
الذین اتبعوک فوق الذین کفروا الی یوم القیمۃ یعنی خدای تعالی
فرماتا ہے اے مسیح بن مریم مین تیرے متبعین کو قیامت تک تیرے منکرین (یہود) پر فوقیت دونگا۔
خدائی تعالی نے اس آیۃ مین اپنے ارادہ کا اظہار فرمایا ہے اور حتمی وعدہ دیچکا ہے کہ یہود کفر کے
حالت مین قیامت تک ذلیل و خوار و ماتحت رہینگے۔ جب قیام قیامت تک انکے کفر کا سلسلہ غیر
منقطع ہے تو تمام اہل کتاب اولین و آخرین مسیح کے نزول کے زمانہ کے موجود ہین کیونکر مسیح کے سب
مسیح کو مان سکتے ہین۔ اعتراض چہارم۔ مجیب نے اپنی اس رسالہ کے متعدد مقام مین یہ لکہا ہے
کہ حضرت مسیح علیہ السلام محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہین۔ اب ہم پوچہتے ہین کہ نبی کے
ہوتے امتی پر ایمان لانا خدائی تعالی نے کیونکر پسند فرمایا۔ اور امن الرسول بما انزل الیہ
من ربہ والمومنون کل امن باللہ وملائکتہ
وکتبہ ورسلہ لا نفرق بین احد من رسلہ کی آیۃ مین کہین یہہ ذکر نہین فرمایا کہ امتی پر ایمان بھی

لانا کافی ہی ایک جای تو کیا سارا قران اس ذکر سے خالی ہی اگر اپنے قول اول سی رجوع کریکے یہ کہو کہ نہین وہ تو نبی ہین تو اسوقت یہ اعتراض ہوگا۔ اعتراض پنجم۔ جب سارے ادیان سابق خاتم الانبیا کے بعثت پر منسوخ ہوگئی اور ان الدین عند اللہ الاسلام اور من یبتغ غیر الاسلام دینا فلن یقبل منہ وغیرہ آیات کثیرہ اسپر دلیل محکم ہین تو صرف عیسی نبی پر ایمان لانا یہود و نصاری کو کیونکر مفید ہوگا۔ بعض سادہ لوح ملا یہ کہتے ہین کہ ایک نبی کا ماننا سارے نبیون کو ماننے کے برابر ہی ہم کہتے ہین کہ یہ دعوی محض بے دلیل ہی تم نہین دیکھتی ہو کہ یہود حضرت موسی صاحب تورات کو نبی برحق مانتے ہین اور حضرت عیسی و محمد علیہما لصلوۃ والسلام کے انکاری ہین کیا انکا ایمان عنداللہ مقبول ہوسکتا ہی اور نصاری حضرت عیسی کو نبی برحق مانتے ہین تو کیا یہ انکے لی مفید ثابت ہوگا۔ ہان البتہ خاتم الانبیا و خاتم الکتب پر ایمان و انکی تصدیق سارے انبیائے سابقین پر ایمان لانیکے برابر ہے۔ اعتراض ششم۔ مجیب نے اس آیتہ سے اشارۃً نزول مسیح بن مریم صلعم کا ثبوت دیا تہا جسپر اعتراضات بالا وارد ہونیکے قطع نظر ایات قرانیات جو صراحتاً وفات مسیح پر دلالت کرتے ہین اس ترجمہ کے سخت مخالف ہین۔ اور وہ یہ ہین۔ وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم علیٰ اعقابکم الایۃ یعنی محمد تو صرف ایک رسول ہین انکے پہلے کے تمام رسول مرگئی ہین اگر یہ محمد مر جائین یا قتل کردیئے جائین تو کیا تم اسلام کو چھوڑ دوگے۔ جب حضرت عیسی رسولون مین شامل ہین اور قطعاً ہین اور یہ آیت تمام ماقبل کے رسولون کی موت کی خبر دیتی ہے تو اب مسیح رسول اللہ کے موت مین تردد کرنا خدائے علیم و خبیر کی اطلاع دہی کی صریح تکذیب ہے قد خلت بمعنی قد ماتت کے ہے جسپر افان مات او قتل کا جملہ قرینہ صارفہ ہے۔ (۲) وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد الایۃ یعنی ای محمد صلعم ہمنے تمہارے

پہلے کے کسی بشر کو زندہ قایم نہین رکہا سب مرچکے ہین جب جناب مسیح بشر ہین اور مخاطب صلے اللہ علیہ وسلم کے پہلے کے بشر ہین تو اب انکی موت مین کیا شک ہے۔ یقیناً اس آتیہ کے حکم کے نیچے ہین (۳) ما کان محمد ابا احد من رجالکم ولکن رسول اللہ وخاتم النبین یہ آیت سلسلہ نبوت کو محمد رسول اللہ پر ختم کرتی ہے اور تمام رسالت تشریعی کے انزال کو روکتی ہے پس جب مسیح رسول و نبی ہین اور نزول وحی رسالت رسول کیلئے لازم غیر منفک ہے تو کیونکر خاتم الانبیاء کے بعد اپنی نبوت کو لیکر نازل ہوسکتے ہین یہ آیت اور حدیث لانبی بعدی نزول مسیح بن مریم کو اشد مخالف اور انکی وفات کی مجوز ہین۔ خلاصہ کلام یہہ نکلا کہ مجیب کے ترجمہ آیہ کو صحیح مان لین تو اعتراضات مذکورۃ الصدر کے علاوہ قرآن مجید کی ان متعدد آیات سے جو بالصراحت وفات مسیح پر دلالت کرتی ہین صریح اختلاف لازم آتا ہے پس جبتک مجیب کے ترجمہ کی اصلاح نکرین تو کسی طرح اختلاف بین الآیات مرتفع نہین ہوتا اور اعتراضات بالا کسی صورت سے اوٹھہ نہین سکتے مولوی محمد بشیر ہو یا الی الحق الصریح مین اسی ترجمہ پر زور دیا ہے اور حیات مسیح کیلئے اس آیتہ کو قطعیۃ الدلالت ٹہرایا انہین یہ خبر نہین تہی کہ انکا ترجمہ بہی بڑے بڑے اعتراضات و لنظار کا مورد ہے اور ان قباحتونکا وقوع لیومنن بہ مین لام تاکید اور نون ثقیلہ کو زمانہ مستقبل کیلئے مخصوص تسلیم کرنیکے بعد ہے۔ ورنہ انکی نون ثقیلہ کی بحث کو تو حضرت امام الزمان اور مولوی محمد احسن صاحب نے بالکل خفیفہ کردیا ہے۔ یاد رہے کہ ضمیر بہ اور قبل موتہ کے مرجع مین مفسرین کا بڑا اختلاف ہے کوئی تو بہ کی ضمیر کو قرآن کی طرف لوٹاتا ہے اور کوئی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی طرف اور کوئی اللہ تعالے کی طرف اور قبل موتہ کے ضمیر کو بعض مفسرین کتابی کی طرف لوٹاتے ہین اور بعض حضرت مسیح کی طرف اور اصول کا مشہور مسئلہ ہے کہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال یعنی جب کسی آیتہ و حدیث مین کئی احتمال پیدا ہو جائین تو اسکا استدلال باطل ہے کسی طرح قطعیت اس سے حاصل ہو نہین سکتی مجیب کے ہٹ دہرمی

اور حق پوشی کو دیکھو کہ اسقدر احتمالات کے ہوتے ہوئے قطعی یقینی کا قائل ہو کر منکر نزول مسیح کو کافر قرار دیتا ہے۔ ربنا لا تزغ قلوبنا بعد اذ ھدیتنا وھب لنا من لدنک رحمۃ انک انت الوھاب اس قدر روشن دلائل پر اگر کوئی کوباطن کسی صحابی یا تابعی کی رائے پیش کرے تو اسے ہم ابوالحمقا کے خطاب سے یاد کرینگے۔ ہمیں چنداں ضرورت نہیں کہ ایسے قوی بینہ کے ہوتے یہ بھی کہیں کہ اصول کی کتابوں میں لکھا ہے کہ فہم صحابی حجت شرعی نہیں ہے۔

مفسرین کی رائے پر ایک سرسری نظر

بعض مفسرین نے بہ اور موتہ کی ضمیر کا مرجع حضرت مسیح کو ٹھہرایا ہے۔ اور اسکو احسن سمجھا ہے۔ لیکن ابھی آپ دیکھ چکے ہیں کہ کسقدر اس ترجمہ اور رائے پر اعتراض وارد ہوتے ہیں اور بعضوں نے بہ کی ضمیر کا مرجع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم و قرآن مجید کو ٹھہرایا ہے اور موتہ کی ضمیر کو کتابی کی طرف لوٹائی ہے۔ اور یہ ترجمہ کرتے ہیں کہ اہل کتاب میں سے کوئی ایک بھی نہیں ہے کہ اپنے مرنے سے پہلے محمد صلے اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہ لاتا ہو یا قرآن پر ایمان نہ لاتا ہو۔ اس ترجمہ میں یہ نقص ہے کہ ہمارے رات دن کا مشاہدہ ہے کہ ہزاروں یہود و نصاری مرتے ہیں مگر کبھی نہیں سنا اور نہ دیکھا کہ مرض الموت میں رسول اللہ صلعم و قرآن شریف پر ایمان لانا انہیں ضروری ہوا ہو۔ پس یہ ترجمہ مشاہدہ کے خلاف واقع ہے اسلئے غلط ٹھہرا۔ ورنہ کلام الہی کی پیشگوئی میں تردد پیدا ہوتا ہے جسکا انجام برا ہے اور بعض مفسرین بہ کی ضمیر حضرت مسیح کی طرف لوٹاتے ہیں اور موتہ کی ضمیر کتابی کی طرف یہ ترجمہ بھی مشاہدہ کے خلاف واقع ہونیکے سبب غلط ہے کیونکہ ہزاروں یہودی مرتے ہیں اور مرتے وقت ایک بھی مسیح پر ایمان لاکر نہیں مرتا۔ اب سوال یہ پیدا ہوگا کہ جب تمام تراجم مختلف اعتراضات کے پیش ہونیکے سبب مخدوش و غلط نکلے تو پھر اسکا صحیح ترجمہ جس پر کسی قسم کی حرف گیری نہ ہو پیش کرنا چاہئے۔ سو اسکا جواب یہ ہے

اس آیۃ مین بہٖ کی ضمیر قتل کی طرف رجوع ہے اور موتہٖ کی ضمیر کتابی کی طرف لوٹتی ہے اب اس وقت آیۃ تفسیر
کا ترجمہ ہوگا کہ اہل کتاب مین سے کوئی نہین کہ اپنی مرنیکے پہلے مسیح کے قتل پر ایمان اور یقین نہ رکہتا ہو۔
غور سے دیکہو کہ یہ ترجمہ کسقدر صاف ہے اور کیسا مشاہدہ کے موافق ہے یہودیون کو یقین ہے کہ ہمنے مسیح کو سولی پر
لٹکا کر قتل کیا اور معاذ اللہ اسے ملعون کر کے چہوڑا۔ کیونکہ توریت مین لکہا ہے کہ جو لکڑی پر لٹکے ملعون ہے
صلیب پر مرنیوالا مردود ہوتا ہے اور نصاری کو بہی یقین ہے کہ مسیح سولی پر قتل ہوا مگر آپ اپنی جان
دیکر ہم سبکی طرف سے کفارہ ہوگیا مگر انکا یہ یقین صرف مرنے تک ہے بعد مرنیکے امر حق منکشف ہوجائیگا
کیونکہ تمام ادیان کا اتفاقی مسئلہ ہے کہ ساری جہگڑے اور ساری اختلافات ہمین یہ ہین بعد مرگ امر حق
آنکہون کے سامنے ہوجاتا ہے کسیکو کچہہ شبہہ باقی نہین رہتا اور دیکہو ان الذین اختلفوا فیہ
اور لفی شک منہ اور ما لہم بہٖ من علم کی مفرد ضمیرین بہی قتل ہی کی طرف لوٹتی ہین اور آیۃ کا
آغاز بہی قتل ہی سے ہوتا ہے۔ زیادہ صفائی بیان کیلئے ہم چاہتے ہین کہ ما قبل کی پوری آیۃ لکہکر اسکا ترجمہ
کردین تاکہ سیاق عبارت سے مفہوم کلی بوضاحت منکشف ہوجائے۔ وھی ھذا وقولہم انا قتلنا
المسیح ابن مریم رسول اللہ وما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لہم وان
الذین اختلفوا فیہ لفی شک منہ مالہم بہٖ من علم الا اتباع الظن وما
قتلوہ یقینا بل رفعہ اللہ الیہ وکان اللہ عزیزا حکیما وان من اہل الکتاب
الا لیؤمنن بہٖ قبل موتہٖ ویوم القیامۃ یکون علیہم شہیدا پارہ ۶ سورہ نساء رکوع ۲۲ ترجمہ یہود سے
اس بات پر غور کرو کہ وہ کہتے ہین کہ ہم نے مسیح مریم کے بیٹے رسول اللہ کو قتل کر ڈالا حالانکہ انہون نے
نہ اسکو قتل کیا اور نہ صلیبی موت سے مارا لیکن البتہ انکے پاس مسیح کا المقتول کا المصلوب تو ضرور ہوا یا یون کہو
کہ مسیح مشابہہ المقتول بالمصلوب تو ضرور ہوا۔ اور جو لوگ مسیح کی قتل پر اختلاف کرتے ہین تو وہ اس بات مین
شک مین ہین انکو باس اس قتل کا یقینی علم نہین ہے مگر وہ گمانکی پیروی کرتے ہین۔ اور بالیقین یہودیون نے

عیسی کو قتل نہین کیا بلکہ اللہ تعالے طبعی موت دیکر اوسکو اپنی طرف اوٹھا لیا یعنی اوسکے رتبہ کو بلند فرمایا اور اللہ
غالب اور حکیم ہے اور کوئی بہی اہل کتاب نہین جو مسیح کے قتل پر اپنی موت سے پہلے پہلے ایمان نرکھتا ہو اور یقین نکرتا ہو
یعنی اللہ تعالے فرماتا ہے کہ اسکے باوجود کہ ہمنے ظاہر کردیا کہ اہل کتاب نے نہ مسیح کو قتل کیا اور نہ صلیبی موت سے مارا
مگر یہ لوگ ایسے شریر النفس مین کہ اپنی پہلی بات پر ایمان رکہتے چلے جاینگے کہ مسیح مقتول ہوا مسیح مصلوب ہوا اور انکی
یہہ ضد صرف موت تک ہے مرنے پر معلوم ہوجائیگا ۔ کہ اصل واقعہ کیا تہا ۔

قولہ مسئلہ ثانیہ اوس جناب رفعت قباب علیہ الصلوۃ والسلام کا قرب قیامت آسمان سے اوترنا دنیا مین
دوبارہ تشریف فرما ہوکر اس عہد کے مطابق جو اللہ عزوجل نے تمام انبیاء کرام علیہم الصلوۃ والسلام سے لیا
دین محمد رسول اللہ صلی اللہ تعالے علیہ وسلم کی مدد کرنا یہ مسئلہ ضروریات مذہب اہل سنت وجماعت سے ہے
جسکا منکر گمراہ خاسر بدمذہب فاجر دلیل اسکی احادیث متواترہ واجماع اہل حق ہے ۔ **اقول** وبہ
نستعین قرب قیامت مین آسمان سے اوترنا کہان سے ثابت کیا اگر آیہ و ان من اہل
الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ سے کیا ہے تو ع آفرین باد برین ہمت مردانہ تو ۔ ابہی ہمنے
آپکے ترجمہ کا خاکہ اوڑایا ہے اور اسکے ساری تانی بانے کو اودہیڑ کر رکہہ دیا ہے ۔ اور اگر ان حدیثون سے
ثابت کیا ہے جنمین لفظ نزول آیا ہے تو ہمارے مقدمہ ثانیہ بحث نزول کو بغور دیکہیے ۔ اگر آپ مین
انصاف وغیرت کا مادہ ہوگا تو بار دیگر نزولی حدیثون پر بحث نہ مارینگے ۔ حضرت مسیح ناصری کا دوبارہ
دنیا مین تشریف لانا محال عقل ونقل ہے ۔ خدا کی حکیم کتاب تو انی متوفیک کہکر دوبارہ لوٹنے سے روکتی ہے
ونیز فعلی صحیفہ جسکا دوسرا نام قانون قدرت وصحیفہ فطرت ہے اسکا سخت مکذب ہے ۔ ابہی ہم اسکی تمام
ابحاث ما لہا وما علیہا سے فارغ ہوکر آپکو منزل تک پہونچا آئے ہین ۔ جب بخیال شما
خدا تعالے نے تمام انبیاء کرام سے دنیا مین دوبارہ آکر دین محمدی کی نصرت کا اقرار لیا ہے تو پہر کیا وجہ ہے
تیرہ سو برس گذر گئے مگر کوئی نبی اپنی اقرار کو پورا کرنیکے لئے نہ قبر سے نکلا اور نہ آسمان سے اوترا

کیا آپ ان بزرگوارون کو خلاف الوعد سمجھتے ہین آپکے نزدیک تو حضرت عیسی ہی صادق الوعد ہین
جنکے نزول و نصرت اسلام کا آپکو یقین ہے۔ ای محجوب اس بیہودہ خیال اور ناپاک عقیدہ سے
توبہ کر مقربان الہی کی ساتھہ تیری یہ بدظنی تیری سوء خاتمہ کی پہلی منزل ہے۔ ہم اس بحث کو زیادہ وضاحت
سے آیندہ چلکر کرینگے۔ اسی نزولی حدیث اور رجوع موتی الی الدنیا کے بے اصل وہم زور شور
کے بل آپ بہت ہی اچھل رہے ہین اور اسکے منکر کو گمراہ خاسر بدمذہب فاجر قرار دیرہے ہین۔ ہمارے
مقدمات ثلثہ و دیگر ابحاث ماسبق کو عینک لگاکر دیکھو۔ اگر حیا کا مادہ کچھہ باقی ہے تو آیندہ ایسی جرأت ہرگز
نکروگے۔ ثالثاً یہہ تبلائیے کہ قولی حدیثون مین کون کون سی حدیث متواتر ہین۔ کیا آپ ثابت کرسکتے
ہین کہ مسیح کی نزولی احادیث محدثین کی اصول کی رو سے تواتر باللفظ ہین۔ اگر بالفرض تواتر
کے رتبہ کو پہونچ بہی جائین تو آپکو اس سے کیا فائدہ البتہ ہمارے لئے مفید ہے۔ اسلئے کہ صعود و نزول جسم
عنصری کتاب و سنت کے رو سے ممتنع ٹہیرا تو اسکے لئے ماتم ہی ماتم ہے اور ہماری پانچون انگلیان گھی مین
رابعاً یہہ فرمائیے کہ اجماع کا رتبہ کتاب سنت کے پہلے ہے یا پیچھے۔ جب ہر دو واجب التقدیم نے مسیح کی موت کا
فتوی دیدیا ہے تو اجماع کا ذکر ان دونوں کے برخلاف علم اصول کے عدم علم کا نتیجہ ہے اس بیخبر کو اتنا بہی نہین
معلوم کہ پیشگوئیون کو اجماع سے کیا تعلق جنکا وقوع محض خدا کے اعلام پر موقوف ہے نہین معلوم کہ انکا وقوع
ظاہر الفاظ مین ہوتا ہے یا استعارہ کے رنگ مین۔ حق بات تو یہہ ہے کہ اس بیچارے کو پیشگوئیون کے حالات سے مطلق
خبر نہین ہے کتب صحاح مین جن جن پیشگوئیون کے وقوع کا ذکر آیا ہے اگر اب بہی انہین تدبر سے کام لے تو مرحلہ
باسانی طے ہو سکتا ہے۔ اب سلسلہ عالیہ حقہ کی تصانیف بہی اس عقدہ کے حل مین مفید ثابت ہوئی
ہین۔ اگر کوئی حق کا طالب ہو۔ ہرگاہ کہ رسالتماب علیہ الصلوٰۃ والسلام کی وفات کے روز حضرت
ابوبکر رضی اللہ عنہ کی تقریر اور آیہ کریمہ وَمَا مُحَمَّدٌ إِلَّا رَسُولٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ کے استدلال سے
تمام صحابہ کرام جملہ رسل کی موت کے اقرار کے ساتھہ حضرت مسیح بن مریم صلعم کی موت کی بہی تصدیق کرچکے

ہیں تو پھر انکی حیات جسمانی و صعود آسمانی پر اجماع کا دعوی محض بے ثبوت ہے۔ اگر ہم یہ دعوی کریں کہ سب سے
پہلے جس بات پر صحابہ کرام کا اتفاق و اجماع ہوا وہ جناب مسیح ناصری کے موت کا مسئلہ ہی تو بجا ہے
امام مالک موت کے قائل محدث ابن حزم موت کے قائل ابن تیمیہ توقف کے قائل ابن قیم حنبلی وفات کے قائل
امام بخاری موت کے قائل امام ابو حنیفہ حیات سے ساکت امام شافعی حیات سے ساکت امام احمد حیات سے
ساکت امام محمد حیات سے ساکت امام ابو یوسف حیات سے ساکت امام زفر حیات سے ساکت امام سفیان ثوری
حیات سے ساکت امام اوزاعی حیات سے ساکت ابن معین حیات سے ساکت ابن عیینہ حیات سے ساکت وغیرہم
ہزارہا تابعی و تبع تابعی حیات سے ساکت تو پھر مدعی بتلا حیات پر اجماع کہاں سے ہوا کچھ تو شرم کر کچھ تو
خوف خدا چاہیے۔ جاننا چاہیے کہ مجیب نے اپنے زعم میں ابن مریم۔ یا عیسی کی لفظ سے قطعاً عیسی علیہ السلام
جو نبی اسرائیل کی نبی ہیں مراد لی ہے اور لفظ نزول سے نزول من السماء یقین کر کے صفحہ ۱۵ سے
صفحہ ۴۳ تک تینتالیس احادیث نقل کی ہیں۔ در حقیقت مجیب کو ان دو لفظوں کے سمجھنے میں سخت دھوکا ہوا ہے
اسلیے ہم نے مقدمہ اولی و ثانیہ میں اس بحث کو بہ تفصیل تمام لکھا ہے جسکے دیکھنے کے بعد اگر تعصب نہیں ہے تو پوری
تسکین حاصل ہو جاتی ہے اور حق تو یہ ہے کہ اگر مجیب میں تحقیق کا ادہ باقی ہوتا اور کورانہ تقلید اسکی
سد راہ نہ ہوتی تو حدیث اول مابہ البحث کے فیصلہ کیلیے کافی ہے۔

قولہ۔ حدیث اول صحیح بخاری و صحیح مسلم میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالی عنہ سے ہے رسول اللہ
صلی اللہ تعالی علیہ وسلم فرماتے ہیں کیف انتم اذا نزل ابن مریم فیکم و امامکم منکم
کیا حال ہوگا تمہارا جب تم میں ابن مریم نزول کرینگے اور تمہارا امام تمہیں میں سے ہوگا۔ یعنی اسوقت کی
تمہاری خوشی اور تمہارا فخر بیان سے باہر ہے کہ روح اللہ تم میں اتریں تم میں رہیں تمہارے معین یاور ہیں
اور تمہارے امام مہدی کے پیچھے نماز پڑھیں۔

اقول۔ لفظ امام سے امام مہدی تصور کرنا مجیب کی خوش فہمی ہے اور امامکم منکم کو جملہ مستقلہ
خیال کرنا سراسر جہالت ہے اور کیف جو استفسار احوال کے لیے آیا کرتا ہے اس سے اظہار خوشی اور فخر کا معنی

استنباط کرنا حضرت مجیب ہی کا کام ہے۔ اس حدیث کا صاف مطلب تو یہ ہے کہ ای امت محمدی تمہارا کیا
حال ہوگا جب کہ تم میں ابن مریم کا نزول و بعثت ہوگی اور وہ تمہارا امام اور تم میں سے ہوگا۔ چونکہ
ابن مریم کی لفظ مشتبہ تھی ... کہ التباس کا خوف تھا اسلئے جناب خاتم المرسلین نے منکم کا لفظ بڑھا کر
یہ تفہیم کی کہ وہ بنی اسرائیل کا نبی عیسیٰ ابن مریم نہیں ہے وہ تم میں سے ہے جسکا لقب ہم نے ابن مریم کہا
ہے پس **وامامکم منکم** یا جملہ حالیہ ہے یا جملہ مفسرہ ہے اور اگر ماقبل کیلئے اس واو کو واو عاطفہ
قرار دیں تو ہم مسلم کی وہ صحیح روایت جسمیں فامکم منکم ہے اسکا اہمال و ابطال لازم آتا ہے اور یہ
صریح باطل ہے اسلئے کہ امکم کی ضمیر کا مرجع سوائے لفظ ابن مریم کے جو قبل مذکور ہے دوسرا کوئی لفظ
نہیں جسکی طرف یہ ضمیر پھر سکے اور اسکا مسمی امام مہدی قرار پاسکے اور بات تو یہ ہے کہ امام مہدی کا
ذکر صحیحین میں ہرگز نہیں آیا اور مسلم کی تیسری حدیث میں **فینزل عیسی بن مریم فامهم**
موجود ہے جسکو خود مجیب نے بھی صفحہ ۱ کے آخر سطر پر لکھا ہے پس یہ دو حدیثیں ہیں **امّ** بصیغہ
ماضی اور اسکی ضمیر کا مرجع قطعاً ثابت کا لفظ ابن مریم یا عیسی بن مریم ہے **لا غیر** حسب اصول
حدیث انکا تقاضا ہے کہ تطبیق کی کوئی راہ نکالی جاوے اور بجز اسکے کوئی راہ توافق و تطابق
بین الاحادیث ممکن نہیں کہ **امامکم منکم** کے واو کو حالیہ یا تفسیریہ یا صفتیہ قرار دیکر
ماقبل کی لفظ ابن مریم سے متعلق کر دیا جاوے ورنہ تخالف بین احادیث صحیحین ہے یہی وتقینی ہے مجیب نے
اپنی مغالطی سے چاہا تھا کہ امر حق در پردہ ہو جاوے اسلئے امامکم کے لفظ سے امام مہدی مراد لیکے حضرت
عیسی کو انکا مقتدی قرار دیا تھا مگر بقول مشہور **الحق یعلو ولا یعلی** اور بقول کسی دروغ گو را حافظہ
نباشد۔ خود ہی اسکی قلم سے امر حق کا ثبوت اور اپنی پہلی رائے کی تکذیب ظاہر ہوگئی چنانچہ صفحہ ۱۶
تحت حدیث سوم لکہتا ہے **اذا اقیمت الصلوۃ فینزل عیسی فبیناهم یعدون للقتال**
یسوون الصفوف ... **بن مریم فامهم** الحدیث اسی شامین مسلمان وہاں سے قتال کی تیاریاں
کرتے صفیں سنوارتے ہونگے کہ نماز کی تکبیر ہوگی عیسی بن مریم نزول فرماوینگے انکی امامت کرینگے

سے عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد - خمیر مایہ دوکان شیشہ گر سنگ است - صحیحین کی حدیثین
صاف بتلا رہی ہین کہ آنیوالا مسیح اسی امت سے ہوگا - دوسرے کی انتظاری سراسر بے سود ہے - و نیز یہہ
احادیث قرآن مجید کی ان کثیر التعداد آیات سے بالکلیہ مطابق و موافق ہین جنمین بصراحت وفات مسیح
ابن مریم کا ثبوت پایا جاتا ہے اور جنمین انکا ذکر باختصار کچھہ پہلے بھی کیا ہے اور کچھہ آیندہ بھی کرینگے -

قولہ جو اسی (دجال) کو مانینگے اونکے لئے بادل کو حکم دیگا برسنے لگیگا زمین کو حکم دیگا کھیتی
جم اوینگی جو نہ مانینگے اونکے پاس سے چلا جائیگا اون پر قحط ہو جائیگا تہیدست رہ جائینگے
ویرانی پر کہڑا ہو کر کہیگا اپنے خزانے نکال خزانے نکلکر شہد کی مکہیونکی طرح اسکے پیچھے ہو لینگے پہر ایک
جوان گٹھی ہوئی جسم کو بلا کر تلوار سے دو ٹکڑے کریگا دونون ٹکڑونکو ایک نشانہ تیر کے فاصلے سے رکہکر
مقتول کو آواز دیگا وہ زندہ ہو کر چلا آئیگا دجال لعین اسپر بہت خوش ہوگا ہنسیگا -

اقول تمام عقائد کی کتابون مین لکہا ہے کہ خاصہ ذات باری مین کسی نبی و ولی دیوپری کو
شریک کرنا شرک جلی ہے ایسا شخص دائرہ اسلام سے خارج ہو جاتا ہے - مگر آج مجیب صاحب کی تحریر سے
معلوم ہوا) کہ دجال لعین کو خدا کی خدائی مین پوری شرکت اور پوری مداخلت ہے اور حسب رائے
مجیب بلوی اسپر ایمان لانا ضروریات دین سے ہے - کیون نہو جب باعتقاد مجیب مارنا جلانا پانی کا
برسانا قحط کا وارد کرنا اسکے قبضہ مین ہے اور ساری آسمان و زمین و ما فیہما اسکے تابع ہین
یہ لفظ پرست کور باطن علما اتنا نہین سمجہتے کہ آدم سے خاتم تک جب کسی کامل انسان فرستادہ الہی
کو ان صفات خاصہ مین سے کچھہ بھی حصہ نہ ملا تو کیونکر عقل اس بات کو باور کر سکتی ہے کہ ایک کافر لعین
الوہیت کے خواص مین حصہ پانیکا مستحق ہو سکتا ہے اگر کہو کہ خدا اسکو بخشیگا کہ جسمین یہ صفات کمالیہ بلا استقلال
پائی جائین جب بہی ایمان و اعتقاد کی رو سے دجال لعین ان تمام صفتون مین متصف ہے تو بتلاؤ اسکی
خدائی مین کیا کسر باقی رہگئی ہے جسکو آپ سجدہ نہین کرتے اسپر غیر حق عبادت شرکیہ ملعون کا
خطاب نہین ہوا ایک طرف تو اسکی خدائی ثابت کرو دوسری طرف اسے ملعون کر کر پکارو و نیز ا

نئی عجیب کیا خدا اپنی خدائی کسیکو دیسکتا ہی۔ اگر خدا اسکے خدائی کی تقسیم جائز ہو سکتی تو بلا اثبات
اسکو کامل تحقق رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم خاتم الانبیا ہی تہی۔ ای عقل کی اندہو یقیناً تم نے
خدائی ذو الجلال والاکرام کی علانیہ کسرشان کو ساتہہ اس مذہبی دجال کی سر پر ربوبیت والوہیت
کا تاج مرصع رکہکر محمد خاتم المرسلین حبیب رب العالمین کی سخت سی سخت توہین کی۔ کیا تمہارا ایمان
ہے کہ ان باتون مین سی ایک بہی رسول اللہ مین تہی۔ اسی ایمان اور اسی توحید پر تمہین ناز ہے
اور اسی شرک مجسم معتقد کے ترک پر آپ ہمین ملامت کرتے ہین بس مولوی صاحب یہی توحید ہے
سچ کہو کس دیو کی تقلید ہی۔ اگر کہو کہ حدیثون مین ایسا ہی آیا ہی۔ ہم کہتے ہین کہ جب سارا قرآن لطیف
اور اکثر احادیث اس رائی اور اس اعتقاد کی مخالف و مکذب ہین تو ان دجالی حدیثون مین
ایسی تاویل کیون نہین کرتی جسکی سبب یہ ساری تعارضات اوٹہہ جائین اور آپکا ایمان ثابت رہے
ورنہ اس ناپاک عقیدہ کے ہوتے ایمان باللہ کسیطرح آپکی دلمین ٹہر نہین سکتا ہی۔ اجتماع ضدین محال ہی۔ اور
ہم پہلی بہی عرض کرچکی ہین کہ پیشگوئیونکی احادیث مین استعارہ بہت غالب ہے جبتک انکا وقوع نہووے تو
انہین علم الٰہی کو سپرد کرنا چاہیے اسلیے کہ۔ الغیب عند اللہ لا یعلمہ الا اللہ۔ پہر ہم نصیحاً للہ
یاد دلاتی ہین کہ جو جو پیشگوئیان باتفاق محدثین پوری ہوچکی ہین اسپر ایک غائر نظر ڈالنا آپکے لیے
نہایت سود مند ہوگا۔ اور اگر آپ ان دجالی احادیث مین تاویل صحیح کو جائز نہین رکہتے اور اسکے
ظاہری الفاظ پر اڑے ہوئے ہین تو آپ سنو نصوص قرآنیہ اور خاتم الانبیا کی تئیس ۲۳ سالہ کارروائی اور
انکی سبقاً سبقاً توحیدی تعلیم اور اسکی اشاعت مین ہزارہا مصیبتون کا اوٹہانا جنکی صحت تواتر کے
اعلی درجہ کو پہونچی ہوئی ہی یہ واجب التقدیم امور کی عزت کی نگہداشت اس بات کی مقتضی ہی کہ ان
خلاف توحید مجسم شرک دجالی حدیثون کو موضوعات کے رجسٹر مین درج کردیا جائے اور پکار کر کہدیا
جاوی کہ یہ الفاظ ہرگز ہرگز رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان مبارک سے نہین نکلی کسی جعل ساز
مشرک دوست کی یہ ساری کاروائی ہی۔ پہر بہی ہم انکو ایک قصہ مسلّمہ لا اعمال خیر من الاجمال

یاد دلاکر ان حدیثون کی تاویل کی طرف توجہ دلاتی ہین تاکہ صحیحین وغیرہ کی روایات اس ناہموار نسبت سے
محفوظ رہین اور امام بخاری و مسلم وغیرہ کی جلالت شان مین کسی نکتہ چین کو دھبا لگانیکا موقع نملے
یاد رہے کہ ہمارے مولوی صاحب اور انکے ہم خیال حضرات کا دجال کے ساتھ یہ بھی عقیدہ ہے کہ وہ
ایک شخص ہے اور رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت سے ابتک زندہ ہے اور تمام خدائی خواص اسکے
اندر مضمر ہین سو جاننا چاہیے کہ دجال مشتق ہے دجل سے جسکے معنی مکر و فریب اور حق کو باطل کے ساتھ
خلط ملط کرنیکے ہین اور دجال اس گروہ کو کہتے ہین جسمین یہ اوصاف موجود ہون اور اسی معنی کے
لحاظ کرتے حدیثون مین بھی دَجّالون ثلثون آیا ہے پس پادریان نصاری باعتبار نوعیت
شخصی دجال اکبر ہین اسلئے کہ اسی گروہ نے ناپاک مسئلہ تثلیث و کفارہ کے ثبوت اور یسوع مسیح کو اللہ اور
ابن اللہ تعالی مین ناخنون تک زور لگایا ہے جسکے ابطال کیلئے قرآن شریف اپنے پر شوکت
الفاظ مین یون فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ آسمان پھٹ جاوے اور زمین چر جاوے اور پہاڑ ریزہ ریزہ
ہوکر اُڑ جاوین اس بات اور اس اعتقاد سے کہ کسیکو خدا اور خدا کا بیٹا ٹھیرایا جاوے اور کافر ہین وہ
لوگ جو مسیح ابن مریم کو خدا کہتے ہین بخاری و مسلم وغیرہ کتب صحاح سے بصراحت معلوم ہوتا ہے
کہ مسیح موعود کا نزول اسوقت ہوگا کہ دنیا کا اکثر حصہ صلیب کے پرستارون اور اسکے حامیون کے
وجود سے بھر جاوے اور یاجوج و ماجوج (جس سے مراد روس و انگریز ہین) اپنی پوری حکومت و تسلط کے
ساتھ خروج کر چکے ہون اور انہین حدیثونکے بابون مین یہ بھی لکھا ہے کہ مسیح موعود کا نزول اسوقت
ہوگا کہ دجالی فتنہ حرمین شریفین کے سوا تمام روے زمین پر پھیل جاوے اور اسکی حکومت کے ہاتھ کے
نیچے ساری زمین مشرق سے لیکر مغرب تک (باستثناے سرد و حرم) مسخر ہو جاوے بلکہ باعتقاد
تمام آسمان و زمین دریا شمس و قمر و سحاب و نجوم وغیرہ و امن مین مین اسکا پورا تسلط پایا جاوے
پس جبتک پادریان نصاری کو دجال اکبر نہ قرار دیا جاوے تو ہرگز کسیطرح یہ احادیث متخالفہ
تناقض کی پیچیدگی سے نجات نہین پا سکتی ہین اور ممکن نہین کہ بدون اس صحیح توجہ کے کوئی راہ
بین الاحادیث المختلفہ کے توافق کیلئے نکل آوے کیا یہ امر

عند العقل جائز ہوسکتا ہے کہ مسیح موعود کا نزول اسی وقت مین ہو کہ دجال اکبر کا فتنہ اور
کل خدائی حکومت ساری زمین پر ایک دائرہ کی طرح محیط ہو اور اسی زمان واحد مین
اسیان صلیب کی بھی زمین پر پوری سلطنت و پورا تسلط پایا جائے دو متضاد حکومت کا قیام
ایک خاص مقام پر ممتنع العقل ہے۔ ہان ایک صورت مین ممکن ہے کہ مسیح موعود کا نزول
دنیا مین دوبارہ دو مختلف وقتون مین تسلیم کیا جائے مگر یہ رائے تمام اہل اسلام اور تمام کتب الہیہ
اور احادیث نبویہ کی خلاف ہے۔ اسلئے کہ نزول مسیح موعود یکبار قرب قیامت کے لئے
علامت کبری ہے اور ایسا ہی خروج دجال اکبر و اشاعت مذہب عیسوی۔ قرب قیامت کی
علامات کبری ہین **احفظه فانه ینفعك** ـــ ان روشن دلائل سے اگر کوئی
دل کا اندھا سوجھا ہوا اور دجال کے وجود شخصی اور اب تک اسکی زندگی پر ایمان رکہتا
ہو تو ہم اسکو بخاری و مسلم کی سو برس والی حدیث (جسمین ذکر ہے کہ رسول اکرم حلفاً
فرماتے ہین کہ آج سے لیکر سو برس تک کوئی متنفس زمین پر زندہ نہین رہیگا) کی رو سے
دجال کی موت کی خبر دیتے ہین۔ و نیز وہ آیات جن سے وفات مسیح بن مریم ثابت ہوتی
ہے مسیح دجال کی موت کیلئے بھی کافی ثبوت ہین۔ و نیز وجود شریک باری کا عقلاً و
نقلاً محال ہونا اس دجال کے وجود و خروج کو قطعاً ممتنع و محال ٹھیراتا ہے کیا خدا تعالے
کی غیرت ایک لحظہ کیلئے پسند کر سکتی ہے کہ کوئی انسان خدائی احکام جلالی سلطنت کو لیکر
دنیا مین قدم رکہ سکے دیکہو اس غیور خدا کا ارشاد اپنی کتاب مین یون ہے **لا
یشرك فی حکمه احدًا** یعنی خدا تعالی اپنے حکم و قضاء و قدر مین کسیکو
ساجھی نہین ٹھیراتا ہے ۔ ۔ ۔ ۔

۔ ۔ ۔ ۔ غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ ظاہر پرست اور عرفانی علوم
سے بے خبر مولویان اسلام ساری مخلوقات مین سے جامہ الوہیت و ربوبیت مین شریک و ساجھی
رہنے کیلئے صرف دو شخصون کو منتخب کیا ہے ایک مسیح ابن مریم کو نیک بندون مین دوسرے

مسیح دجال کو شہر بند دون مین اور اس ذریعہ سے در پردہ انہون نے نصاری کا ہاتھ بٹایا ہے
اور تثلیث کے نجس عقیدہ کو اسلامی صحیفہ مین درج کروا کر توحید باری عز اسمہ کے
استیصال کا ارادہ کیا ہے اور نصاری کو موقع دیا ہے کہ وہ اپنی تثلیث سے صحت پر
اہل اسلامی تثلیث کو نظیر آپیش کر سکین۔ استغفر اللہ ربی من
کل ذنب واتوب الیہ۔
قولہ۔ وہ دمشق کی شرقی جانب منارہ سفید کی پاس نزول فرمائینگے دو کپڑے ورس و زعفران
سے رنگے ہوئے پہنے دو فرشتون کے پرون پر ہاتھ رکھے۔
اقول۔ مجیب کو ابتک خبر نہین کہ قادیان دمشق کی شرقی جانب ہی پر واقع ہوا ہی۔ دیکھو
نقشہ جغرافیہ۔ مجیب نے یہہ سمجھ رکھا ہی کہ دمشق کی اندر یہ نزول ہوگا کاش اس حدیث پر تدبر سے
ایک نگاہ کی ہوتی الفاظ حدیث اسکے معانی کی خلاف ہین اور یہ اہما ہمارے موافق ورس و زعفران
لباس شرع محمدی مین مردون کیلئے ممنوع ہین تو عیسی مسیح کی لباس کا استعمال اس بات کی
دلیل ہی کہ وہ دین محمدی پر نہین آئینگے۔ اپنی روش پر تشریف لا وینگا اور یہ آیت قرآنی
اسکی تائید کرتی ہی وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔
یعنی ہمنے تمام رسولون کو مطاع و مقتدی بنا کر بھیجا ہے۔ امتی و مقتدی بنکر بشانا کی شان ہی
بعید ہی۔ جب اسکی پہلی اس بات کی تشریح ہو چکی ہی کہ نزول سے پیدائش و بعثت سے و دمشق الخ
اللہ سے مراد قربت الہی ہی تو پہر دمشق کی منارہ پر حضرت ابن مریم کا نزول آسمان سی ایک نبیا خیال
ہے اور ہم بھی حدیثون سی ثابت کرا چکے ہین کہ مسیح موعود امت محمدی مین پیدا ہوگا اب یہہ سوال
پیدا ہوسکتا ہی کہ مسیح موعود محمدی معصفر و مزعفر لباس کو کیونکر زیب تن کرسکے۔ سوالکا جواب یہہ
کہ یہہ تمام کشف و رویا ہین اور تعبیر الرویا مین لکہا ہی کہ جب کسی پر زرد لباس خواب مین نظر آوے تو اسکی
تعبیر یہہ ہے کہ وہ بیمار ہوگا۔ بحمد اللہ آج ساری عالم پر ظاہر ہی کہ حضرت اقدس مرزا صاحب دو زرد
چادرون مین لپٹے ہوئی ہین جس سی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پیشگوئی پوری ہوئی تمام

پوری ہوئی اور جب سے مسیح موعود کی نسبت ہمین ملی ایک تو اوپر کی زرد چادر جس سے درد دوران
سر مراد ہے اور ایک نیچے کی چادر جس سے ذیابیطس کی بیماری مراد ہے اور یہ دو بیماریان انکی لازم حال
پڑی ہوئی ہین اکثر انکو دورے ہوتے رہتے ہین فرشتون پر ہاتھ رکھکر اترنے مین کئی اشکال وارد ہوتے ہین
اول یہ کہ فرشتون کو تمام انسان کا دیکھنا خلاف نص قرآنی ہے جب افضل رسل کے مبارک عہد مین صحابہ
کرام نے اپنی چشم سے نہ دیکھا تو مسیح کے وقت مین کیونکر امید ہوسکتی ہے اور سہارا لیکے پرون پر ہاتھ رکھکر
اترنا خلاف مسئلہ ہے اصل یہ ہے کہ جناح بمعنی بازو کے جسکا یہ معنی ہوا کہ مسیح موعود دو ملکی سیرت
انسانون کے کندھون پر ہاتھ رکھے ہوئے مبعوث ہوگا۔ اسکی تائید بخاری کی ایک روایۃ مین ملتی ہے جسمین
سہارے ملکین کے رجلین آیا ہے اس توجیہ کے بغیر توافق بین الاحادیث غیر ممکن ہے اور اس حدیث
پر بھی غور کرو ان الملئکۃ لتضع اجنحتہا لطالب العلم کہ فرشتے طالب علم
کیلئے اپنے بازون کو بچھا رہے ہین اور طالب علم اوپر چلتا ہے اگر تمہین نظر نہین آتا اور درحقیقت
نظر نہین آتا تو کسی طالب علم سے پوچھ دیکھو۔

قولہ کسی کافر کو مجال نہین کہ انکی سانس کی خوشبو پاوے اور مر نہ جاوے اور انکا سانس وہان تک پہونچیگا
جہانتک انکی نگاہ پہونچیگی۔

قول مجیب لا یجد ریح نفسہ کا ترجمہ انکی سانس کی خوشبو پالی گیا ہے مگر یہ حقایق سے
بے نصیب الفاظ پرست کو اتنا نہ سوجھا کہ جو خوشبو ناک مین پہونچتی ہے ہلاک ہی کر ڈالے تو کیا وہ عند العقلا
قابل ہے کم رتبہ کہہ سکتی ہے اسکو تم خوشبو کہو یا معطر کہو جب اسمین ایسے خواص موجود ہین تو بدبو سے بھی
ہزار درجہ بدتر ہے ایسی ہر جگہ ظاہری الفاظ پر اڑ ڈالو تمہاری ظاہر پرستی نے ایک برگزیدہ مسیحا نفس کی
پاک سانس کو کالی ناگ سے بھی زیادہ زہریلا قرار دیدیا۔ اسلئے کہ کالی کا زہر جب چڑھتا ہے کہ وہ کاٹ
کہائے مسیحائی سانس کا زہر ایسا قوی الاثر ہے کہ جہانتک اسکی نظر پہونچے زہریلی سانس اسکے ساتھ ساتھ ہے
اللہم انی اعوذ بک من اہانۃ الانبیا والاولیا اب آؤ ہم سے اس حدیث کا
مطلب سنو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین کہ مسیح موعود کی علامت ایک یہ بھی ہے کہ کافر

[illegible]

ایک یہی ایسا ہوگا کہ مسیحائے وقت کے سامنے ٹہیر سکے سارے دنیا کے قلم اسکے قلم کے سامنے ختم ہو جاینگے۔ کیا یہہ پیشگوئی مخبر صادق کی حضرت مرزا صاحب کے حق مین پوری نہین ہوئی۔ دوست تو دوست دشمنون سے پوچہو وہ بہی یہی کہینگے کہ آج روئے زمین مین حقائق الہیہ و معارف قرآنیہ اور اسلامی صداقتون کے اثبات کیلئے صرف مرزا غلام احمد کے ہاتہہ مین قلم ہے اگر [illegible] نابود کر دیا ہو دوسری توجیہہ ہے کہ مسیح موعود دم عیسیٰ سے [illegible] اسکی بددعا دشمن دین اسلام ہلاک ہونگے۔ لیکھرام پشاوری کو دیکہو کہ کسکی بددعا سے ہلاک ہوا عبد اللہ آتہم عیسائی پر نظر کرو کہ کسکی بددعا سے زیر زمین ہوا مرزا احمد بیگ ہوشیارپوری جو راستبازونکا دشمن تہا غور کرو کسطرح اندر میعاد مقررہ کے دنیا سے چلبسا دیانند سرستی وسید احمد خان و حمید اللہ پشاوری و عبد العزیز لدہیانوی اور مولوی سید احمد گنگوہی اور انکے اہل بیت جانکاہ حادثہ پر ایک نظر ڈالو عبد الحق غزنوی [illegible] دولت [illegible] کو دیکہو کہ کسطرح بیکار ہو گئے [illegible] دستگیر قصوری اور محمد اسمعیل علی گڈہی کے بیچ و انحطاط و انتحار کو بدیہی پڑہو جو انکی کتابون مین درج ہین کسطرح ان دونو نے [illegible] سا حدیث پر غور کرنے سے ایک [illegible] کا فیصلہ پایا [illegible] تعالیٰ نے معجزہ دیا تہا کہ اگر کسی مردے [illegible] کرلی تہی۔ نہ حقیقی زندگی [illegible] یہ تو خاصہ حضرت رب العزۃ اور حدیث اسکے [illegible] دو مشتبہ صفت کا وقوع غیر ممکن ہے [illegible] مسیح قرار دیجاتی ایک مسیح ناصری رسول اللہ جنکی احیاء موتیٰ کا ذکر اسی حیثیت سے کہ ابہی ہمنے اسکی اصل حقیقت بتلائی ہے جس کا ذکر اس حدیث مین مذکور ہے کہ اسکے سانس سے کافر ہلاک ہونگے قند کرو اور اسی طرح مسیح کے حلیہ [illegible] وجوب اولا زما دو مسیح کے وجود کو چاہتے ہین۔ بخاری شریف کے کتاب الانبیاء و کتاب الفتن کو غور اور انصاف سے پڑہو ایک روایت مین مسیح کا حلیہ یہ بتلایا ہے کہ سرخ رنگ گہونگر بال چوڑا سینہ اور دوسری روایت مین گندم گون اور سیدہے بال۔ اور ظاہر ہے کہ ایک شخص کے دو حلیہ ہو نہین سکتے دو حلیہ دو شخص کی طرف اشارہ کرتے ہین جو مختلف ذات اللہ ہیں اول حلیہ کے مصداق مسیح بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم ہین جنکو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین انبیائے کرام کے زمرہ مین یحییٰ نبی کے پاس دیکہا اور دوسرے حلیہ کے مصداق حضرت اقدس مرزا غلام احمد صاحب قادیانی ہین (رحمت خدا بروی باد) جنکو رسول خدا علیہ التحیہ والثنا نے کاسر صلیب قاتل دجال و خنزیر قرار دیا ہے اور اماکم منکم فرما کر اپنا امتی ٹہرایا

ہے۔ خدا گواہ ہے کہ ہمنے بچشم خود مسیح موعود و مہدی معہود کا پورا حلیہ حضرت اقدس امام قادیانی
مین اکمل طور پر دیکھا

قولہ انکے زمانہ مین اللہ عزوجل اسلام کے سوا سب مذہبون کو فنا کرے گا۔

اقول اس سے اگر یہ مراد ہے کہ مسیح موعود تمام مذہبون کو دلائل قطعیہ و فرقانی حربہ سے فنا کر دیگا
اور تمام ادیان کو اپنی قوی دلائل اور نشانات سماوی کے پاؤن کے نیچے کچل ڈالیگا تو ہم بھی اس بات کے
قائل ہین اور بالبداہت دیکھہ رہے ہین کہ اس آسمانی مرد نے تمام اقوام کے دلائلی ہتیار کو چھین کر کونہ مین پہینکدیا
ہے اور درحقیقت اصلی ہلاکت یہی ہے جیسا کہ فرمایا اللہ تعالی نے لیھلک من ہلک عن بینۃ ویحیی من حیی عن
بینۃ اور اگر اس سے یہ مراد ہو کہ مسیح کے زمانہ مین سوائے اسلام کے کوئی ایک مذہب بھی دنیا مین باقی نہین رہیگا
سب اسلام قبول کر لین گے یا قتل کر دئے جائینگے جیسا کہ مجیب کا عقیدہ ہے اور اسی رسالہ مین کئی جگہہ اسکا تذکرہ
کیا ہے تو یہ صریح و فاش غلطی ہے فرمایا اللہ تعالی نے والقینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ
فاغرینا بینھم العداوۃ والبغضاء الی یوم القیامۃ یعنی ہمنے یہود و نصاری کے درمیان قیامت
تک بغض و عداوت ڈال دی ہین۔ اور فرمایا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے لا تزال طائفۃ من امتی
یقاتلون علی الحق ظاہرین الی یوم القیامۃ رواہ الشیخان یعنی میری امت سے ایک جماعت ہمیشہ
قیامت کے دن تک حق پر قتال و جدال کرتی رہیگی اور دلائل کی روسے امر حق کی تاکید کرتی رہیگی اور حق
اور حق کی پیروی کے سبب ہر میدان مین فتح یاب رہینگی اور صحیح روایۃ مین آیا ہے کہ قیامت کا قیام شریر
انسانون پر ہوگا پس یہہ آیت و حدیث اسلام کے بالمقابل یہود و نصاری و اشرار کے وجود کو قیامت تک
قائم رہنا کہتی ہین جبتک انکا وجود نہو تو باہمی بغض و عداوت کسطرح اور کس سے قائم رہ سکتی ہے۔ فتدبر

قولہ دنیا مین چالیس برس رہکر وفات پائین گے۔

اقول مسیح موعود نے اللہ تعالے سے الہام پاکر یہ شائع کر دیا ہے کہ ماموریت بعثت کے زمانہ سے چالیس سال تک
دنیا مین رہکر اپنی طبعی موت سے مریگا۔

قولہ اہل عرب اس زمانہ مین سب کے سب بیت المقدس مین ہونگے۔

اقول اسکی کیا وجہ ہے کہ حرمین شریفین کو چھوڑکر عرب جیسے غیور قوم بیت المقدس کو اختیار کرے صحیح حدیثون مین
آیا ہے کہ دجالی فتنہ سے کوئی شہر کوئی قصبہ محفوظ نہین رہیگا۔ مگر حرمین شریفین یعنی یہانکے لوگونکو خدائے تعالے
دجال اکبر جس سے مراد پادریان نصاری ہے اسکی مکر و فریب و دجل سے بچا رکھیگا اسکا صاف معنی یہی ہے کہ سرزمین
حرم کبھی اہل حرم سے خالی نہونگے اور وہ دجالی فتنہ سے مامون رہینگے۔ پس ان دو مروایتون مین

جمع کی صورت بتلاؤ اور ظاہر ہے کہ اجتماع نقیضین محال ہے اسلئے ہماری نزدیک یہلی حدیث التفات کے قابل نہین ہے اسلئے کہ صحیحین وغیرہ صحاح ستہ کی روایات کے مخالف پڑی ہے۔

قولہ فانزل فاقتلہ رواہ ابن ماجہ مین اثر کراسے قتل کرونگا۔

اقول جب حضرت مسیح فلما توفیتنی اور مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد فرما کر اپنی موت کی خبر دی چکے ہین۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شب معراج مین انہین زمرہ موتی مین دیکھا ہے اور ظاہر ہے کہ مردہ دوبارہ دنیا مین آ نہین سکتا جبکہ صدہا دلائل قرآنیہ وحدیثیہ وعقلیہ بوضاحت تمام دلالت کرتے ہین تو قطعاً یہہ حدیث تاویل طلب ہے۔ ہمارے نزدیک عمدہ تاویل وہی ہے جسکو حضرت مسیح ناصری نے ایلیا نبی متوفی کے نزول کے بارہ مین کی ہے کہ وہ آسمان سے ایلیا آنیوالا یوحنا ہے جو زکریا کے گھر پیدا ہوا یعنی جب رجوع میت دنیا کی طرف محال ہے تو جو اسکی خو و بو و قدم پر آتا ہے تو کہتے ہین کہ گویا وہی آگیا ہے پس جب مسیح بن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کا نزول کتاب و سنت و اجماع صحابہ وغیرہ دلائل سے پایہ ثبوت کو پہونچ چکا ہے تو اب مسیح ناصری کا دنیا مین آنا بروزی رنگ مین ہے اور وہ مرزا غلام احمد صاحب قادیانی علیہ الصلوٰۃ والسلام ہین اور بروز کا مسئلہ اب ایسا صاف ہوگیا ہے کہ اگر ہم چاہین تو قرآن کریم کی صدہا آیات بتلا کر اندھونکو سوجاکا کردین۔ کیا کرین یہ رسالہ مختصر اسکا متحمل ہو نہین سکتا اور نہ یہاں اسکا محل ذکر ہے کہ مجیب کو ایک لفظ نزول ملگیا ہے جس سے بھولے نہین سماتا بیجا اسی کا ذکر کرکے اپنے ہمخیال لوگونکے آنکھونکا آنسو پونچھتا ہے لیکن جب ہماری مقدمہ ثانیہ کو دیکھے گا تو ماری شرم کے پسینہ پسینہ ہوجائیگا

قولہ ثم ینزل عیسی بن مریم مصدقا بمحمد علی ملتہ اماما مہدیا وحکما عدلا۔

اقول مجیب صاحب مسیح علیہ السلام کو آسمان سے اوتارنے اور انکو امام مہدی کی تابع ومقتدی بنانیکی فکر ہی مین ہے کہ یکایک سچی بات منہ سے نکل پڑی اور اس روایۃ کو نقل کرتے ہی اونہیں صفحہ ۲۸ مین عیسی کو ہی امام مہدی قرار دیا ہے ہم بہی آپکی تائید مین ابن ماجہ وحاکم کی روایۃ نقل کردیتے ہین کہ لا مہدی الا عیسی ابن مریم یعنی مسیح موعود جسکا لقب ابن مریم ہے اسکی سوا کوئی مہدی نہین ہے یعنی ایک ہی شخص دونون شان کا جامع ہوگا اور تاریخ الخلفا مین بہی امام سیوطی نے بہی اس روایۃ کو نقل کی ہے اس روایۃ کی صحت مین بہی بس ہے کہ محدثین اسکے رُواۃ کی جرح و تعدیل مین ساکت اور امام ابن کثیر محدث وقت اسکی توثیق و تعدیل مین لب کشا ہین اور سید و دعوی کے مدعی مین مسیح مہدی کے دونو حلیہ بالکل وکاست موجود ہین اور نیز خدائے عالم الغیب نے دونو دعوی کی تصدیق مین صدہا نشانات متعادی بادہ ضی ظاہر فرمائی جو بالاستیعاب تریاق القلوب وغیرہ کتب مین مندرج ہین

اور مخبر صادق علیہ الصلوٰۃ والسلام نے جو جو علامات مہدی موعود و مسیح موعود کیلئے پیش گوئی فرمائی ہے وہ سب یکے بعد دیگرے پوری ہوئیں اور ہو رہی ہیں جسکے لاکھوں انسان شاہد ہیں۔ اور جنکا انکار کسیطرح ممکن نہیں پس جس دعوی کی ایسی دو شاہد ہوں ایک تو خدای ذوالجلال والاکرام عالم الغیب والشہادۃ دوسرے اصدق الصادقین سید المرسلین صلی اللہ علیہ وسلم اور ان دو کی تائیدی شہادت میں لاکھوں مخلوق کی چشم دید واقعات کی شہادت ہو تو اب اس حدیث میں کلام کرنا فی الحقیقت ان دو جلیل الشان شاہدوں کی شہادت سے انکار ہو۔ جو صریح بے ایمانی و ملحدی کا ہے۔ اور اسپر قرینہ قویہ یہ ایک ہے کہ حکم عدل مقسط جس طرح عیسی موعود کے علامات حدیثوں میں پائے جاتے ہیں بعینہ وہی صفات جمیلہ مہدی موعود کیلئے بھی مذکور ہیں اور غور طلب امر یہہ بھی ہے کہ ایک ہی وقت میں دو خلیفہ کی بعثت اس طریق پر کہ ایک دوسرے کا تابع ہو سنت الہی کے صریح خلاف ہے۔ جب ایک کو تابع اور دوسرے کو متبوع قرار دینا ہی تہا تو ہر دونو کو خلیفۃ اللہ علی الارض کے باعزت خطاب سے کیوں سرفراز کیا گیا۔ ہاں جب ایک ہی شخص کو دونو صفات کا جامع تسلیم کریں جسکی تصدیق احادیث مذکورہ بالا و نشانات سماوی اور مخبر صادق علیہ التحیۃ کی پاک پیشگوئیوں کے وقوع سے بداہتہ پائی جاتی ہے تو کوئی اعتراض وارد نہیں ہوتا۔ اہل تواریخ کو ہمارے اس بیان سے کبھی اختلاف نہوگا کہ مہدویت یا مسیحیت کے مدعی تو بہت گذرے ہیں مگر آج تک کسی ایک نے بھی ان دو نشانوں کا دعوی نہیں کیا۔ چونکہ وہ لوگ عند اللہ موعود نہ تھے اسلئے ان دو جلیل القدر نشانوں کے دعوی دار نہوسکے قطع نظر انکے صرف ایک دعوی پر بھی کوئی نشان سماوی اور اسقدر کثرت سے وقوع پیشگوئی انکے صداقت کیلئے وقوع میں نہیں آئی۔ آج دیکھو مسیحیت و مہدویت کے مدعی کی صداقت پر آسمان و زمین دونو شہادت دے رہے ہیں۔ رمضان میں کسوف و خسوف کی پیشگوئی کے وقوع کو دیکھو کہ کس صفائی سے مدعی مہدویت کے صداقت پر ۱۳۱۱ ہجری میں ہندوستان و پنجاب میں اور ۱۳۱۲ ہجری میں امریکہ میں واقع ہوئی۔ اور حدیث ولیترکن القلاص فلا یسعی علیہا کے وقوع پر غور کرو طاعون کا ہونا حج کا روکے جانا دمدار ستارہ کا نکلنا اور ذوالسنین ستارے کا طلوع اور مہدی کا صاحب القلم ہونا کیا یہ علامات مہدی میں داخل نہ تھے اور کیا اب سب کے روبرو یہہ پیشگوئیاں پوری نہیں ہوئیں انصاف کی آنکھ ہو تو دیکھو

آسمان بارد نشان الوقت می گوید زمین
این دو شاہد از پئے تصدیق من استادہ اند

قولہ عیسی بن مریم دمشق کی شرقی جانب منارہ سفید کے پاس نزول فرماوینگے۔

اقول۔ ہمکو بھی تسلیم ہے کہ ایسا ہی ہونا تہا اور وقوع بھی ایسا ہی ہوا نقشہ جغرافیہ لیکر دیکھو

کہ قادیان جو ہند و پنجاب میں داخل ہے دمشق کی شرقی جانب پڑتا ہے یا نہیں۔
قولہ عنقریب میری اُمت سے دو مرد عیسیٰ بن مریم کا زمانہ پائینگے۔ اقول ظاہرا امت سے مراد امت
موجودہ زمانہ رسالت آپ علیہ افضل الصلوٰۃ والتحیہ ورنہ امت حضور سے تو لاکھوں مرد زمانہ کلیم اللہ علیہ
علیہ صلوات اللہ پائینگے اور قتال لعین دجال میں حاضر ہونگے اس تقریر پر وہ دونوں مرد سیدنا الیاس
وسیدنا خضر علیہما الصلوٰۃ والسلام ہیں کہ اتبک زندہ ہیں اور اسوقت تک زندہ رہیں گے انتہی کلامہ
اقول ایک ہی حضرت ابن مریم کی زندگی کے اقرار پر یہہ مار دھاڑ ہے جس سے ہزاروں مخلوق
الہی نے توبہ کی ہے۔ پھر اپنے ناحق اور دو کے حیات جسمانی کی چھیڑ کر دی۔ آپ نے پردہ دری کیوں
کروا رہی ہیں۔ قرآن کھولو اور عینک لگا کر دیکھو یہہ آیت ان دو حضرات کی جسمانی زندگی پر کیا فتویٰ
دیتی ہے۔ وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد یعنی ہم نے تیرے پہلے کسی بشر کو زندہ نہیں رکھا
کسی پہلے کیلئے خلود نہیں ہے سب مر چکے ہیں۔ جب باتفاق فریقین حضرت خضر والیاس علیہما السلام
رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے کے بشر ہیں تو عدم خلد و موت میں بھی اتفاق چاہئے ورنہ بلفظ مخالف
کی صورت میں قرآنی فیصلہ سے یقیناً انحراف کا الزام آپکے عائد حال ہوگا اور جب بخاری ومسلم
کے متفق علیہ سو برس والی حدیث بھی اس آیۃ کریمہ کے نمبر کاب ہے تو فرمان نبوی سے اعراض
ایک دوسرا جرم والزام ہے۔ ہرگاہ کہ اخبار الہی و وعدہ ازلی ولکم فی الارض مستقر
ومتاع الی حین کی روسے ہم دیکھتے ہیں کہ تمام مخلوق الہی جسمیں انبیائے کرام کا گروہ بھی داخل ہے سب کے
سب بلا تغیر احوال اسی زمین پر نشو ونما کرتے رہے اور موت کے وقت تک اسی دنیوی غذا سے متمتع ہوتے
رہے تو آپ بتلاؤ کہ یہہ دو بزرگوار کس اقلیم میں تشریف فرما ہیں اگر پردہ زمین پر انکے وجود کا نشان
نہیں ہے تو پھر آیات و حدیث مذکورالصدر کی روسے انہیں اموات میں کیوں اعتقاد نہیں کرتے اور
کیا اتبک انکے اعضائے رئیسہ اور ہوش وحواس میں اسقدر انقضائے مدت پر بھی جو تخمیناً دو چار ہزار برس
سے کم نہیں ہے کوئی تغیر وانقلاب وارد نہیں ہوا حالانکہ اخبار الہی ومن نعمرہ ننکسہ فی الخلق افلا
یعقلون انکے انقلاب حالات ظاہری و باطنی کا سخت متقاضی ہے۔ اگر آپکی باتوں کو مان لیں۔
یا اس محدث کے قول کو جسپر آپنے زور سے پنجہ مارا ہے تو اس واجب الاذعان فرمان کو کیا
کریں۔ خدا سے ڈر کر جواب دو سارے نبیوں کے سردار اور تمام راستبازوں کے سرتاج محمد عربی
صلواۃ اللہ وسلامہ علیہم اجمعین نے دو حکم الہی کی رو سے اسی زمین پر بود وباش فرمائی اور بچپن
وجوانی و بڑہاپا وغیرہ انکے تغیرات سے متاثر ہوتے رہے تو وہ کون ہے جو آپ سے بڑھکر ہو جسکی خاطر

خدائی تعالی اپنے وعدہ اور خبرون مین تخلف کو جایز رکہے ای محجیب خدا سے ڈر اور قران شریف
وصحیح حدیث متفق علیہ کے بالمقابل آئین شایئن بکواس منہ سے مت نکال۔ ورنہ یار کہہ کہ عوام
کی استرضا اور احکام الہی کے اخفائی مین ضرور پکڑا جائیگا۔ ع من انچہ شرط بلاغست باتو می گویم
تو خواہ از سخنم پند گیر خواہ ملال۔ محجیب کے کمال مین سے ایک یہ بہی ہی کہ وہ تمام انبیائی سابقین کو امتی
قرار دیکر تمام کلیات وجزئیات مین خاتم الانبیا کا محض تابع اعتقاد کرتا ہی۔ اور اتنا نہین سمجہتا کہ
وہ حضرات اموات وغیر مکلفہ ہوکر اور فرمان الہی وما ارسلنا من رسول الا لیطاع
باذن اللہ کی روسی متبوع ومقتدی کہلاکر اور قبرون سی نکلکر خاتم الانبیا علیہ الصلوۃ والسلام
کی پیروی ہمارے برابر کیونکر کرسکتے ہین۔ ہم اس بحث کو آیندہ چلکر ذرا زیادہ وضاحت سے بیان
کرینگے حضرت محجیب کو اپنے باپ کے لیے سروپا بات پر (کہ وہ دوامی خضر والیاس ہین) بڑا ناز تہا
اسلئے انکا لقب محقق رکہا ہی یہان انکی تحقیق کی قلعی کہل چکی ہی۔ دیکہنا اب کیا لقب انکے لئے
تجویز ہوتی ہی۔

قولہ خوشی وشادمانی ہی اس عیش کیلیے جو بعد نزول عیسی علیہ الصلوۃ والسلام ہوگا آسمان کو
اذن ہوگا کہ برسے اور زمین کو حکم ہوگا کہ اوگے یہانتک کہ اگر تو اپنا دانہ پتہر کی چٹان پر ڈالدے
تو وہ بہی جم اوٹہیگا اور یہانتک کہ آدمی شیر پر گذریگا اور وہ اوسے نقصان نہ پہونچائیگا اور سانپ
پاون رکہدیگا اور وہ اوسے مضرت ندیگا۔ نہ آپسمین مال کا لالچ رہیگا نہ حسد نہ کینہ۔

اقول یہہ پیشگوئی مسیح موعود کی زمانہ کی خبر دیتی ہی بحمد اللہ آج سب کے سامنے پوری ہو چکے ہین اس حدیث مین
اشارہ ہی کہ مسیح موعود کا زمانہ نہایت آسایش وامن کا ہوگا کوئی شریر ظالم طبع کسی پر ظلم کرنے نہ پائیگا
باگ بکری ایک گہاٹ سے پانی پئین گے یعنی تو دتی انسان ایذا دہی سے روکا جائیگا۔ دیکہو کہ یہ سلطنت برطانیہ
جسمین مسیح موعود نے نزول فرمایا ہی کیسا آرام وچین کا زمانہ ہی۔ اور اگر اس حدیث کو اپنی ظاہر معنی پر رکہین
تو سنت اللہ کی بالکل خلاف ہونیکے سبب مردود ٹہیریگی۔ خدا تعالی اپنی قدیم قانون کو کسیکی خاطر
ہمیشہ کیلیے بدل نہین سکتا لا تبدیل لسنتنا اللہ وحقائق الاشیا نا اسکے سچے واقعہ کی شرح
کو مسیح موعود کی زمانہ سی قیامت کے وقوع تک جو ایک ممتد زمانہ ہی منتشر وپراگندہ نہین کرسکتا۔ جب آنحضرت
تا خاتم خاص خاص مرسلون کے مبارک دنون مین شیر بکریون اور انسانون کو کہاتے رہی اور سانپون
کا زہر برابر اثر کرتا رہا۔ حتی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم ولخت جگر حضرت حسن وخلیفۂ اول سلام اللہ
علیہما پر زہر نے اپنا کام کرکے تاثیرات اشیای ودیعت الہی کو ثابت کر دیا ہی اور کبہی سخت پتہر کی چٹان

بلا آب و گل دانہ نہیں اوگا تو مسیح موعود جو بزعم مجیب حضرت عیسیٰ نبی ہیں اور آخر زمانہ میں امتی ہو کر
آسمان سے اتریں گے کیونکر انکے زمانہ میں ایسی مذہبی واقعات کے خلاف امید ہو سکتے ہے اور جبتک جناب
مسیح ابن مریم دنیا میں رہے تو کبھی ایک سال بلکہ یکماہ تک بھی ایسے نمونہ نمونہ دار نہیں ہوئے اور یہ قرآنی آیۃ
بھی اس دعوی کی مخالف ہے فمثله کمثل صفوان علیه تراب فاصابه وابل فترکه صلدا الآیۃ
خلاصہ آیۃ یہ ہے کہ جس سخت پتھر پر مٹی ہو تو کسی درخت کے اوگنے اور اوس سے بار ور ہونیکی امید ایک
خیالی فعل اور عبث کار ہے ہم تو اپنے مسیح موعود علیہ الصلوۃ من اللہ الودود کے مدح میں ایسا اطراء
نہیں کرنا چاہتے کہ جسپر قرآنی و حدیثی و سنت اللہ و سنت انبیا کے حملونکی زد پڑے۔ و نیز حرص و حسد
و کینہ کا استیصال سینوں کے سینہ سے محال عقل و نقل ہے ہم پہلے ثابت کر آئے ہیں کہ مسیح موعود کے زمانہ میں
بھی یہود و نصاری میں بغض و عداوت رہیگی اور قیامت کا قیام شریر انسانوں پر ہوگا تو پھر ان خبیث
لوگونکے وجود کیساتھ کینہ و عداوت و حسد کا ارتفاع قطعاً محال ہے کیونکہ انسان اپنی فعلوں کی ارتکاب
کے سبب شریر کہلاتا ہے۔ ہاں حضرت مسیح موعود کے خاص مریدوں میں یہ ناپاک قلبی امراض کو جگہ
نہ ملیگی بحمد اللہ ہم بچشم خود دیکھ رہے ہیں کہ جیسی محبت و اخوت و سچی ہمدردی اس سلسلہ عالیہ احمدیہ
میں ہے بتعداد دوسری اقوام و دیگر سلاسل میں شاذ و نادر پائی جاتی ہیں۔

قولہ انہیں کا مرد (ای یاجوج ماجوج) نہیں مرتا جبتک خاص اپنے نطفے سے ہزار شخص نہ دیکھ لے۔

اقول۔ لا حول ولا قوۃ الا باللہ یہ دعوی کسقدر دور از عقل و کسقدر مشاہدہ کے خلاف ہے اور
کہانتک قرآن کی فرمان کے برعکس ہے ہمنے تسلیم کیا کہ ایک مرد و ایک عورت کو بارہویں سال سے اولاد شروع ہوئی
اور ہر ایک سال میں ایک بطن سے بجا ایک لڑکی کے چار چار بچے نکلنے لگے تو سو برس میں تین سو باون بچے ہونگے
اگرچہ چھ چھ مہینے میں چار چار جننے لگیں تو سات سو باون ہوئے پھر بھی ہزار کی تعداد پوری نہیں ہوئی
اور اگر ہر ایک مرد کی بیس دس عورتیں ہوں اور لگاتار ہر سال ایک ایک بچہ جننے لگیں تو بھی
تعداد مذکور کی تکمیل میں کچھ کسر باقی رہ جاتی ہے۔ خدا تعالے فرماتا ہے و منکم من یتوفی و منکم من
یرد الی ارذل العمر لکیلا یعلم بعد علم شیئا و من نعمرہ ننکسه فی الخلق افلا یعقلون
ان دو آیتوں کا خلاصہ مضمون یہ ہے کہ بعض انسان بڑھاپے کے آنیکے پہلے ہی مرجاتے ہیں اور بعض لوگ
ارذل عمر کو پہونچکر بالکل انجان و بے سمجھ اور بچے بن جاتے ہیں کیا یاجوج ماجوج کے چار لاکھ گروہ
(جو مجیب کے عبارت بالا میں موجود ہے) میں سے ایک مرد پر بھی و منکم من یتوفی کا اثر پڑیگا
اور وہ ضرور ہزار شخص اپنے نطفے سے دیکھکر ہی مریگا حسب قانون الٰہی ارذل عمر تو ضرور آئیگی اور

ہر اعضا مین فتور بہی ضرور پڑیگا مگر بزعم مجیب زن و شوہر کے شہوانی مادہ اور انکے رجلیت شہوت مین کوئی فرق نہ پڑیگا تب ہی تو ہزار شخص بنکے باپ مان ٹہر ینگے ای ظاہر پرست حقائق الٰہیہ و معارف قرآنیہ سے بے نصیب علما خدا تمہاری حال پر رحم کرے تمہین نے ایسی ایسی بیہودہ بے سر و پا باتین لکہکر اسلام کو بدنام کیا اور غیر اقوام کو اچہی خاصے لاحل اعتراض کرنیکا موقع دیا ہے۔ المرآئو خذ باقراره
قولہ کیونکر ہلاک ہو وہ امت جسکی ابتدا مین مین ہون اور انتہا مین عیسی بن مریم اور بیچ مین میرے اہل بیت سے
اقول مولوی حامد رضا صاحب نے جس عمارت کو برسون کی جان فشانی و عرق ریزی سے قایم کی تہی اور عیسی و مہدی کو دو شخص بزعم فاسد قرار دیا تہا آہ آج اپنے ہاتہون سے گرا دی۔ اور صاف لفظون مین اقرار کر دیا کہ مسیح کا زمانہ آخر ہے اور مہدی کا درمیانی جسکا لازمی نتیجہ یہ نکلا کہ یہ دو کسیطرح ایک زمانہ مین جمع ہو نہین سکتے۔ شاید مولوی صاحب یہ فرماوین کہ اگرچہ مہدی مسیح موعود کے نزول کے وقت مر چکی ہونگی مگر خدا تعالی انکو زندہ کر کے حضرت مسیح کا سپہ سالار بنائیگا۔ ہم امید رکہتے ہین کہ مہربانی فرما کر اس مہدی کی مدفن کا نام و نشان بتلا دین تاکہ ہم بہی انکی زیارت سے مشرف ہوین۔ الحاصل آپ نے یہان اقرار صاف کر لیا ہے کہ دونو کا اجتماع غیر ممکن ہے۔ اور یہی مدعا تہا۔
قولہ منا الذی یصلی عیسی بن مریم خلفہ میرے اہل بیت مین وہ شخص ہے جسکے پیچہے عیسی ابن مریم نماز پڑہین گے۔
اقول ابہی آپ نے تین سطر کے پہلے کہا تہا ایک زمانہ مین مسیح ہونگے اور ایک زمانہ مین مہدی۔ تو مجیب صاحب ہی اپنی دہن کے پکے ہین۔ پہر یہی بیان دونون کو ہمعصر بنا دیا اور اس حدیث سے پکا ثبوت دیا کہ جسکے پیچہے حضرت عیسی نبی اللہ نماز پڑہین گے۔ لیکن میرے نزدیک اس حدیث کا صحیح معنی یہ ہے کہ مسیح موعود جسکے پیچہے نماز پڑہین وہ شخص رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت سے گنا جائیگا اور حدیث کے ظاہر ترجمہ سے بہی معلوم ہوتا ہے مگر در باطن اسکی کچہہ اور غرض ہے کیا ہی خوش نصیب ہے وہ انسان کہ جسکو امام وقت مسیح موعود مرزا غلام احمد صاحب قادیانی نے اپنا امام پنج وقتہ جمعہ بنا کر رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت مین شمولیت کا شرف بخشا ہو تم جانتے ہو کہ وہ کون صاحب ذی قسمت ہین وہ جناب مولوی عبد الکریم صاحب خوش الحان عارف ربانی ہین اور امام عیدین حضرت حکیم الامتہ مولوی حافظ حاجی نور الدین صاحب ہین جنکے علم و کمال کا شہرہ والی کا ایک عالم قائل ہے اس حدیث مین صاف اشارہ ہے کہ مسیح موعود کا نزول درحقیقت بروزی رنگ مین رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ہی نزول ہے۔ اسی لئے تو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

مسیح موعود کو امام [illegible] بہشت میں شمار کیا ہے اور مسیح موعود کو اپنی نفس نفیس کا قائم مقام ٹھہرایا ہے

قولہ حضرت عائشہ صدیقہ [illegible] یا رسول اللہ مجھے اجازت دیجیے کہ میں حضور کے پہلو میں دفن کی

جاؤں فرمایا بھلا اسکی اجازت میں کیونکر دوں وہاں تو صرف میری قبر کی جگہ ہے اور ابوبکر و عمر و عیسے

[illegible] علیہم الصلوٰۃ والسلام

اقول [illegible] صحیح بخاری وغیرہ صحاح کی روایات سے متعارض ہے انمین لکہا ہے کہ حضرت عمر فاروق نے

مرض موت مین [illegible] عبداللہ کو ام المومنین عائشہ کے پاس بہیجکر بعد سلام کہلوایا کہ اگر آپ کی اجازت ہو تو مین

رسول خدا کے پہلو مین دفن کیا جاؤن حضرت صدیقہ نے فرمایا کہ مین نے تو اپنے لئے اس جای کو پسند کیا تہا

جب آپ درخواست کرتے ہین تو مین اپنے پر آپکو پسند کرتی ہون اور ترجیح دیتی ہون اگر یہ روایۃ اور یہ بات صحیح

ہوتی تو نہ حضرت عمر کو اجازت و التماس کی حاجت پڑتی بلکہ یاد دہی بس تہی اور نہ ام المومنین کی یہ شان

ہے کہ صاف جواب ملنے پر بہی وہان دفن کا ارادہ مصمم کرکے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مخالف

بنتین غرض اپکی یہ روایۃ اعتبار کے قابل نہین ہے اور نہ ایسی قوت رکہتی ہے کہ بخاری شریف جیسی معتبر کتابون

سے ہم پلہ ہو سکے۔ رہا مسیح موعود کا وہان دفن۔ نہین معلوم کہ یہ روایات اپنے ظاہر معنی پر پوری ہوتے

ہین یا اپنے اندر کوئی استعارہ و تاویل رکہتی ہین کیونکہ یہ پیشگوئی ہے والعلم عنداللہ۔

قولہ عیسے بن مریم اترینگے نمازین پڑہینگے جمعے قائم کرینگے

اقول جمعہ تو اب بہی قائم ہے شاید انکے وقت مین بند ہو گیا ہوگا۔ ہمین حیرت ہے کہ نزول کے وقت جب

کروڑہا مسلمان موجود ہونگے تو جمعہ کے بند ہو جانیکا گمان تو وہم ہی تو ہم ہے لیکن ہمارے نزدیک تصلی الصلوات

ویجمع الجمع کا یہہ ترجمہ اچہا معلوم ہوتا ہے کہ کئی نمازون کو جمع کرکے پڑہے گا اور جماعت کو یکجا کریگا کیونکہ

دوسری ایک مشہور روایۃ مین و یجمع لہ الصلوٰۃ آیا ہے یعنی مسیح کی خاطر نماز جمع کی جائیگی دین کی ایسی شدید

ضرورت کامون مین مشغول ہوگا کہ بلا مرض و سفر بہی اسوقت سکے لئے نماز کی جمع جائز ہو جائیگی اور یہہ

اسکی فضیلت و خصوصیت مین داخل ہے۔ چنانچہ حضرت اقدس مسیح موعود نے اعجاز مسیح تفسیر سورہ فاتحہ کی

تحریر فرمائی وقت ظہر و عصر کو جمع کرتے تہے اور ایسا ہی مغرب و عشا مین اور اسی زمانہ مین یہہ عاجز بہی انکی

خدمت کے ساتھ تجدید بیعت کے لئے حاضر ہوا تہا۔

قولہ قیامت قائم ہوگی یہانتک کہ عیسی بن مریم علیہما الصلوٰۃ والسلام کوہ رفیق کی چوٹی پر نزول نہ فرماوین

اقول مجیب کے ہوش و حواس ٹہکانے نہین ہین کہین تو اپنے خیالی مسیح کو منارہ دمشقی پر اوتارتے ہین

اور کہین بیت المقدس کے پاس اور کہین مسلمانون کی جماعت مین اور کہین کوہ افیق پر ہی نہین

نہین معلوم ایک انسان آسمان سے اترتے ہوئے ایک ہی آن مین اتنے مختلف مقامون پر کیونکر اتر سکتا ہے
ع ۔ شد پریشان خواب من از کثرت تعبیرہا ۔ مجیب کو اسکا جواب اسکے مذاق کی رو سے بہت آسان ہے
کہ خدا تعالی مین قدرت ہے کہ ان مختلف مقامون کو کھینچ تان کر سب کو ایک جگہہ کر دے جس سے یہہ روایات
بہ تمامہا صحیح ہو جائین ۔ مگر چونکہ اسکے پہلے موت مسیح و نزول مسیح و رفع مسیح علیہ السلام کا ذکر بصراحت آچکا ہے اسلئے
اب اس جواب کے ملنے کی چندان امید نہین ہے ۔ غیرت مند سمجھہ دار انسان ہین ۔
قولہ سردست بلا قصد استیعاب تینتالیس حدیثین ہین جنمین ایک چہل حدیث پوری حضور پر نور سید المرسلین
صلے اللہ علیہ وسلم سے ہے ۔
اقول ناظرین غور فرماوین کہ مجیب نے جس آیۃ کو قطعیۃ الدلالت و صریحۃ الدلالت کہکر حیات مسیح بن مریم ثابت
کرنے چاہا تہا اس مین اسقدر دیگر احتمالات پیدا ہوگئے کہ جس سے استدلال باطل ٹھیرا اور نیز مجیب کے ترجمہ مین جو جو
قباحتین پیش آئی ہین انکا مختصر ذکر بھی کیا گیا اور حدیث کی طرف توجہ کی تو بلا قصد استیعاب (۴۳) احادیث
اندہادہند نقل کر ڈالین جسکا مختصر جواب پیش خدمت ہوچکا ہے ۔ مردہ کو دوبارہ دنیا مین آنیکو جائز رکہا تہا اور
یہہ انکا آخری حیلہ تہا اس باب مین ہماری طرف سے جو مبسوط و مدلل تحریر پیش ہوئی ہے اسکا بھی موازنہ فرماوین
ان مولوی کو نہ قرآنی تعارض کا ڈر نہ احادیث کی تخالف کی پروا اقوال جمع کرکے عوام کے سامنے رکہہ دینا انکا
کام ہے ۔ اور بس ۔
قولہ ۔ قولہ تعالی انہ لعلم للساعۃ یعنی مریم کا بیٹا علم ہے قیامت کا یعنی انکے نزول سے معلوم ہوجائیگا
کہ قیامت اب آئی ۔
اقول جاننا چاہیے کہ مشہور قراءت جو تمام قرآن شریف مین درج اور متلو ہے وہ لعلم بکسر عین ہے اور لفتح
عین والام ایک قراءت شاذہ ہے پس ہمین کیا ضرور ہے کہ قراءت متواترہ کو چہوڑکر دوسرا دہب میں بھٹکتے پہرین ۔
ناظرین انصاف کرین کہ مجیب نے اس آیۃ کریمہ سے کہان سے نزول کا معنی پیدا کیا ۔ یہہ تحریف معنوی اسکے
حق مین کیونکر جائز ہوگی کسی ذی علم پر مخفی نہین ہے کہ مصدر کبھی اسم فاعل کی معنی مین آتا ہے اور کبھی اسم مفعول
کے ۔ اسم فاعل کی صورت مین یہہ ترجمہ ہوگا کہ مسیح بن مریم قیامت کے عالم ہین یعنی انکو احوال قیامت و حشر
نشر کا علم حاصل ہے اس سے نزول و حیات کسطرح سمجہا گیا اور اسم مفعول ماننے کی صورت مین یہہ ترجمہ ہوگا
کہ ابن مریم قیامت کے لئے معلوم ہین ۔ محض غلط ہے جبر حیات و نزول کا اعتقاد بنا الفاسد
علی الفاسد ہے اور اگر مبالغہ کہین کہ ابن مسیح قیامت کے لئے علم ہین یعنی اسکے بڑے عالم ہین تو بھی مضائقہ نہین
اس ترجمہ سے بھی مدعا مجیب حاصل نہین ہوتا ۔ اور اگر قراءت شاذہ کو بھی اختیار کرین تو بھی کس طرح

حیات جسمانی مسیح علیہ السلام ثابت نہین ہوئی اسوقت یہہ ترجمہ ہوگا کہ یہ مسیح ابن مریم قیامت کے ایک نشان ہین پس
تم قیامت کے آنے مین شک مت کرو یعنی انکے بن باپ کے پیدائش دلیل اسبات کی ہی کہ خدائے تعالی قیامت مین اسی
طرح مردونکو زندہ کریگا اور نیز بغیر ظاہری اسباب کے وجود مین لائیگا۔ حاصل یہ ہی کہ حضرت مسیح کے زمانہ
مین ایک صدوقی قوم قیامت کے وجود کی منکر ہوگئی تھی اسلئے خداوند تعالی حضرت مسیح کو بے باپ پیدا کرکے
یہہ ثابت کیا کہ اسی طرح بلا رعایت اسباب کے سب مردون کو حساب لینے کے لئے پیدا کردینگے یہ اسکا نمونہ ہے
اس سے بہی حیات کا ثبوت نہین ملتا۔ نزول کا پتہ نہین لگتا اور یہہ خیال کرنا کہ خدائیعالی حضرت مسیح کے
زمانہ کی یہود کو فرمایا کہ یہ مسیح قیامت کے قریب پہر آئیگا اسلئے کہ نشان قیامت ہے۔ سراسر لغو اور پوچ دلیل ہی
اسواسطے کہ اسوقت کی یہود کو کیا فائدہ۔ جبکہ انکی وسوسہ کا کوئی علاج نہوا اور وہ دنیا سے قیامت کے انکاری ہوکر
گذر گئی جو دلیل و نشان بعد مرگ مخالف پیش ہو تو بہلا ایسے نشان سے میت کو کیا نفع۔ اور یہہ طرفہ ہے
کہ انہ لعلم للساعۃ کی متصل فلا تمترن بہا وارد ہی۔ جبکا یہہ معنی ہوا کہ اے یہود صدوقی تم قیامت کے آنیمین
مت شک کرو اسلئے کہ یہہ مسیح آخر زمانہ مین قیامت کے قریب نشان قیامت ہوکر آئیگا۔ کیا اس سے یہودیون کی تشفی
ہوسکتی ہی اور اس بیان سے یہودیون کو موقع اعتراض نہین ملتا کہ دلیل و علامت کے پہلے کیونکر ہم وجود قیامت پر
ایمان لائین۔ من جانب اللہ یہہ استدلال کیا ہوا سراسر خلاف عقل ہی ہوئی [illegible] ہی شکایت کر
دور ہوسکتا ہی کیا اتمام حجت کے یہی طریقی ہوتی ہین کہ تم ہماری بات پر یقین کرلو اسکی دلیل و نشان تمہاری مرنیکے
بعد ظاہر کردینگے ہذا العجب العجاب۔ ہم پہر مکرر کہتے ہین کہ یہہ ترجمہ اور اسپر یہہ فساد و قباحت لفظ لعلم کو بفتح
عین و لام پڑہنے پر وارد ہوتے ہین جو داخل قران نہین ہی ایک قرارت شاذہ ہی جسکا رتبہ خبر آحاد سے کچہہ بہی
بڑہکر نہین۔ اسکی طرف توجہ کو مبذول کرنا دانش مندی کی خلاف ہے اور طرفہ یہ ہی کہ توجیہ سے بہی کوئی
عمدہ نتیجہ نہین نکلتا کیونکہ یہہ تمام لغو تیرہ ابحاث جو گذری اس صورت مین ہین کہ انہ کی ضمیر کو ابن مریم کی
طرف لوٹائی جاوی ورنہ بقول صحیح اس ضمیر کا مرجع قران ہی جسکا ذکر اسکی پہلے متعدد مقام پر آیا ہی۔ اب
ترجمہ یہہ ہوگا کہ قران قیامت کا بڑا عالم ہی اسمین شک نہین کہ قران مجید نے حشر اجساد کی مسئلہ کو بڑی بڑے
زبردست دلائل پیش کرکی ایک نظری شی کو بداہت کے رنگ مین دکہلایا ہی اور منکرون کو بہت سے نظائر
بدیہہ بتلاکر حشر اجساد و بعثت بعد الموت کا اقبال لیا ہی۔ پس حق تو یہہ ہی کہ جس ترجمہ مین کوئی
قباحت عارض نہوا اور سیاق عبارت بہی اسکا موید ہو تو اسکا اختیار قرین انصاف ہے
اور اگر بطور تنزل پہلی ترجمہ کو جسمین بڑی بڑی اعتراض وارد ہوسکتے ہین بہی تسلیم کرلین تاہم مخالف
مجیب کا مدعا پورا ہوتے نظر نہین آتا۔ کیونکہ اذا جاء الاحتمال بطل الاستدلال۔

مشہور اصولی مسئلہ اسکا حامی ہی۔ اور ہم انہوں نے ترجیح پر غور کرتے ہین تو کوئی ایک ادنیٰ اشارہ بھی اس
ترجیح کی معین نظر نہین آتی بلکہ اسکے مخالفت کیلئے صدہا قرآنی و حدیثی دلائل گذر چکے اور ایک بہین
اسکے قلع قمع کیواسطے ستعد کہڑے ہین اور حضرت مسیح بن مریم کی احیاء ثانی اسکی نزول و رفع کے
خیالات کو جڑ سے اکہاڑ رہے ہین جسکا ذکر پہلے گذرا اور کچہ آئندہ آتا ہی۔ مولوی محمد بشیر صاحب بہوپالی بہی
ایک نظر اس بحث پر ڈالین کیونکہ انہوں نے اپنے رسالہ الحق الصریح مین نزول مسیح کا ثبوت اس آیۃ مین
دیا ہی اور سب جانتے ہین کیا ہی اور یہی صاحب اسی رسالہ مین بخاری شریف کی اس روایت (فاقول کما
قال العبد الصالح الخ) مین بڑا ہی دہوکا دیا ہی اور اپنی اس رسالہ مین بزعم خود حق بجانب
خود سمجھکر حمد الہی و شکر الہی بجا لاتے ہین تاکہ سامعین کو اسکی حقیقت پر یقین ہو جاوے۔ مگر یاد رہی کہ یہ انکی خوش
فہمی سراسر ابلہ فریبی ہی کیا کرین یہہ رسالہ مختصر ہی اور ہمارا تخاطب اسوقت ورسے ہی ورنہ بحولہ تعالیٰ ہم
انکی ایسی خبر لیتے اور انہی کی مسلک پر ایسا الزام دیتے کہ مولوی صاحب کی ساری شیخی کرکری ہو جاتی اور
حق تو یہہ ہی کہ ان مولویون کو امام آخر الزمان کے دلائل کے بالمقابل سوائے ابلہ فریبی اور دجالی تاویلات کے کچھ
بن نہین پڑتا۔ اس باب مین میرے نزدیک مولوی ثناء اللہ امرتسری کا نمبر سب سے بڑہا ہوا ہے جنہوں نے یہہ
تسلیم کر لیا کہ انسان ... قیامت تک ... تسلیم کرنیکے بعد ہی اور اگر ساعت سے ایک عظیم الشان امر مراد ہی ... تا ...
سی قہر الٰہی ایسون سی ... ہی تو اسوقت بالکل مطلع صاف ہے ہمین اچھی طرح یاد ہی کہ حضرت امام آخر الزمان
نے سیر کرتے ہوئے ایک سائل کی جواب مین اس آیتہ کی عجب تفسیر فرمائی جس سے حاضرین کو تشفی ہو گئی
کہ آجتک ہمنے اس نازک توجیہہ کو اسوقت کے سوا کبھی آپ سے نہین سنی غرض مین نے اسکو اپنی نوٹ
بک ... میرے محب مکرم مرزا خدا بخش صاحب نے اپنے کتاب عسل مصفیٰ مین درج کیا جسکو
منظور ہو اس کتاب مطبوعہ مین دیکہ سکتا ہے۔

قولہ مسئلہ ثالثہ سیدنا روح اللہ صلوات اللہ تعالیٰ وسلامہ علیہ کی حیات کہتے ہین اسکے
دو ... وہ زندہ ہین جسمی خلاف کریگا گمراہ کہ اہل سنت کے نزدیک تمام انبیاء کرام
علیہم الصلوٰۃ والسلام بحیات حقیقی زندہ ہین انکی موت صرف تصدیق وعدہ الٰہیہ کیلئے ایک آن کو
ہوتی ہی پہر ہمیشہ حیات حقیقی ابدی ہے۔

اقول ائی حضرت محب حیات حقیقی سے آپکی کیا مراد ہی اگر بعد مرگ تمام بشری و جسمی تعلقات سے الگ
ہو کر قربت الٰہی کے مقام مین دوام رہنا مراد ہی تو ہم بہی آپ کی رائے کے ساتھہ متفق ہین اور اگر حقیقی حیات
سے آپکی یہہ مراد ہو کہ جسطرح دنیا مین کہاتے پیتے ہین اور مدایت خلق کرتے ہین اور دینی و دنیوی امور

کو نجام دیتے تھے اسی طرح بعد موت اب بھی وہی حالت ہے تو اس راگ مین آپ منفرد ہین آیات قرآنی اسکے خلاف
ہین دوزی مشاہدہ اسکے خلاف جب تمام انبیاے کرام کے ساتھہ آپ حضرت مسیح کی موت کے قائل ہوئے تو اب میری
گذارش یہہ ہے کہ جسطرح تمام مرسلین کے اجساد مبارک بعد مرگ اسی زمین مین دفن ہوے اسیطرح جناب مسیح بن مریم
کا جسد شریف مرنیکے بعد زیر زمین کیا گیا یا نہین ۔ بصورت اولی نزول مسیح من السما بجسد العنصری باطل ٹہیرا کیونکہ
روح پر فتوح تو نورانی جسم لیکر اعلی علیین و جنت نعیم کو سدہارا اور یہہ جسم خاکی یہین کا یہین رہ گیا ۔ اس بیرح
جسم کی پرواز آسمان تو درکنار ایک بالشت بہر ممکن نہین اور اگر ممکن ہے تو جملہ انبیاے کرام کیلئے بہی ممکن ہونا چاہئے تہا
اور یہہ آپکے نزدیک بہی غیر جائز ہے ۔ پس حضرت مسیح کے جسد بلا روح جو زیر زمین دفن ہوا ۔ اسکے پرواز کی خصوصیت
کس بات سے ہے ۔ اور یون تو جسم مع الروح کا عروج بہی محال عقل کے خلاف و قانون قدرت کے خلاف مشاہدہ کے خلاف
اور آیات قرآنی و فرمان الہی کے خلاف ہے بصورت ثانیہ اگر دفن نہین کیا گیا تو پہر کیا ہوا آپ تو یہ کہنے والے
ہین کہ وہ پہر زندہ ہوکر آسمان پر چڑہ گئے مین پوچہتا ہون کہ اس جسد مین کونسی روح ڈالی گئی اگر کہو کہ
وہی روح ڈالی گئی تو یہ سوال ہوگا کہ پہر مردہ کرنے اور جسد کو بیروح بنانیکی کیا ضرورت تہی جس سے دو موت کا استحالہ
لازم آیا دوسرے حق تو یہہ ہے کہ اس آیۂ کریمہ (یا ایتہا النفس المطمئنۃ ارجعی الی ربک راضیۃ مرضیۃ فادخلی فی
عبادی وادخلی جنتی) کی رو سے خروج کے بعد پہر روح کا جسد کی طرف عود کرنا اور دنیا مین رہنا
یا آسمان کی طرف مع الجسد اوڑجانا محال ہے ۔ ترجمہ آیۃ یہہ ہے ای روح آرام تحقیق یافتہ اپنے رب کی
طرف لوٹ وہ تجہسے راضی اور تو اس سے راضی اور میرے بندون مین شامل ہوا اور میری جنت و آرام کے
مقام مین جا داخل ہو اگر کہو کہ دوسری روح اسمین نفخ کی گئی تو ہم پوچہتے ہین کہ اس سے پہلے کا جاننا
ہوا یا نہین ۔ اور پہر ہم پوچہتے ہین کہ کسکی روح ایسی جسد کے لائق ہے اسکے لئے پیغمبرونکی ارواح مین سے ایک
روح کی اشد ضرورت ہے ابہی معلوم ہوچکا ہے کہ ایسی مطہر ارواح قرب الہی و جنت خلد مین جاکر آتی
نہین وہین جارہتی ہین جیسے رجوع کا لفظ صاف دلالت کرتا ہے ۔ اس آیۃ مذکور سے پیدا ہے ثابت ہوا
کہ مرتے ہی روح مرد کامل جنت مین داخل ہوجاتی ہے اور آیت وما ہم منہا بمخرجین اور ہم فیہا
خالدون کا فیصلہ ناطق ہے کہ وہ پہر کبہی اسمین سے باہر نہین کیجاتی پس جب بقول شما ایک آن کیلئے انکی موت
ثابت ہوئی اور مرتے ہی داخل جنت ہوئے تو پہر کیونکر وہان سے نکلکر دنیا مین آسکتے ہین اسلئے کہ جنت سے خروج
قرآنی فیصلہ کی رو سے قطعاً ناجائز ہے کما مر وہو المدعا

قولہ دوسرے یہ کہ اتبک ان پر موت طاری نہین ہوئی زندہ ہی آسمان پر اوٹہا لئے گئے اور بعد نزول
دنیا مین سالہا سال تشریف رکہکر بعد اتمام نصرت اسلام وفات پاوینگے الخ ۔

اقول مجیب نے آیت وان من اہل الکتاب الا لیؤمنن بہ قبل موتہ اور نزول کے احادیث سے تمسک کرکے قبل موت رفع الی السماء ونزول من السماء کا اعتقاد جمایا ہے جسکا جواب تفصیلی اپنے اپنے مقام پر گذرچکا ہے بار بار اعادہ کی حاجت نہیں ناظرین چند ورق الٹ کر ملاحظہ فرماوین اور مقدمہ ثانیہ وثالثہ کا بہی مطالعہ ہو جسمین بحث نزول وبحث صعود بصراحت مذکور ہے۔

قولہ ہی تفسیر بسند صحیح دوسرے صحابی جلیل الشان ترجمان القرآن حضرت عبداللہ بن عباس رضی سے مروی ہے جن سے صحیح بخاری مین توفی موت منقول ہونیکا مخالف نے ادعا کیا تہا الخ۔

اقول مجیب نے بیچارے سائل کو یہان دہوکا دیا ہے ارشاد الساری بخاری کی شرح سے ایک قول ابن جریر نقل کردی ہے۔ اجی مولوی صاحب کہان اصح الکتب بخاری جسکا رتبہ کتاب اللہ کے بعد ہے اور کہان ارشاد الساری اور کہان تفسیر ابن جریر۔ آپکو شرم نہین آئی کہ ایسے جلیل القدر کتاب کے سامنے جسکی صحت پر ایک عالم کا اتفاق ہے۔ تفسیر ابن جریر کو جو ایک رطب ویابس روایات کا مجموعہ ہے پیش کرتے ہین جب صحیح بخاری کے ساتہہ صحیح مسلم ہمسنگ نہین ابوداؤد وترمذی ونسائی وابن ماجہ ودارمی وغیرہ کتب احادیث ہم پلہ نہین تو یہ کس شمار مین ہے۔ اور حال یہ ہے کہ امام بخاری نے ابن عباس رضی کے قول ممیتک کو مستحکم کرنیکے لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ایک ارشاد کو پیش کیا ہے جس سے موت ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم بصراحت ثابت ہے۔ کیا آپ اور آپکے ہمخیال ابن جریر کے قول کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مبارک ارشاد پر ترجیح دیسکتے ہین حاشا وکلا اسکے علاوہ متعدد آیات قرآنی جنمین صراحۃً واشارۃً وفات مسیح کا بیان ہے جنکو ہم اسکے پہلے ذکر کر آئے ہین اور انشاء اللہ آئندہ آگے چلکر خاتمہ مین بہی ذکر کرینگے امام بخاری کی روایات کی پشت پناہ ہین کوئی ہے کہ ایسے حصین حصین کے پناہ گزینون کے ساتہہ قوت زمائی کرسکے کیا ممکن ہے کہ کوئی ان فولادی پنجون مین اپنا چوبی پنجہ ڈالکر بازی جیت جائے۔

قولہ انی متوفیک قابضک رافعک الی من الدنیا من غیر موت۔

اقول مولوی صاحب نے ناحق دردسری کرکے اس قول مفسر کو اثبات مدعا کیلئے پیش کیا ہے جس سے ہمارا ہی مدعا نکلتا ہے اسلئے کہ قبض موت کے معنی مین آیا کرتا ہے بشرطیکہ ذوالعقول مین مستعمل ہو لفظ ہم ذیل پر غور کرو ما قبض اللہ تعالی نبیا الا فی الموضع الذی یحب ان یدفن فیہ۔ رواہ الترمذی۔ ما مات نبی الا دفن حیث یقبض۔ رواہ ابن ماجہ۔ ثم یرسل اللہ ریحا باردۃ فلا یبقی علی وجہ الارض احد فی قلبہ مثقال ذرۃ من خیرا

[illegible]

والایمان الا قبضنہ حتی لو ان احدکم دخل فی کبد جبل لدخلتہ علیہ حتی تقبضہ
رواہ مسلم۔ حضرت عمر فاروق کی دعا جبکہ حج سے لوٹے ہیں یا اللہ میں کمزور ہو گیا اور کبر سن کو پہونچا
میری رعایا زمین پر پہیل گئی ہے فاقبضنی الیک دیکہو موطا مالک وغیرہ اور امام بخاری کی دعا اللہم
قد ضاقت علی الارض بما رحبت فاقبضنی الیک مشہور اور زبان زد خلائق ہے۔ ان مقاموں
میں قبض موت ہی کے معنی میں آیا ہے۔ عن ابن مسعود قال لما قبض رسول اللہ صلی اللہ علیہ
وسلم قالت الانصار منا امیر ومنکم امیر الحدیث رواہ النسائی وابو یعلی و
الحاکم یعنی جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قبض کئے گئے یعنی جب وفات پائی تو انصار نے کہا
کہ ایک امیر ہماری طرف سے مقرر کیا جائے اور اے مہاجرین ایک امیر تمہاری طرف سے ان نظائر سے
قطع نظر یہ لفظ توفی محاورہ عرب میں سوائے قبض روح کے تام ہو یا ناقص جیسے موت و نیند میں دوسرے
معنی کیلئے ہرگز مستعمل نہیں ہوا اور یہ لفظ بیس مقام سے زیادہ کلام پاک میں خدا نے صرف قبض روح کے
معنی میں استعمال کیا ہے جسکا جی چاہے قرآنی اصطلاح کو اپنی ناقص رائے کے خلاف پاکر بدل دے مگر ہم
تو اسکی تفسیر اور اسکی اصطلاح کے دامن سے اپنی اعتقاد اور اپنے دل کو بطیب خاطر وابستہ رکہیں گے
ہمیں ان محاورات قرآنی اصطلاح قرآنی کے منحرفوں سے گمان غالب ہے کہ لغت کی سہر دیکر کے آج
نہیں تو کل ضرور صوم وصلوۃ کو محاورہ کتاب الہی کے خلاف معنی لیکر اپنے دل کو خوش کرینگے اور لغت
والی کا ثبوت دینگے۔ اسلئے کہ ہم نے اسی ایک لفظ توفی میں انکی ایمانداری اور خشیۃ اللہ کا نمونہ دیکہ
لیا ہے۔ لغات عرب میں صوم معنی گوبر شتر مرغ کے لکہا ہے اور آتش پرست و نصاری کے گہر جا کو بہی کہتے ہیں
اب ہمارے مخالف بہائی جو اصطلاح قرآنی کے مخالف ہیں آیۃ یا ایہا الذین امنوا کتب علیکم الصیام
کے اس ترجمہ کو بہر پسند کرینگے۔ کہ اے ایمان والو تمپر شتر مرغ کے گوبر کا استعمال واجب کیا گیا ہے اور گرجا
میں جانا لازم کیا گیا ہے۔ اور صیام کسی درخت کے سایہ میں آنا اور چپ رہنا۔ اور ہوا کا ٹہرنا۔ اور دو
پہر دن کا ہونا بہی لغت میں پایا جاتا ہے۔ اور ایک بد صورت درخت کا نام بہی ہے۔ اور صلوۃ بہی
حنا بندان سرین و بریان نمودن چیزے بر تابہ بہی آیا ہے۔ اب رہی بحث رافعک الی پر جو حاشیہ
زائد میں آپ بحث مقدمہ ثالثہ رفع پر ایک نظر ڈالئے جس سے اس حاشیہ زائدہ کی غلطی بخوبی کہلیگی
مرفوع الی اللہ سے مراد سوائے تقرب کے اور معنی لینا کمال احمق و الجہی ہے۔ جب ہماری دلائل
بالا سے توفی بمعنی موت ثابت ہوا تو اب ظاہر ہے کہ جس چیز کو قبض کیا ہے اسی کا رفع ہوگا نہ یہ کہ
موت کے ذریعہ روح کو تو قبض کریں اور جسم کو آسمان پر لیجا دیں کیا عند الموت روح کا رفع ہوتا

ہے یا جسم کا متفکر۔

قولہ تفسیرین و تفسیر فتوحات الیہ مین ہے انہ رفع الی السماء ثم یتوفی بعد ذلک العنصر ولد الی الارض وحکمہ بشریعۃ محمد صلی اللہ تعالی علیہ وسلم وہ آسمان پر اوٹھائے گئے اور اسکے بعد زمین پر اوتر کر شریعت محمدیہ صلی اللہ تعالی علیہ وسلم پر حکم کرکے وفات پائینگے۔

اقول ای حضرت مجیب خدا آپکے حال پر رحم کرے یہ کیا ظلم ہے۔ پہلے توفی کے ظاہر اور اصطلاحی قرانی معنی مین تحریف معنوی کی جب اس سے اطمینان قلب نہوا تو تقدیم و تاخیر کرکے تحریف لفظی کا نمونہ دکھلایا اور افصح الکتب و ابلغ النظام کلام مین اصلاح عبارت و تقدیم و تاخیر کرکے مصحح کلام ربانی بن بیٹھے۔ تقدیم و تاخیر سے بھی حسب مطلب نہ نکلا اور رفع کے ساتھہ ہی موت آن کھڑی ہونیکا ڈر کا پیدا ہوا تو بجائے واو کے حرف ثم کا لگا دیا جس سے تراخی کا معنی ثابت ہوجائے۔ اور اسقدر زمانہ ممتد ہوجائے کہ حضرت مسیح دو ہزار برس سے زائد آسمان پر خدا کی صفات مین حصہ یاب ہوکر پھر زمین پر تشریف لاکر چالیس برس کے بعد وفات پائین رفع الی السماء نہ قران مین ہے اور نہ کسی صحیح حدیث متصل مرفوع مین۔ پھر یہ کیا اندھیر ہے کہ ناقل و منقول عنہ سب اسی پر زور دیتے ہین۔ قران مسیح کی موت کو مختلف پیرایہ مین سمجھاتا ہے حدیث جداگانہ طرز سے مسیح کی موت کی خبر دیتی ہے دیکھو طبرانی و بخاری ما ثبت بالسنۃ وغیرہ اور معراج کی حدیث جو صحاح ستہ مین موجود ہے وہ تو حضرت مسیح کو حلقہ موتی مین شہلاتی ہے حضرت یحیی نبی کے ساتھہ جناب مسیح بن مریم کی نشست و برخاست اور قیام اسکے بغیر نہین کہ دونو حضرات ایک ہی رنگ مین رنگین ہین۔ بعد مرگ دونو کو نورانی جسم ملا ہے جسکو کھانے پینے پیشاب پخانہ وغیرہ حوائج کی کوئی ضرورت نہین پڑتی۔ اگر کہو کہ عیسی نبی اللہ علیہ السلام اسی جسد عنصری کے ساتھہ آسمان پر تشریف فرما ہین۔ تو بتلاؤ کہ زندہ بجسدہ العنصری کو مردہ سے کیا تعلق اور کیسی موانست اور پھر یہ بھی بتلاؤ کہ خاکی جسم اور تمام تعلقات بشری کے اشد محتاج کا انجام مرام موتی کی زمرہ مین بیٹھکر کیونکر ہو سکتا ہے۔ دو ضد کیونکر یکجا جمع ہو سکتے ہین۔ کوئی ہے کہ روایات صحیحہ کی رو سے ان دو بزرگوار کی جسم و حالات مین تفاوت مین ثابت کرسکے ہرگز نہین۔ پس عدم تفاوت حالت اور باہم موانست و تعلق یہ شہادت دیتے ہین کہ عیسی علیہ السلام مر چکے ہین اور بعد مرگ انہین نورانی جسم ملا ہے۔ اسی لئے تو موتی کی جماعت مین تشریف فرما ہین مگر یہ حضرات ہین کہ حسب خیال عیسی علیہ السلام کو آسمان پر چڑھائے بغیر چین نہین لیتے۔ بات تو یہ ہے کہ انکو ہر طرح سے امداد مذہب نصاری کی مرکوز خاطر ہے۔ اسلیئے انکی خدا کی زندگی و اقبال لازوال کی دعا گوئی کیا کرتے ہین شریعت محمدیہ پر حکم کرنا غرض ہے انکی حیات جسمانی و نزول من السماء پر جب موت کے قوی دلائل اور انکی مضبوط ڈوریان جسمانی حیات کو جکڑتی ہوئی ہین جس سے کسی طرح ہل جل ممکن نہین تو نزول من السماء کے بعد شریعت محمدیہ

حکم کرنا معلوم شد۔ مجیب کی تفسیرین وغیرہ ہمارے نصوص قرآنی و حدیثی کے سامنے محض لاغر ہین۔

قولہ توفی کہتے ہین کسی چیز کو پورا لینے کو۔

اقول ہم بھی اسی کے قائل ہین کہ خدا تعالی نے حضرت عیسی کی روح کو پورا قبضہ مین کر لیا جس سے آپ جھوٹ
محال ہے بخلاف ہنود کی کہ انمین قبض تام نہین ہوا ہمارے امام علیہ الصلوۃ والسلام نے اس باب مین ایک
اشتہار دے رکھا ہے کہ اگر کوئی قرآن و حدیث و لغت و دیوان قدیم و جدید سے یہ ثابت کر دے کہ توفی کا [illegible] جسکا
اسکا فاعل اللہ تعالی اور اسکا مفعول کوئی ذی روح انسان ہو تو سوائے موت و قبض روح کے اور معنی بھی لیے گئے ہون
آیا ہے تو اسکو ایک ہزار روپیہ انعام دیا جائیگا۔ کہان ہین حاجی صاحب بٹالوی اور انکے ہم خیال مولوی صاحبان۔ ذرا
غیرت کو کام مین لا کر اس آسمانی صدا کی طرف کان لگائین اور مدعی کی پیاس بجھانیکے لیے مرد میدان بنین
اور اگر توفی بمعنی قبض تام اور پورا لینے کا ہو تو یہ ترجمہ بھی غیر موزون ہوگا کہ اے عیسی مین تجھکو پورا کرنے والا ہی
پوری عمر طبعی کو پہونچانیوالا ہون چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ ایکسو بیس کی عمر پا کر طبعی عمر کو پہونچکر کشمیر مین وفات پائی
سری نگر محلہ خان یار مین دفن ہوئے اب تک قبر موجود ہے جو عیسی صاحب اور شاہزادہ نبی اور یوز آسف نبی کی قبر سے
مشہور ہے۔

قولہ مجیب نے صفحہ ۳۰ مین حضرت عیسی علیہ السلام کو صحابی رسول اللہ بنانے مین کوشش کی ہے۔

اقول صحابی تو اسی وقت بنین گے کہ اسی جسد عنصری کے ساتھ آسمان پر چڑھ گئے ہون اور پھر کسی وقت آکر دنیا
کا صحیح پتا لگ سکے مگر آپ دیکھ چکے ہین کہ مجیب نے جس زینہ کو حضرت مسیح کے چڑھانے اور اتارنے کیلیے بڑی عرقریزی سے
کھڑا کیا تھا وہ سراب نکلا یا یون سمجھو کہ اسمین گھن لگ گیا اور اسکی ساری کوششین برباد ہو گئین اور جسے
کو اپنے اعتقاد کا تکیہ گاہ بنایا تھا اور اسی عمود فولادی سمجھا تھا آج وہ گھاس کی ٹٹی نکلی اگر آپکے ہماری طوفان
خیز دلائل یا بتغیر الفاظ یون کہو کہ ہماری شرر افشان کاری حربے سے یہ بودی کمی ٹٹی بچ نکلی تو آج نہین
تو کل ضرور یہ پرانی کہن خوردہ عمارت گر کر رہیگی۔ کسی نبی کو امتی قرار دینا جائز ہے یا نہین اسکی تفصیل
بحث قریب مین کرینگے اور یون تو مختصراً کچھ کر چکے ہین۔

قولہ صفحہ ۳۳ مین مسیح بن مریم کے دو موت کا انکار کیا ہے۔

اقول مجیب نے صـ۱۱ مقدمہ خاتمہ مین صاف طور سے اقرار کیا ہے کہ کسی نبی کا انتقال ہو کے دوبارہ تشریف آوری
کو محال نہین کر سکتا شاید وہان مدہوشی کا عالم تھا اب ہوش سنبھالا ہے غرض یہان مولوی صاحب ہمارے ہم کلام
ہو گئے مین اب انکو بھی ضروری ہے کہ چار آیات مذکورہ بالا مین جنمین احیاء اموات کا ذکر ہے تاویل صحیحہ کر کے
ان آیات کے موافق کر دینگے بلکہ عدم رجوع موتی کا بیان مختلف رنگون مین بصراحت موجود ہے۔ للہ درہ

السائل سے عدو شود سبب خیر گر خدا خواہد۔ خمیر مایہ دکان شیشہ گر سنگ است۔

قولہ یہان اگر وفات بمعنی موت ہو بہی تو یہہ روز قیامت کا مکالمہ ہے۔

اقول ہم اسکا جواب بڑی وضاحت کی ساتہہ خاتمہ مین لکہنے والی ہین۔ مخاطب ناظرین تہوڑی دیر صبر فرماوین مجیب صفحہ (۳۴) مین ماقبل کی کلام کا اعادہ کیا ہی جسکا جواب ہم ادا کرچکے ہین۔

قولہ صفحہ ۳۴ وفات بمعنی خواب خود قرآن عظیم مین موجود ہی۔

اقول ہمین کب انکار ہی ہم تو بار بار یہی کہتے ہین کہ توفی بمعنی قبض روح ہی تام ہو جیسے موت مین یا ناقص ہو جیسے نیند مین الحاصل نیند بہی ایک خفیف موت ہے المنام خفیف الموت النوم اخو الموت مشہور مقولہ عرب ہے۔ مجیب جیبان معنی نیند کا ہرگز جسپان نہین ہی اور اگر ہی تو تشریف لائی اور اس آیۃ کا ترجمہ فرمائی یا عیسیٰ انی متوفیک ورافعک الی ای عیسی مین تجہکو سولانی والا ہون اور عزت دینیوالا ہون۔ یا بزعم فاسد مجیب اور تجہکو اپنی طرف اوٹہانیوالا ہون کیا حضرت عیسی اس وعدہ الہی کے پہلے کبہی سوئی تہی یا نہین اگر سوئی تہے تو یہہ وعدہ عبث ہے کما لا یخفی اور اگر کبہی انہین ارام لینے کا اتفاق نہین ہوا تہا تو خدا تعالی برخلاف جملہ عالم انہین ساری عمر تکلیف مین رکہا دہو مذموم اور یہہ بہی فرمائی کہ یہہ وعدہ کب پورا ہوگا زمین مین یا آسمان مین یا نزول من السماء کی بعد پہر یہہ بہی بتلائی کہ جب حالت خواب مین خدا وند عالم نے انکی روح کو اپنی قبضہ مین لیا تو جسم کا رفع کیونکر متصور ہو سکتا ہی کیا کبہی آپنے دیکہا ہی کہ حالت نیند مین جسد عنصری بہی روح کی ساتہہ غائب ہو جایا کرتا ہی اور بستر خواب پر پڑا نہین رہتا حیرت ہے کہ نیند مین تو روح کو قبض کری اور جسم کو اوٹہا کر آسمان پر لیجائی اور سے امہی جیب مجیب آیۃ وعدہ کو آیۃ ایفا کی ساتہہ ربط دیکر ترجمہ سی حظ اوٹہائی وہ یہہ ہین یا عیسی انی متوفیک فلما توفیتنی کنت انت الرقیب علیہم۔ ای عیسی مین تجہکو سولانیوالا ہون۔ ایفائی وعدہ مین حضرت مسیح ابن مریم فرماتی ہین کہ ای رب جب تونی مجہے سلادیا تو تو ہی میری قوم کا محافظ تہا۔ کیا اس آیۃ مین دونو حضرات کے باری باری پہرا دیتا اور قوم کی نگرانی کرنیکا ذکر ہی کہ جب عیسی سونی لگین خدا کی نگرانی کی باری آوے اور جب جاگتی رہین تو خود ہی نگران تہا ہے۔ تعالی عند رشانہ الکریم صـ۲۹ مین حضرت کی ساتہہ تین وعدہ الہی کا ذکر کیا ہی اور وعدہ رابعہ کا نام تک نہین لیا سراسر خیانت ہے۔ چوتہا وعدہ جو فوقیت مسیح علی الکفار ہی اسلئے عمداً ترک کیا ہی کہ اس سی ایک سخت ضرب انکی اعتقاد کی وجود پر پڑتی ہی اور انشاء اللہ خاتمہ مین اسکی تشریح آئیگی۔

قولہ۔ اگر معنی آیت یہی ہون کہ مین تمہین موت دونگا اور بعد موت تمہاری روح کو آسمان پر اوٹہا لونگا تو اس سوا اسکی کہ انہین موت کا پیغام دیا گیا اور کونسی بشارت تازہ ہے۔

اقول۔ ہماری مولوی صاحب کو یہی دہن ہی کہ عیسی نبی صاحب کسی طرح آسمان پر چلے جائین۔ انہین بار بار سمجہایا گیا

کہ مرفوع الی اللہ کا معنی آسمان پر جانیکا نہیں ہے اور مزید تفہیم کیلئے ایک مقدمہ جداگانہ لکھا گیا مگر ہماری حضرت
ہیں کہ وہی رفع الی السماء وہی نزول من السماء کا وظیفہ ورد زبان ہے۔ مجیب کو اصل واقعہ اور کتب سابقہ سے
چونکہ بیخبری ہے اسلئے بیہودہ مہمل تکلم ہے۔ اصل حقیقت یہ ہے کہ جب عیسی علیہ السلام نے نبوت کا دعوی کیا اور کہا کہ میں وہی
نبی مسیح موعود ہوں جسکی تمہیں انتظاری ہے۔ علماء یہود نے کہا کہ مسیح منتظر جب آئیگا کہ ایلیا نبی اسکے پہلے آسمان سے اترے
ابھی تک تو وہ نہیں آیا پھر تم کیونکر مسیح موعود ہو سکتے ہو حضرت روح اللہ نے کہا کہ آنیوالا تو آگیا وہ یحیی زکریا کا بیٹا ہے یہ سن
یہودی مولوی بڑے بگڑے اور کہا کہ یہ توریت کا محرف ہے اسمیں صاف لکھا ہے کہ ایلیا آسمان سے آئیگا اور یحنا تو زکریا کے گہر
پیدا ہوا ہے پس یہود نے اتفاق کیا کہ اس ملحد محرف توریت کو سولی دیدیجائے جس سے اسکی نبی ہونیکا دعوی بھی غلط
ہو جائیگا اسلئے کہ توریت کا حکم ہے کہ جھوٹا نبی سولی پر لٹکتا ہے اور جو صلیب پر لٹکایا جاوے وہ لعنتی ہوتا ہے المختصر یہودیوں
نے یہ منصوبہ باندہکر قیصر روم کی عدالت سے بجبر و قہر سولی پر چڑہانیکا حکم نکلوایا اور معاذ اللہ مسیح کو لعنتی موت سے مار کر اسکی
روح کو خداتعالی کی درگاہ میں مردود بنانیکا مصمم ارادہ کرلیا تب حضرت مسیح نے جناب باری میں گریہ وزاری شروع کی
اور ایلی ایلی لما سبقتانی کہکر رحمت و فضل الہی کو اپنی طرف جذب کرنے لگے۔ انکی دعا مقبول ہوئی اور خدا نے صلیبی موت
سے بچا کر کشمیر میں پہونچایا اور یہاں ایکسو بیس برس (۱۲۰) کی عمر پاکر اپنی طبعی موت سے مر کر مرفوع الی اللہ و مقرب بارگاہ
ہوئے پس ترجمہ اس آیت کا یوں ہوا کہ ای عیسی مت گہبرا میں ہرگز تجھکو صلیبی موت و لعنتی فوت سے نہ مارونگا یہ کافر کبھی اپنی
مرادمیں کامیاب نہوںگے میں تجھکو طبعی موت دیکر تیرے رتبہ کو بلند کرونگا اور تجھے اس الزام سے پاک کرونگا اور قیامت تک
تیرے متبعین کو تیرے منکرین (یہود) پر غالب رکھونگا تمام ہوا ترجمہ آیۃ کا۔ فرمائیے حضرت اب بھی تسلی ہوئی یا نہیں یہ بھی
کوئی عمدہ بشارت تازہ ہے یا نہیں اگر یہاں رفع سے مراد رفع درجات و رفع روحانی نہیں ہے رفع جسم مراد ہے تو فرمائیے
یہودیوں کے الزام کا جواب قرآن میں کہاں اور کس جگہہ ہے یاد رکہو کہ صرف یہودی مولویوں کے ناپاک منصوبوں کے دفع
کیلئے رفع و تطہیر خداتعالی نے عیسی علیہ السلام کے واسطے قرآن میں استعمال فرمایا ورنہ تمام اہل اسلام کے نزدیک
تمام انبیاء مرفوع الی اللہ مطہر و مزکی ہیں اسمیں حضرت مسیح کی کوئی خصوصیت نہیں ہے۔

الزام لطیف

مجیب نے آیۃ ذیل پر استدلال کرکے یہ نتیجہ نکالا ہے کہ مومنوں کی روح آسمان پر بلند ہوتی ہے دیکھو صفحہ ۴۴
ان الذین کذبوا بآیاتنا واستکبروا عنہا لا تفتح لہم ابواب السماء ترجمہ مجیب۔ بیشک جن
لوگوں نے ہماری آیتیں جھٹلائی اور انسے تکبر کیا انکے لیئے نہ کہولے جائینگے دروازے آسمان کے تو کافر کی روح آسمان پر نہیں
جاتی الخ یہاں حضرت مجیب نے تسلیم کرلیا ہے کہ جسم عنصری کا صعود اور اسکا رفع محال عقلی ہے جبھی تو ہم کے ہوتے
ہوئے صرف رفع روح کے قائل ہوئے۔ اور قضیہ پاک ہوا اور ترجمہ حسب مراد مجیب یہ ہوا کہ ای عیسی میں تیری

روح کو قبض کرنیوالا ہون اور تیری روح کو آسمان مدارج پر بلند کرنیوالا ہون۔ اس پہلی آیۃ کے ساتھ
الست بربکم قالوا بلی کی تلاوت کیجئے تو اور تقویت پیدا ہو جاتی ہے اگر آپ ہٹ دھرمی پر آجائین اور آیۃ ماہا البحث
سے رفع جسم الی السماء مراد لین تو اسکے قطع نظر کہ رفع الی اللہ تقرب و رفع درجات کے معنی مین قطعی ہے آپ پر واجب ہوگا
کہ تمام مومنین کے احیاء کو بہی آسمان پر جانیکا اعتقاد کرین اور آیندہ اُنکے لیے بہی ناخنون تک زور لگائین احتمال ہے
کہ کوئی انکہ کا اندھا گانٹھ کا پورا اپکے دام مین آپہنسے۔ بڑے تعجب کی جگہ اور بڑے حیرت کا مقام ہے کہ جس آیۃ مین سماء
کا لفظ بصراحت موجود ہے وہان رفع جسم ممتنع ہو اور رفع روح کا یقین کیا جائے اور جہان لفظ سماء مذکور نہی ہے وہان جسم
کے رفع الی السماء کو جائز کہا جائے لطف یہ ہے کہ مجیب نے اپنے جواب کا افتتاح بعد بسم اللہ اور قبل حمد اسی آیۃ سے
کرکے ہمارا ہاتہ بٹایا ہے اور اپنے پہلے قلم سے اپنا اورام حق کا ثبوت دیا ہے۔ ع این کار از تو آمد و مردان چنین کنند
قول ص ۴۶، ۴۷ کا خلاصہ یہہ ہے کہ کوئی نبی نبوت سے معزول ہوا اور نہ اعتقاد یا فرد وہ سب اللہ تعالے کے نبی ہین اور
ہمیشہ رہین گے اور ضرور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہین اور ہمیشہ امتی رہین گے اور نبی ہونے مین اور امتی ہونے مین
کوئی منافات نہین اور نہین جانتا کہ ایک عیسی روح اللہ پر موقوف نہین ابراہیم خلیل اللہ و موسی کلیم اللہ و نوح نجی اللہ
و آدم صفی اللہ و تمام انبیاء اللہ صلی اللہ علیہم وسلم سب کے سب ہمارے نبی اکرم سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی ہین اس
دعوی پر حدیث لو کان موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی اور آیۃ و اذ اخذ اللہ میثاق النبیین لما اتیتکم من
کتاب و حکمۃ ثم جاءکم رسول مصدق لما معکم لتومنن بہ ولتنصرنہ الآیۃ پر تمسک کیا ہے۔ اور
اپنے مخالفون کو برا بہلا کہا ہے اور اس استدلال پر بڑا ہی ناز کیا ہے۔
اقول و باللہ التوفیق اگر باعتقاد مجیب تمام مرسلین سابقین کو خاتم الانبیاء محمد رسول اللہ کا امتی تسلیم کر لین تو
یہہ مشکلات ذیل پیش آتی ہین۔ مشکل اول یہ سب پر ظاہر ہے کہ امتی وہی کہا سکتا ہے کہ جو ہر حالت مین اپنے نبی متبوع
کا تابع رہے کسیطرح کلیات و جزئیات مین سر مو فرق کرنیکا مجاز نہو یہہ تعریف ہمپر صادق آتی ہے اگر انبیاء کرام
کو ہمارے ہم سنگ بنائے ہو تو پہلے نبوت سے انہین معزول کرو۔ کیونکہ ایک نبوت مستقل تشریعی دوسری نبوت کی من کل الوجوہ
تابع ہو نہین سکتی اور ایسی شان رفیع رکہکر خادمی کا جوا گردن پر نہین اوٹہا سکتی خادم و مخدوم مین ضرور فرق ہے مالک
مملوک تابع متبوع مین ضرور فرق ہے نبی صاحب شریعت اور امتی مین ضرور فرق ہے یہہ دونو ضدین ایکجا جمع ہو
نہین سکتی کیا تمہین یاد نہین کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہین مجہکو یونس بن متی پر ترجیح مت دو یعنی من حیث
النبوت ہم دونو ایک رتبہ کے ہین۔ کبہی تمنے سنا ہے کہ ابوبکر عمر عثمان علی و دیگر صحابہ کرام علیہم الصلوۃ والسلام کے
لیے بہی اس قسم کا ارشاد ہوا ہے ہرگز نہین۔ انہین وجہی سے ہے کہ یہ امتی ہین اور وہ نبی کیا تمہین یاد نہین کہ شب
معراج مین جب رسول اکرم حضرت موسی سے آگے بڑہ گئے تو موسی نبی رو کر فرمانے لگے کہ اس لڑکے کی امت میری امت سے

بڑھکر بہشت مین داخل ہوگی۔ دیکھو صحیحین و سنن نسائی وغیرہ۔ بہلا عقل ایک لمحہ کے لئے باور کر سکتی ہی کہ امتی تابع اپنے
نبی متبوع کی کثرت گروہ پر گریہ اور رشک کرے اور اسکی امت سے اپنی امت کو متغائر بتلائے۔ حاشا وکلا۔ مشکل دوم
تابعداری واطاعت کیلئے شرط ہی کہ خادم و مخدوم ہم عصر ہون یا زمانہ مخدوم سابق ہو یہ کیسی اطاعت ہے کہ مخدوم
کا زمانہ ابھی عدم مین ہی اور خادم دو چار ہزار بلکہ چھہ ہزار برس پہلے اپنا دور عمر گزار کر چلدیا۔ مشکل سوم
کیا امتی کو ایسی ضخیم کتاب بھی دیجا سکتی ہی کہ اپنے ساری مطالب کا حل اسی سے کرے اور ایک ذرہ برابر اپنے نبی
متبوع کے احکام کا محتاج نہو۔ ہرگز نہین۔ پہر یہ کتاب توریت نبی متبوع کے پہلے کیون نازل ہوئی۔ مشکل چہارم
جو کتاب امتی تابع کو ملی نبی متبوع کی کتاب سے اکثر باتون مین معارض ایک چیز پر امتی عمل کرتا ہی تو اسکا نبی اسکے
خلاف مین کیا یہ عمدہ روش ہی کیا ایسی مخالفت سے امتی ماخوذ نہوگا۔ مشکل پنجم۔ نبی کی کتاب امتی کی کتاب کی
ناسخ کیون ہونا چاہئے۔ جب یہ برگزیدہ امتی اپنی نبی کے نقش قدم پر چلتا تہا۔ مشکل ششم۔ حیرت ہے
کہ امتی اپنے کو بہی رسول خدا کہتا ہی اور اپنے پیشوا نبی کو بہی اسی صفت سے یاد کرتا ہی کیا ہم ایسے سچے رسول کو گستاخ
کہہ سکتے ہین اور طرفہ یہ ہی کہ وہ امتی اپنے نبی کی آمد کی بشارت دیتا ہی نہین معلوم اپنے نبی کے آمد کی پہلے اسکے
احکام کی تعمیل کیونکر کرتا ہوگا۔ غور کرو اس آیتہ کو واذ قال عیسی بن مریم یا بنی اسرائیل انی رسول اللہ
الیکم مصدقا لما بین یدی من التورات و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد یاد کرو
جب عیسی بن مریم نے کہا ای بنی اسرائیل مین رسول خدا ہو کر تمہاری پاس آیا ہون اور توریت کا مصدق
ہون اور ایک رسول کی بشارت دیتا ہون کہ میری بعد آئیگا اسکا نام احمد ہی۔ اس آیتہ مین ایک بات اور
غور طلب ہے کہ حضرت عیسی نے ایک ایسی برابر امتی کی کتاب توریت کا ذکر کیا ہی اور اسکی تصدیق کی مگر حیرت کا مقام
ہے کہ اپنے نبی کی آمد کی ذکر کے ساتھ اسکی کتاب کا نہ نام لیا اور نہ اسکی تصدیق کی جو انکے لئے اشد ضروری
اور انکے ایمانیات مین داخل تہا۔ مشکل ہفتم قال اللہ تعالی لا نفرق بین احد من رسلہ یعنی ہم رسولون مین سے
کسی ایک کے درمیان فرق نہین کرتی ہین سب کو یکسان خدا کی فرستادی اعتقاد کرتے ہین۔ اس آیتہ مین دو
باتین پائی گئین۔ ایک تو خدا نے سبکو رسول و نبی قرار دیا دوسرے عدم تفریق بینہم کا ارشاد فرمایا حالانکہ امتی
و نبی مین تفاوت بین چاہئے مساوات کیسی۔ مشکل ہشتم قران کی ماہر کو اس شہادت سے کبہی انکار نہوگا
کہ جتنے مرسلین پہلے گذری ہین۔ سبہون نے اپنے قوم کو جو ہدایت دی وہ صرف یہی تہی کہ انی رسول اللہ فاتبعونی
مین فرستادہ خدا ہون میری ساتھ ہو لو کسی ایک کے بہی منہ سے یہ نہین نکلا کہ مین فلان کا امتی ہون۔ اور
ساری باتون مین خاتم الانبیا کا محض تابع اور انکے احکام کا منقاد۔ بس کیا آپ ان حضرات پر اخفائی شہادت
و عدم اظہار امر حق کا جرم لگا سکتے ہین۔ اعوذ باللہ من ہذہ العقیدة۔ مشکل نہم جب خداوند

آمر نے اپنی تمام مرسلون و نبیون کو مقتدی و مطاع کر رنگ خطاب سے یاد فرماتا ہی تو کسکی مجال ہو کہ انہین مطیع و امتی بنانے کی جرات کر سکے قال اللہ تعالےٰ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ۔ یعنی ہم نے تمام رسولون کو مطاع بنا کر بھیجا ہے۔ حصر مین یہ اشارہ ہی کہ ہمارے مرسلان کسی وقت کسی کے مطیع ہو نہین سکتے۔ ہر ایک نبی اپنے زمانہ کا استقلالی صاحب شریعت ہے۔ جائے غور ہی کہ حضرت موسی علیہ الصلوۃ والسلام کے بعد جتنے انبیا گزرے ہین سب پر توریت کے حکم کی تعمیل واجب تھی مگر باین ہمہ کسی نبی نے حضرت موسی کو اپنا نبی اور اپنی ذات کو محض انکا امتی قرار نہین دیا۔ اور نہ موسی علیہ السلام نے آیندہ نبیون کو اپنا امتی فرمایا پس جو نبی سب نبیون کے پیچھے تشریف لاوے اور اسکی کتاب بھی سب کتابون کے پیچھے اترے جس سے اگلونکو اسکے احکام پر نہ چاہئے عمل کا موقع ملا ہوا ور نہ انہین اسکا علم ہو تو وہ بھلا کسطرح اگلونکا نبی اور اگلے لوگ کیونکر اسکی امتی قرار پاسکتے ہین۔ مشکل دیہم قرآن کے پڑھنے والون سے پوشیدہ نہین ہی کہ ایمان کا لفظ کئی مقام پر سچ سمجھنے اور ماننے کے معنی مین آیا ہی جس سے کیسطرح اسکے مصدق کو امتی نہین کہہ سکتے۔ ہم فی الحال ایک ایسی آیۃ پیش کرتے ہین جو الزام واسکات خصم کیلئے کافی وافی ہی قال اللہ تعالی آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ الایۃ محمدؐ رسول اللہ اور جملہ مسلمان قرآن کو مانتے اور اسکی تصدیق کرتے ہین۔ اور نیز یہ پیغمبر محمد (صلعم) و تمام مسلمان اللہ پر اور اسکی تمام فرشتون پر اور اسکے تمام کتابون پر اور اسکے اگلے تمام رسولون پر ایمان لاتے ہین یعنی ان سب کی تصدیق کرتے اور انکو برحق اور سچ سمجھتے ہین ہمارے اس دعوی کا ثبوت کتاب مجید کی اس آیۃ سے بھی بخوبی ملسکتا ہی قل لا تعتذروا لن نومن لکم قد نبأنا اللہ من اخبارکم الایۃ یعنی اے پیغمبر ان منافقون سے کہدو کہ جھوٹے عذر مت تراشو ہم ہرگز تمہاری باتون کی تصدیق نکرینگے اور سچ نہ مانینگے کیونکہ اللہ نے تمہارے اخبار سے ہمکو اطلاع دیدی ہی مجیب صاحب ذرا یہان اپنا ترجمہ کرکے دیکھیے ہمین یقین ہی کہ آپ اسوقت کوئی کونہ چھپاتے پھرینگے۔ چونکہ اس آیۃ بالا مین مثل آیۃ میثاق ایمان کا لفظ دو جگہہ موجود ہی اسلئے ہمارے مجیب صاحب کو بالضرور یہی ماننا پڑیگا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم مہبط وحی و صاحب قرآن پر ایمان لائے ہین اور اسکے امتی ہین اور وہ انکے نبی ہین جس سے افضلیت شی من نفسہ لازم آتی ہی اور نبی و امتی ایک ہی شخص قرار پاتا ہی جو بداہت محض لغو و بیہودہ خیال ہی و نیز قطعاً بخیال شما رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خدا کے امتی اور فرشتونکے امتی اور فرشتے انکے نبی اور نیز تمام انبیاء کرام کے امتی اور سارے انبیا ونکے نبی قرار پاتے ہین۔ آیۃ میثاق کی رو سے آپنے تمام انبیا کو محمد رسول اللہ خاتم الانبیا کا امتی بخیال خام تسلیم کیا اور یہ آیت باعتقاد شما اسکے برعکس فتوی دیتی ہی

ہے اور محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو تمام گذشتہ نبیون کا امتی ٹھہراتا ہی مجیب صاحب ہمین اس چیستان کا مطلب سمجہائی کہ زید عمرو کا مخدوم ہے اور عمرو بہی زید کا مخدوم ہے زید عمرو کا امتی اور جملہ امور مین محض اسکا تابع ہے اور نیز عمر بہی زید کا امتی اور جملہ امور مین محض اسکا تابع ہے اور زید عمرو کا نبی اور نیز عمر و زید کا نبی بینوا بالوضاحۃ و توجروا اور اس آیۃ سے بصراحت حسب رای مجیب یہی معلوم ہوا کہ جملہ مسلمان محمد رسول اللہ کی امتی ہین اور فرشتون کی بہی امتی ہین اور تمام انبیاء سابقین کے بہی امتی ہین اور من کل الوجوہ فرشتون اور نبیون کی منقاد امر ہین اور نیز امتی ہونے مین رسول خدا علیہ التحیۃ والثنا کی مساوی الرتبہ ہین ۔ ای ناعاقبت اندیش مجیب جا مدرضا بریلوی سمجہے ہنین معلوم کہ یہ ذلت بر ذلت الزام بر الزام جو تیری عائد حال ہورہی ہین کس وجہ سے ہے امر حق کی کتمان اور امام اخر الزمان سے بیجا مخالفت کا نتیجہ ہے ۔ توبہ کرو ورنہ تیری ایمان کا انجام بخیر نظر نہین آتا تلک عشرۃ کاملۃ اب مناسب معلوم ہوتا ہی کہ آیۃ میثاق کا اصلی ترجمہ کردیا ہے اور اسکے بعد حدیث مذکور بالا کا مطلب بیان کیا جائے جس سے ناظرین کو تسکین حاصل ہو اور مجیب بہی فائدہ اوٹھائے ترجمہ آیت ۔ یاد کرو اسوقت کو کہ جب خدا نے نبیون سے عہد لیا کہ مین نے تمکو کتاب و حکمت عنایت کی ہے پہر جب ۔ تمہارے پاس کوئی رسول آجاوے اور تمہاری کتابونکی تصدیق کرے اور انکو برحق سمجہے تو تمکو بہی چاہیے کہ ضرور اسکے نبوت کو مانو اور اسکی تصدیق کرو اور اسی برحق جانو اور ہر طرح سے اسکی مدد کرو آیندہ نبی کو ماننے اور اسکی نصرت کی تاکید اس شرط اور اس قید پر ہے کہ آنیوالا نبی ناصر ذکی کتاب کا مصدق ہوا مین یہہ راز معلوم ہوتا ہی کہ جہوٹا مدعی کبہی اپنے اگلے نبیونکی کتابون کو نہین مانتا اور کسیکی عزت کا اقرار نہین کرتا بخلاف سچے مدعی کی کہ عبودیت اسمین بہت غالب ہی ہے اور ساری گذشتہ نبیون اور انکی کتابونکی تصدیق کرکے اپنی سچائی اور راستبازی کو لوگونکے دلون مین جای گیر کردیتا ہے چنانچہ ایسا ہی ہوا کہ حضرت موسی نے حضرت ہارون کی نبوت کو مانا اور ہر دینی امور مین انکا ساتہ دیا اور دونون ملکر حسب ارشاد باری تعالی فرعون کی دعوت کیلئے گئے اور حضرت خلیل اللہ کی لوط علیہ السلام کے رسالت کو مانا اور انکے معین و مددگار رہے اور حضرت شعیب نے حضرت موسی کی جیسی اعانت کی سب پر ظاہر ہے ۔ غرض یہہ صادق العہد انبیا اپنے اقرار کو ہمیشہ پورا کرتے آئے ہین اور اگر انبیاء رسول سے مراد خاتم الانبیاء ہمارے سید و مولی مراد ہین تو یہہ ترجمہ کرنا پڑیگا ۔ کہ اگر بالفرض ہمارے برگزیدہ رسول نبی آخر الزمان تمہارے وقت مین آجائین تو تمپر ضرور ہے کہ انکی تصدیق کرو اور انکو رسول حق مانو اور حتی الامکان ضرور انکی مدد کرو ۔ اس ارشاد سے جناب الہی کا یہہ منشا معلوم ہوتا ہی کہ تمام انبیائے عظام کے دلون مین عظمت و شان محمدی کا سکہ جما دے تاکہ ہمیشہ وہ برگزیدہ جماعت اپنے اپنے اوقات مین نبی امی لقب محمد عربی خاتم المرسلین کا تذکرہ امتیون سے کرتے رہین ۔ اور اسی وجہ سے تمام کتب مقدسہ سابقہ مین

ہمارے سید و مولی صلی اللہ علیہ وسلم کے تذکرے و بشارات بکثرت موجود ہین۔ صلوات اللہ وسلامہ علیہم اجمعین الی یوم الدین اور حدیث لوکان موسی حیا ما وسعہ الا اتباعی کا یہ مطلب ہے کہ مین وہ عظیم الشان رسول ہون کہ اگر بالفرض موسی جیسے صاحب توریت اسوقت زندہ رہتے تو انکو بھی میری پیروی ضرور کرنی پڑتی۔ یہان پیاتباع اور وجود موسی فرضی ہے حقیقی طور پر نہین ہے۔ اس حدیث کا ہمرنگ ہم معنی ایک اور حدیث وہ یہ ہے لوکان نبیا بعدی لکان عمر بن الخطاب۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو عمر ہوتا۔ جس طرح حدیث اول رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی کمال عظمت پر دلیل ہے ایسی ہی حدیث دوم بھی حضرت فاروق کے علو مرتبت پر ایک قوی قرینہ ہے۔ خاتم الانبیا کے بعد حضرت عمر رضی اللہ کا نبی ہونا اور حضرت موسی علیہ السلام کا آنحضرت کے باسعادت زمان کو پاکر آپکا متبع ہونا فرض کے طور پر ہے نہ حقیقی طور پر۔ اگر حدیث اول مین اتباع حقیقی مراد لیا جائے تو حدیث دوم مین بھی جو اسکا ہمرنگ ہے بالضرور نبوت حقیقی لینی پڑیگی اور اسوقت ایک سخت اعتراض اور ادبار ایک بلا کا سامنا درپیش ہوگا اور وہ یہ کہ العیاذ باللہ حضرت موسی علیہ السلام عمر فاروق سے بدرجہا کم رتبہ ٹہیر جائینگے اور حضرت عمر خاتم الانبیا مانے جائینگے ہذا خلف اور اگر باینہمہ آنکو حقیقی اتباع پر اصرار ہے اور با اعتقاد شما اس حدیث کی رو سے حضرت موسی نبی محمد عربی فداہ ابی و امی کے متبع و امتی ہین تو لامحالہ عشرہ کے قطع نظر پھر انکو زندہ ہوکر آنا چاہئے تہا یا اب انہین آنا چاہئے۔ ہذا محال جدا۔ یہ کیسی حقیقی اتباع ہے کہ متبوع تو ابہی دنیا مین پیدا ہی نہین ہوا اور کچہہ اپنا فرمان و دستور العمل شائع نہین کیا۔ تابع پہلے ہی ان کی خیالی طور پر متبوع کے جملہ احکام کی تعمیل کرکے چلدیا ھذا شی عجیب وامر غریب۔ ای عجیب صاحبان دلائل عشرہ اور اشتہار فویہ کا جواب اپنے والد محقق صاحب سے پوچھ کر۔ دیکھئے انکی تحقیق پر آپکو فخر ہے۔

قولہ۔ کیون قران کا نام لینے والو کیا یہ آیتین (آیات میثاق) قران مین نہین۔

اقول۔ کیون قران کا نام لینے والو یہ آیات لا نفرق بین احد من رسلہ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ والمومنون کل آمن باللہ وملائکتہ وکتبہ ورسلہ وغیرہ قران مین نہین یا ہین ہین اگر ہین تو ہماری رائے پر چلکر تعارض کو دفع کرو اور توبہ کرو ورنہ سخت مشکلات کا سامنا ہے۔

قولہ کیا اللہ عزوجل نے ان سے سخت تاکید سے ساتہہ سب انبیائے مرسلین صلعم سے محمد رسول اللہ صلعم پر ایمان لانیکا عہد نہ لیا؟

اقول۔ کیا بقول شما محمد رسول اللہ کو تمام انبیا اور تمام ملائکہ پر ایمان لانا اس آیۃ آمن الرسول سے ثابت

نہین ہوا۔ ضرور ہوا۔ توبہ کرو۔

قولہ۔ کیا اس عہد سے اون سبکو محمد رسول اللہ کا امتی نہ بنا دیا۔

اقول کیا اس صریح نص سے بزعم فاسد حامد محمد رسول اللہ صلعم تمام انبیا بلکہ تمام ملائکہ بلکہ اپنے نفس شریف کے امتی نہ بنے ضرور بنے توبہ کرو۔

قولہ۔ کیا اس عہد لیتے وقت انہون نے نبوت سے استعفا کیا۔

اقول کیا محمد رسول اللہ صلعم بقول شما انپر ایمان لاکر اور امتی بنکر نبوت سے استعفا کیا۔ توبہ کرو۔

قولہ کیا اللہ عزوجل انہین معزول کرکے امتی کردیا۔

اقول حسب بقول شما امتی بنا دیا۔ تو معزول بھی کر دیا کیونکہ عزل عن النبوت کے بغیر کوئی نبی امتی نہین ہوتا نبی و امتی باہم متضاد ہین۔ آپ ہی توبیون کو امتی بنانے مین بڑے چوشیلے نظر آتے ہین ہمکو تو اس سے سخت نفرت ہے اس نادان نے آیۃ میثاق کی رسول کے لفظ سے تخصیصاً محمد رسول اللہ مراد لیا ہے حالانکہ وہان تعمیم ہے اور حق یہہ ہے کہ وہان خاتم الانبیا کے مراد لینے مین حقیقی محمدیت آنحضرت بعہد انبیا محال عقلی ہے اور مشاہدہ کے خلاف ہے یان فرضی طور پر مان لین تو ایک دوبات ہے تعمیم چھوڑ کر جسمین کوئی استحالہ لازم نہین آتا اور واقعات صحیحہ بھی اسی کے مؤید ہین معنی تخصیصی دو فرضی پر زور دینا الٹی دانا دانی نہین تو اور کیا ہے۔ یاد رہے کہ یہان ہماری مراد نبوت سے مستقل نبوت و رسالت قبل کی ہے

قولہ اے سفیہو اوس عہد عظیم پر حضرت روح اللہ علیہ الصلوۃ والسلام اترینگے اور باوصف نبوت و رسالت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے امتی و ناصر دین ہوکر رہینگے۔

اقول اے نادان حامد رضا خدا تجھے نیک سمجھ دے استقدر کیون غلو کرتا ہے اور حد سے کیون بڑھتا ہے کیا نبی خود بارگاہ الٰہی سے مطاع کا خطاب پایا ہوا کسی کا امتی و مطیع بن سکتا ہے جب بخیال خام تمام مرسلون نے امتی بننے کا اقرار کیا ہے اور تائید و نصرت کا ذمہ لیا ہے تو اول ابو البشر حضرت آدم کو دنیا مین دوبارہ آکر ایفائے عہد کرنا ضروری تھا مگر انہون نے نہین کیا حضرت نوح بھی بھول گئے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو بھی اپنے اقرار کا کچھ خیال نہ ہا حضرت اسمعیل جنکی صفت قرآن شریف مین صادق الوعد آئی ہے اللہ تعالی انہین صادق الوعد کے لقب سے یاد کرتا ہے انکو بھی نہ اپنے عہد کا خیال نہ رہا اور نہ اپنے بھلے لقب کا موسی علیہ السلام نے بھی اپنے عہد کی کچھ بھی پروانہ کی اب اے مفتری تبا کہ یہہ خاصان خدا تیرے اصول کے رو سے سچے ہین یا جھوٹے صادق العہد ہین یا کاذب العہد تیرے نزدیک ایک حضرت عیسی ہی اپنے وعدہ و عہد کے سچے اور پکے ہین اور باقی خیریت۔ گو مرچکے ہین (جسکا ثبوت پہلے گذر ا م) مگر چونکہ تیرے علم مین وہ ایک ہی صادق الوعد ہین اسلیئے قبر کو چیر کر آسمان پر چڑھکر اپنی روح سے ملکر ضرور بعد ضرور عنقریب نزول فرمائینگے۔ اے مرد خدا ایسے گندے عقیدہ کو کیک خدا تعالے

کے سامنے تو کیونکر منہ دکہلائیگا توبہ کر - اور قرآن کو تدبیر سے پڑہ اور صراط مستقیم کی دعا مانگا کر اللھم اھدنا الصراط المستقیم تجدید میت بہت کیا کر۔

قولہ ان الملائکۃ لتضع اجنحتھا لطالب العلم۔

اقول فرشتون کا اپنے بازون کو بچھانا طالب علم دین مسافر کیلئے یہہ صحیح حدیث اپنے ظاہری معنی پر مستعمل ہی یا نہین اگر ہی تو اسکا ثبوت آپکے ذمہ ہی۔ کون باہوش انسان تصور کرسکتا ہی کہ جب طالب علم دینی علم کیلئے سفر کرتا ہی تو فرشتے اپنے بازون کو اسکے پاؤن کے نیچے بچھا دیتے ہین تاکہ وہ انپر چلا کرے۔ یہ ایک استعارہ ہی کہ طالب حق کیلئے نصرت الہی نازل ہوتی ہی فرشتے اسکی امداد مین کہڑے ہوجاتے ہین۔ پس یاد رکہو یہی استعارہ اور یہی اشارہ مسیح کے دو فرشتون کی نسبت ہی کہ نصرت الہی اسکی شامل حال رہیگی اور فرشتے اسکی امداد کیلئے مامور ہونگے اور مستعد دلون کو اسکی طرف کہینچکر پہونچاینگے اگر آنکہہ ہو تو دیکہو کہ کہان عرب و شام افریقہ اسام کلکتہ اڑیسہ مدراس حیدرآباد ہندوستان اور کہان قادیان کسطرح ان شہرونکے مستعد دل کہچے ہوئے چلے آرہے ہین۔ آپ لوگون نے تو ناخنون تک زور لگایا کہ اس سلسلہ کو مٹا ڈالین اور اس جماعت کے شیرازے کو منتشر کردین مگر جسقدر آپ لوگون نے اس باب مین سعی کی اسی قدر خدا تعالی نے اپنے قدرت کاملہ کا ظہور فرمایا اور اس جماعت کو ترقی پر ترقی بخشی اور اس سلسلہ حقہ کو مسلسل کرتے چلا کیونکہ یہہ سلسلہ اسی کے ہاتہہ کا قائم کیا ہوا ہی آج اسکی تعداد لاکہہ کے قریب ہی کل تم دیکہوگے کہ اسکی گہوڑدوڑ کیسی ہی اور کیسی ترقی کے زینہ پر چڑہتی جاتی ہی تمہین نہین معلوم کہ یہہ طاعون کسلئے نازل ہوئی ہی اس سلسلہ کی بڑہائی اور مخالفون کے گہٹانیکے لئے پورے ساز و سامان کے ساتہہ آئی ہی واللہ ذو الفضل العظیم۔ مجیب نے اپنے دلائل آیت میثاق و حدیث لوکان موسی کی قوت پر بڑا فخر کیا ہی۔ مگر جب ہمارے اس تحریر کو دیکہیگا اگر اسمین حیا کا مادہ باقی ہی تو ذی علمون کے سامنے رخ نمائی کو اسکی حیا اور اسکی غیرت ایمانی ہرگز اجازت نہ دیگی۔ و نیز مجیب نے یاین خیال کہ مین سائل کے جواب سے سبکدوش ہوگیا ہون اور حیات مسیح کو بڑے عمدہ پیرایہ مین بیان کرکے براءت حاصل کرلی ہی۔ اسلئے صفحہ ۴۸ سے صفحہ ۵۵ تک بڑا ہی تماشہ کیا ہی اور بازی چلنا شروع کردیا ہی اور پہر پرانے قصہ کو دوہرا دوہرا کر عوام کو خوش کرنا چاہتا ہے اسلئے ہم اُن فضول و تمسخر باتون کا جواب ترکی بہ ترکی دینے کو ناپسند اور ناقبل کے دلائل قاطعہ کے تانک ساتہہ مجیب کے گردن مین لپٹاتے پر پسند کرتے ہین اور نیز ہمکو یہہ حق حاصل ہی کہ اسکی درشت زبانی پر جواب ترکی بہ ترکی دین اور الصارم الربانی علی اسراف القادیانی کے جواب مین اس رسالہ کا نام منشار النقضا علی ہفوات حامد رضا رکہین۔ مگر ہمارا کام امر حق کا اظہار اور اسکی تبلیغ ہی اسلئے ہم نے اسکا نام

القول العجیب فی رد حامد المجیب رکہا۔

خاتمہ

اب ہمیں فرض ہی کہ رسالہ کو شافی جواب دیکر منزل مقصود تک پہونچادین وما توفیقی الا باللہ
واضح ہو کہ جسقدر دلائل ہم نے جواب الجواب مین درج رسالہ کئے ہین وہ ایک حق پسند طالب کو اطمینان کافی و وافی
ہین مگر پہر بہی مختصر چند آیات قرآنی پیش کرتے ہین جس سے وفات مسیح ابن مریم صلی اللہ علیہ وسلم کا ثبوت کامل ہو جاوے
اور مخالف کو دم زدن کی مجال نرہے۔

(۱) فرمایا اللہ تعالی نے وما محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسل افان مات او قتل انقلبتم
علی اعقابکم یعنی محمد تو صرف ایک رسول ہین انکے پہلے کے تمام رسول مر چکے اگر یہہ مر جائین یا قتل کردئے جائین تو
اے لوگو کیا تم اسلام سے منہ پہیر لوگے۔ یہہ آیتہ وفات مسیح مین صریح الدلالت ہے اسلئے کہ تمام مرسلین جن مین یقیناً
عیسی علیہ السلام داخل ہین انکے مرنیکی خبر دیتی ہے اور موت وقتل کا لفظ اسبات کا قرینہ ہے کہ قد خلت بمعنی
قد ماتت کے ہے۔ خداتعالی نے اس آیت کو استدلالاً پیش فرمایا ہے کہ کوئی انسان کیسا ہی رتبہ کا کیون نہ ہو
ایکدن اسے مرنا ہے۔ اسی ہمارے پیغمبر کو دیکہو کہ یہہ بہی ایک رسول ہے اسکو بہی ایک روز مرنا ہی تہا کیونکہ اسکے پہلے کے
تمام رسول مر چکے سو اگر حضرت مسیح کو اس حکم سے باہر رکہا جاے تو یہہ استدلال سخت جرح کا محل ہوگا اور اسی غرض کے
پورا کرنیکے لیے خداتعالی نے الرسل کا لفظ فرمایا تاکہ کوئی فرد اس حکم سے باہر نرہ جائے اسی آیت کو حضرت ابوبکر رضی اللہ
تعالی عنہ نے رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے وفات کے دن (جبکہ حضرت عمر جیسے صحابی تلوار لیے کہڑے ہو گئے تہے کہ جو شخص
رسول اللہ خاتم الانبیا کی موت کا قائل ہوگا اسکے سر کو بدن سے جدا کر ڈالونگا) پڑہکر سب صحابہ پر ثابت کر دیا کہ جسطرح
تمام اگلے انبیا وفات پا چکے ہین محمد صلی اللہ علیہ وسلم نے بہی انکی برابر رحلت فرمائی ہے۔ تمام صحابہ اسپر متفق ہوگئے انمین سے
ایک نے بہی یہہ نہ کہا کہ اے ابوبکر آپکا یہہ استدلال قابل جرح ہے اسلئے کہ مسیح ابن مریم اتبک تو زندہ ہین بلکہ عبد اللہ
ابن عمر نے فرمایا اس ذات کی قسم کہ جسکے قبضہ مین میری جان ہے کہ اس واقعہ سے جو پردہ ہمپر پڑگیا تہا ابوبکر کی اس تقریر سے
بالکل منکشف ہوگیا اور ہم خوشی سے پہولے نہ سماے پس صحابہ کرام کا جس چیز پر پہلا اجماع ہوا وہ وفات مسیح کا مسئلہ ہے۔ دیکہو
بخاری شریف ودیگر کتب احادیث وسیر۔

(۲) فرمایا اللہ تعالی نے وما جعلنا لبشر من قبلک الخلد افان مت فہم الخالدون۔ یعنی اے پیغمبر تجہسے
تمہارے پہلے کسی بشر کو زندہ نہین رکہا اگر تم مر جاؤ تو کیا یہہ تمہارے مخالفین موت سے بچ رہینگے۔ اس آیتہ کا صاف مطلب یہی
ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے پہلے کے تمام بشر خواہ وہ نبی ہون یا ولی سب مر چکے ایک کے لیے بہی بقاء دوام نہین ہے یہہ اخبار
الہی ہے جسمین ہرگز کذب کا احتمال نہین۔ جب حضرت مسیح بشر ہین اور ضرور ہین تو اب انکے مرجانے مین کیا شک وشبہ باقی
ہے کیا تمہین خدا کی خبر دیی بس نہین ہے اور کیا تمہارا دل قرآن شریف کے اس سچے اخبار سے اطمینان نہین پکڑتا اور نیز یہہ آیتہ

ہمین مسیح علیہ السلام کی مانند خضر والیاس کی موت کی بھی صحیح خبر دیتی ہی کیونکہ یہہ دونو حضرات بھی تو رسول کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم کے پہلے کے انسان ہین۔

(۳) فرمایا اللہ تعالیٰ نے ماکان محمدٌ ابا احدٍ من رجالکم ولٰکن رسول اللہ وخاتم النبیین یعنی یہہ محمد تم مین سے کسی کی باپ نہین ہین مگر اللہ کے بھیجے ہوئے اور تمام نبیون کے خاتم ہین انکے بعد کوئی نبی صاحب شریعت دنیا مین نہین آئیگا یہہ بات سب پر ظاہر ہی کہ نبی کبھی معزول نہین ہوتا اور وحی رسالت کبھی اس سے منفک نہین ہوتی پس مسیح کا نزول دو حال سے خالی نہین یا تو نبوت سے معزول ہوکر آئینگے اور محض امتی بنکر رہینگے یا اپنی رسالت لیکر آئینگے پہلی صورت ... بداہۃً باطل ہی جسکو اسلام کا اجماعی عقیدہ کہ نبی اپنی نبوت سے معزول نہین ہوتا اور جو اسکے خلاف اعتقاد رکہی وہ کافر ہی اور آیتہ وما ارسلنا من رسول الا لیطاع باذن اللہ اور آیتہ لا نفرق بین احدٍ من رسلہ صریحاً جہٹلاتی ہین اور دوسری صورت یعنی انکا نبوت تشریعی لیکر تشریف لانا ... آیت ﷺ کیونکہ خاتم المرسلین کے بعد ایک اولوالعزم نبی کی وجود کو تسلیم کرنا پڑتا ہی جو اپنی ساری باتین کلی ہون یا جزوی تمام کی انجام دہی بذریعہ وحی جبرائیلی کیا کرتا ہی پس حضرت مسیح علیہ السلام کی رسالت و نبوت جو انکی لیے لازم غیر مفارق ہی اور جسکو نزول وحی تشریعی ضروری پڑا ہوا ہی۔ اب انکو دنیا مین آنے سے روکتی ہی جس سے یہہ نتیجہ نکلا کہ وہ مر چکے ہین۔

(۴) فرمایا اللہ تعالیٰ نے وما جعلناہم جسداً لا یاکلون الطعام یعنی ہمنے کسی ایک بدن کو بھی ایسا نہین بنایا کہ کہانا نہ کہاتا ہو اسی مستمرہ قانون کے سبب ہم اور ہمارے بزرگ وار دیکہتے چلے آئے ہین کہ حضرت آدم سے لیکر حضرت خاتم تک سب کے سب اس کہانے کے اشد محتاج تہے اور اللہ تبارک وتعالیٰ نے اس عام اصول کو زیادہ توسیع کرنے کی غرض سے تارک الدنیا خدا والی جماعت کو بھی اس اکل کا حاجتمند ہونا صراحت کے ساتھہ بتلایا ہی چنانچہ فرمایا وما ارسلنا قبلک من المرسلین الا انہم لیاکلون الطعام ویمشون فی الاسواق یعنی اے پیغمبر تمہارے پہلے کے جتنے رسول گذرے ہین سب کے سب کہانا کہایا کرتے تہے اور بازارون مین چلا پہرا کرتے تہے جب حضرت مسیح انسان ہین اور مرسلون مین انکا شمار ہی اور آپکا یہہ عقیدہ ہی کہ آسمان پر اسی جسم خاکی کو لیکر جو کہانے اور پینے بول وبراز کا محتاج ہی لیکر تشریف فرما ہین تو بتلائے وہان کسطرح نہین دنیوی غذا میسر آسکتی ہی اور غذا کی عدم میسر کے سبب کیونکر زندہ رہ سکتے ہین۔ کیا خدا تعالیٰ نے انکی خاطر اپنی عام قانون مستمرہ کو بدل دیا ہی۔ اگر بدل دیا ہی تو دلیل قرآنی پیش کرو ورنہ یہہ دو آیتین الزام لیئے انکے گلے کی ہار ہین

(۵) فرمایا اللہ تعالیٰ نے ولکم فی الارض مستقر ومتاع الیٰ حینٍ یعنی اے بنی آدم یہہ زمین تمہارے رہنے سہنے کی جگہہ ہی اور تمہاری موت تک کی ساری متاع اور تمام اسباب معیشت اسی مین ہین۔ پس جب حضرت مسیح ابن آدم ہونے کے سبب انکی بود و باش کا مقام بہی زمین ہی اور انکی موت تک کے سارے اسباب معیشت یہین مہیا ہین۔ تو اپنے مستقر کو ترک کرنا مقتضائے الٰہی کے خلاف ورزی ہی اور یہہ انکے بلند رتبہ کے خلاف اور نیز خدا تعالیٰ کے وعدہ کے خلاف ہی سلوم

جب حسب ارشاد الٰہی انسان کی زندگی کے سارے اسباب اسی زمین میں رکھے گئے ہیں نہ آسمان پر۔ بلکہ اس زمینی اشیا سے
کیونکر متمتع ہو سکتے ہونگے جنکے بغیر یہ جسم عنصری کسی طرح قائم نہیں رہ سکتا۔ پس جبکہ انکا مستقر اور انکے سارے اسباب
زندگی زمین ہی میں قرار پائے تو پھر صعود الی السماء کا خیال سراسر غلط اور محض لغو ہے۔

(۶) فرمایا اللہ تعالیٰ نے فیہا تحیون و فیہا تموتون و منہا تخرجون۔ ای فرزند آدم تم اسی زمین میں زندگی
بسر کروگے اور اسی میں مروگے اور پھر اسی سے اٹھائے جاؤگے۔ یہ تین باتیں امر الٰہی و وعدہ ہے جسکا خلاف ہرگز ممکن نہیں
ہرگاہ مطابق وعدہ الٰہی تمام انسانوں کی زندگی اور موت اسی زمین میں ٹھیری اور شب و روز کا مشاہدہ اسکی تصدیق بھی
دیتا ہے۔ تو جناب مسیح علیہ السلام کیونکر خلاف وعدہ و مرضی الٰہی اپنی عمر و زندگی کے دوسرے زمین کو چھوڑ کر اور کہیں پورے
کر سکتے ہیں۔ اگر کر سکتے ہیں تو اسپر دلائل قرآنیہ پیش ہونی چاہئے۔ و نیز یہ آیت حضرت اور نیز کی وفات و عدم صعود الی السماء
کیلئے ایک برہان قاطع ہے۔ زندگی و موت کے واسطے جب زمین مخصوص و مقرر ہے تو صعود و نزول بجسدہ العنصری کا خیال قطعاً
محال ہے۔

(۷) الم نجعل الارض کفاتاً احیاءً و امواتاً۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کیا ہمنے زمین کو زندوں اور مردوں کے
لئے کافی نہیں بنایا ضرور بنایا ہے۔ یہ کیسی صاف اور واضح دلیل ہے کہ یہ زمین زندوں کے آرام و آسائش کیلئے
اور دکھ و مصیبت کے دور کرنے کے لئے کافی ہے اور بعد مرگ بھی یہی زمین اسکے لئے بس ہوا کرتی ہے۔ اس آیۃ میں ہمارے
مخالفوں کا صریح رد موجود ہے جو کہا کرتے ہیں کہ یہودیوں کی زیادتی کو دیکھکر خدا تعالیٰ نے عیسیٰ علیہ السلام کو آسمان پر اٹھا لیا
خدا تعالیٰ انکی رد میں فرماتا ہے ای نادانو کیا ہماری زمین عیسیٰ کے بچانیکے لئے بس نہیں ہے جس سے ہمیں انکو آسمان پہ
لیجا کر پاسبانی کی ضرورت پڑی۔ پھر اپنے دعوی کی ثبوت میں اپنے حبیب خاتم الانبیا کو اسی زمین کے غار ثور میں بچا کے
زمین کی کفایت ہونیکی شہادت دی۔ اور آسمان تو درکنار چوتھا سما میں دو چار روز تک اوٹھا کر نہ رکھا۔ تاکہ اپنے وعدہ
میں تخلف لازم نہ آوے جب ساری نبیوں کے سردار اور تمام مرسلوں کے سرتاج محمد مصطفےٰ کو کفار کی ایذادہی اور قتل کے منصوبے
پر بھی آسمان پر نہ اٹھایا اسلئے کہ ان اللہ لا یخلف المیعاد اسی کا فرمان ہے تو حضرت مسیح کے صعود الی السماء پر کیونکر یقین
آوے۔ کیا تمہارے اعتقاد میں حضرت عیسیٰ علیہ السلام کا رتبہ خدا کے پاس رسول اللہ خاتم الانبیا علیہ التحیۃ والثنا سے بڑھکر ہے

(۸) فرمایا اللہ تعالیٰ نے واوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ ما دمت حیاً و براً بوالدتی۔ یعنی عیسیٰ علیہ السلام فرماتے ہیں
کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں جبتک زندہ رہوں نماز پڑھا کروں اور زکوٰۃ دیا کروں اور اپنی ماں کے ساتھ نیک سلوک
کیا کروں۔ ابکہ اگر حضرت مسیح بن مریم آسمان پر زندہ ہیں تو زکوٰۃ کسکو دیتے ہونگے اور زکوٰۃ کی بابت کسکو کرتے ہونگے کیا
کوئی یہودی جماعت آسمان پر قائم ہے۔ اور اپنی والدہ صدیقہ کے ساتھ نیک سلوک کیا تو بس یہی کہ انکو جدائی کے درد
میں گرفتار کرکے آپ آسمان پر جا بیٹھے۔ پھر یہ بھی بتلاؤ کہ بی بی مریم کی زندگی تک حضرت مسیح آسمان پر رہ کر

اسطرح خدمت والدہ کی ہوگی کیونکہ یہ آیت صاف کہہ رہی ہے کہ ماں کی خدمت اور اسکے ساتھ نیک سلوک
حضرت مسیح پر تاحیات باقی اور فرض تھی مادمت حیا کی قید سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ سب باتیں انکی زندگی دنیوی
تک ہیں بعد مرگ تمام انسان اور تمام انبیاء کرام کی مانند یہ بھی احکام الہی تعمیل سے سبکدوش ہیں۔ اگرچہ اسقدر
دلائل اثبات مدعا کے لئے بس ہیں مگر میں چاہتا ہوں کہ حضرت مجدد ربانی مسیح موعود و مہدی مسعود امام قادیانی
کے رسالہ اعجاز احمدی سے کچھ عبارت نقل کر دوں جس سے طالب حق کو پوری بصیرت حاصل ہو وہو ہذہ مجھے اس تکذیب کا کچھ
رنج بھی نہیں کیونکہ جبکہ وہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو بھی کذاب قرار دیتے ہیں تو اگر مجھے بھی کذاب کہیں تو انپر کیا افسوس کرنا چاہیے
کیونکہ وہ کہتے ہیں کہ خدا کے اس سوال پر کہ کیا تو نے ہی کہا تھا کہ مجھے اور میری ماں کو خدا کر کے مانو تو عیسیٰ نے جو جھوٹ بولا یعنی
ایسا جواب دیا کہ سراسر جھوٹ تھا کیونکہ انہوں نے کہا کہ جبتک میں اپنی امت میں تھا تو انپر گواہ تھا اور جب تونے وفات دیدی
تو پھر تو انکا رقیب تھا مجھے کیا معلوم کہ میرے پیچھے کیا ہوا اور ظاہر ہے کہ اس شخص سے زیادہ کون کذاب ہو سکتا ہے جو قیامت کے دن جب
عدالت کے تخت پر خدا بیٹھے گا اسکے سامنے جھوٹ بولیگا کیا اس سے بدتر کوئی اور جھوٹ ہوگا کہ وہ شخص جو قیامت سے پہلے دوبارہ
دنیا میں آئیگا اور چالیس برس دنیا میں رہیگا اور نصاری کے ساتھ لڑائیاں کریگا اور صلیب کو توڑیگا اور خنزیروں کو
قتل کریگا اور تمام نصاری کو مسلمان کر دیگا وہی قیامت کو ان تمام واقعات سے انکار کر کے کہیگا کہ مجھے خبر نہیں کہ میرے
بعد کیا ہوا اور اسطرح پر خدا کے سامنے جھوٹ بولیگا اور ظاہر کریگا کہ مجھے اس وقت سے نصاری کی حالت اور انکے مذہب کے
کچھ بھی خبر نہیں جب سے تونے مجھے وفات دیدی دیکھو یہ کیسا گندہ جھوٹ ہے اور پھر خدا کے سامنے اسطور سے حضرت مسیح کو کذاب
ٹھیراتے ہیں یا نہیں قرآن شریف کھولو اور آیت فلما توفیتنی کو آخر تک پڑھ جاؤ اور پھر کہو کہ کیا تمنے عیسیٰ علیہ السلام
کو کذاب قرار دیا یا نہیں۔

مگر اسپر کیا افسوس کریں کیونکہ آپ لوگوں کے نزدیک تو خدا بھی کاذب ہے خدا تعالی نے عیسیٰ علیہ السلام کی وفات
آیت فلما توفیتنی میں صاف طور پر بیان کر دی اور بتصریح حضرت عیسیٰ کا یہ عذر پیش کر دیا کہ میری وفات کے بعد
یہ لوگ بگڑے ہیں پس خدا سمجھا رہا ہے کہ اگر حضرت عیسیٰ فوت نہیں ہوئے تو عیسائی بھی اب تک نہیں بگڑے کیونکہ عیسائیوں کا
راہ راست پر رہنا صرف آپکی حیات تک ہی وابستہ رکھا گیا تھا اور عیسائیوں کی ضلالت کی علامت حضرت عیسیٰ کی وفات
ٹھیرائی گئی تھی اب کہو اس صورت میں آپکے نزدیک خدا کیونکر سچا ٹھہر سکتا ہے جسکا بیان باور نہیں کیا گیا۔

اور ایسا ہی آیت مَا مُحَمَّدٌ اِلَّا رَسُوْلٌ قَدْ خَلَتْ مِنْ قَبْلِهِ الرُّسُلُ میں سب نبیوں کی
وفات ایک مشترک لفظ میں جو خلت ہے خدا نے ظاہر کی تھی اور حضرت عیسیٰ کیلئے کوئی خاص لفظ
استعمال نہیں فرمایا تھا یہ بھی نعوذ باللہ آپ لوگوں کے نزدیک خدا کا ایک جھوٹ ہے یہ وہی آیت ہے جسکے
پڑھنے سے حضرت ابوبکر نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات ثابت کی تھی ابوبکر کی بھی یہ منطق خوب تھی

کہا ہو جو کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ بیٹھا ہی پھر وہ لوگوں کے سامنے یہ آیت پڑھتا ہو یہ کس لغت کی تسلی دیتا ہی کیا اسکو
معلوم نہیں کہ عیسیٰ تو زندہ آسمان پر بیٹھا ہی اور پھر دوبارہ آئیگا اور چالیس برس رہیگا عیسیٰ کی وہ عمر اور
افضل الرسل کی یہ عمر تِلْكَ إِذًا قِسْمَةٌ ضِيزَىٰ۔
اور صحابہ بھی خوب سمجھ گئے آدمی ہی جو اس آیت کے سننے سے ساکت ہو گئے اور کسی نے ابوبکر کو جواب نہ دیا
کہ حضرت آپ یہ کیسی آیت پڑھ رہے ہیں جو اور بھی ہمیں حسرت دلاتی ہی عیسیٰ تو آسمان پر زندہ اور پھر آنیوالا اور
ہمارا پیارا نبی ہمیشہ کے لئے ہم سے جدا اگر عیسیٰ اس قانون قدرت کے باہر اور ہزار ہا برس کی عمر پانیوالا اور پھر
آنیوالا ہی تو ہمارے نبی پر یہ تہمت کیوں عائد ہوئی اور سچ تو یہ ہے کہ ابوبکر رضی اللہ عنہ اور تمام صحابہ جو اس وقت
تمام حاضر تھے انمیں سے ایک بھی غائب نہ تھا اس آیۃ کے یہی معنی سمجھے تھے۔ کہ تمام انبیا فوت ہو چکے ہیں اور
معلوم ہوتا ہی کہ بعض ایک دو کم سمجھ صحابہ کو جنکی درایت عمدہ نہیں تھی عیسائیوں کے اقوال سنکر جو اکثر گردو پیش رہتے تھے
پہلے کچھ یہ خیال تھا کہ عیسیٰ آسمان پر زندہ ہی جیسا کہ ابوہریرہ جو غبی تھا اور درایت اچھی نہیں رکھتا تھا لیکن حضرت
ابوبکر نے جنکو خدائی علم قرآن عطا کیا تھا یہ آیت پڑھی تو سب کو ... بموت جمیع انبیا ثابت ہو گئی اور وہ اس
آیت سے بہت خوش ہوئے اور انکا وہ صدمہ جو انکے پیارے نبی کی موت کا انکے دل پر تھا جاتا رہا اور مدینہ کی گلیوں
کوچوں میں یہ آیت پڑھتے پھرے اسی تقریب پر حسان بن ثابت نے مرثیہ کے طور پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم
کی جدائی میں یہ شعر بھی بنایا ہے۔

كُنْتَ السَّوَادَ لِنَاظِرِيْ ؛ فَعَمِيَ عَلَيْكَ النَّاظِرُ
مَنْ شَاءَ بَعْدَكَ فَلْيَمُتْ ؛ فَعَلَيْكَ كُنْتُ أُحَاذِرُ

یعنی تو اے نبی صلی اللہ علیہ وسلم میری آنکھوں کی پتلی تھا میں تو تیری جدائی سے اندھا ہو گیا اب تیرے بعد جو چاہے
مرے عیسیٰ ہو یا موسیٰ۔ مجھے تو تیری ہی موت کا دھڑکا تھا۔ یعنی تیرے مرنے کے ساتھ ہمنے یقین کر لیا کہ دوسرے تمام
نبی مر گئے ہمیں کچھ انکی پروا نہیں۔ مصرعہ

عجب تھا عشق اس دل میں محبت ہو تو ایسی ہو

پھر آپ لوگ خدا تعالیٰ کو اسطرح پر جھوٹا قرار دیتے ہیں کہ خدا تو کہتا ہے کہ واقعہ صلیب کے بعد عیسیٰ اور اوسکی ماں
کو ہمنے ایک ٹیلہ پر جگہ دی جسمیں صاف پانی بہتا تھا یعنی چشمے جاری تھے بہت آرام کی جگہ تھی اور جنت
نظیر تھی جیسا کہ فرماتا ہے وَآوَيْنَاهُمَا إِلَىٰ رَبْوَةٍ ذَاتِ قَرَارٍ وَمَعِينٍ یعنی ہمنے واقعہ صلیب کے
بعد جو ایک بڑی مصیبت تھی عیسیٰ اور اسکی ماں کو ایک بڑے ٹیلہ پر جگہ دی جو بڑے آرام کی جگہ اور پانی نہایت
خوشگوار تھا یعنی خطہ کشمیر۔ اب اگر آپ لوگوں کو عربی سے کچھ بھی مس ہے تو آپ سمجھ سکتے ہیں کہ آوینا کا لفظ کہاں

بعون المقتدر

تفسیر آیت قرآن

إِنَّمَا حَرَّمَ عَلَيْكُمُ الْمَيْتَةَ وَالدَّمَ وَلَحْمَ الْخِنْزِيرِ

مسمی بہ

اسرار الذبح وترک مردار وخنزیر

علی ثبوت طب ڈاکٹری

سنہ ۱۹۰۲ء

از تصنیف جناب ڈاکٹر فارخ الدین صاحب میڈیکل آفیسر شفاخانہ بیگاؤں

حسب ارادہ و باہتمام کمترین سید جلال الدین گھایل ایڈیٹر اخبار آفتاب
دکن میں مطبع عطاء الرحمن [illegible] مطبوع گردید